الکلمۃ العلیا

لاعلاء

علم المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف:
صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین
مراد آبادی علیہ الرحمۃ

نعیمی کتب خانہ

Marfat.com

وعلمک ما لم تکن تعلم

الحمد للہ کہ کتاب

الکلمۃ العلیا

لاعلاء

علم المصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم

مصنفہ حامی سنت صدر الافاضل حضرت
مولانا مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی
دام فیضہ جس میں مخالفین کے تمام سائلوں کے رد و جملہ شکوک و
اوہام کے شافی جواب ہیں (مولانا) عمر نعیمی نے اپنے

مطبع نعیمی مراد آباد میں چھاپ کر شائع کی

قیمت عہ/

بار پنجم ۱۵۰۰

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَعَلَّمَہُ الْبَیَانَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ عَلَّمَہٗ عُلُوْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ الْعٰلِمِیْنَ بِمَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ اخْتَارَھُمُ اللّٰہُ لِعُلُوْمٍ وَفُنُوْنٍ اما بعد بندہ مسکین المعتصم بحبل اللہ المتین محمد نعیم الدین ختمہ اللہ بمزید الصدق والیقین ابن الفاضل الکامل حضرت مولانا مولوی محمد معین الدین صاحب مظلہ العالی مراد آبادی صانہما اللہ الہادی عن کید الاعادی برادران اسلام کی عالی خدمت مین عرض کرتا ہی کہ آجکل مسئلہ علم نبی کریم علیہ وعلی آلہ واصحابہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم علمار مین ایسا زیر بحث ہو کہ ہرطرف اُسی کا ذکر سُنا جاتا ہے چنانچہ اسی بحث مین جناب مولانا مولوی شاہ سلامت اللہ صاحب رامپوری دام فیضہ نے جو اجلۂ فضلاء اہلسنت مین سے ہین ایک رسالہ مسمّٰی بہ اعلام الاذکیاء تالیف فرمایا جسکی حالت مصنف علام کی جلالت علمی کی شہرت کے باعث محتاج بیان نہین۔ اس رسالہ میں مولانا صاحب موصوف نے نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے علم ماکان وما یکون کا اثبات کیا ہو اور کافی ثبوت دیتے ہین۔ باینہمہ رامپور کے ایک عالم مولوی حافظ واحد نور صاحب نے اس رسالہ کی جواب مین ایک رسالہ لکھا جسکا نام اعلاء کلمۃ الحق ہو حافظ صاحب موصوف نے اس رسالہ میں جناب مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب دام فیضہ کی نسبت ایسی ایسی سخت کلامیان اور زیادہ گوئیان کیں جو علمار کی شان سے بعید ہین۔ مسئلہ کے متعلق وہ رکیک باحق خلاف صواب تقریریں کیں جو عاقل وفہیم سے غیر متوقع ہین اس لئے احقر نے باستدعائے احباب

بالخصوص میاں محمد اشرف صاحب شاذلی کے اصرار سے حافظ صاحب مذکور کے رسالہ کا جواب لکھا اور اسکا نام الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفا رکھا اگرچہ حافظ صاحب نے اپنے رسالہ میں بہت سخت کلامیاں کی تھیں مگر ہین لے اُن کے جواب میں کوئی سخت کلامی نکی اور اسکام کو اُنہی کو ہمت اور حوصلہ پر چھوڑا۔ کیونکہ زبان درازی عجز کی نشانی ہو۔ حافظ صاحب اور انکے ہم مذہبوں کے رسالے اکثر بدزبانیوں سے بھرے ہوتے ہین۔ غالباً یہ حضرات فرصت کے اوقات اِسی کام کی مہارت حاصل کرنے میں صرف کرتے رہتے ہین جسطرح مَیں نے حافظ صاحب موصوف کے ساتھ کوئی سخت کلامی نہیں کی اسیطرح اُنکی سخت کلامی۔ زیادہ گوئی فضول بات کے جواب کی طرف بھی رُخ نہیں کیا۔ البتہ مسئلہ کے متعلق علمی بحثین کیں اور حافظ صاحب موصوف کے شبہات کو دفع کیا۔ اعتراضوں کے جواب دیئے اور جوابات میں تحقیق کو مدنظر رکھا ناانصافی اور تعصب کو پاس نہ آنے دیا حتی الوسع یہ کوشش بھی کی کہ مخالفین کے رسالے جمع ہون چنانچہ مسطورہ ذیل رسالے دستیاب ہوتے سب پر نظر ڈالی مگر تقریباً سب کی تقریریں ملتی جلتی ہین شاذ و نادر کسی میں کوئی بات کم وبیش ہو۔ تاہم مَیں نے اس رسالہ میں سب کی جواب دیتے اللہ جلشانہٗ اسکو میرے لئے کفارہ سئیات فرمائے۔ ناظرین سے دُعا تے خیر خاتمہ مسئول اور نظر انصاف مامول ہو۔"

مخالفین کے وہ رسالے اور فتوے جنکا ہمنے بعونہ تعالےٰ جواب لکھا ہی یہ ہین

تقویۃ الایمان۔ نصیحۃ المسلمین۔ رسالہ علم غیب از مولوی محمد یحییٰ اسعد صدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی علیہ رسالہ فتوے مولوی غلام محمد راندیری۔ فتوے علمائے دیوبند وغیرہ مجموعہ مطبع صدیقی لاہور کشف الغطاء عن ازالۃ الخفا مؤلفہ مولوی محمد سعید بنارسی سہم الغیب فی کبد اہل الریب مؤلفہ مولوی عبد الحمید بریلوی رد التکییف علی من سلہ بالحیف تنزیہ التوحید مؤلفہ مولوی محمد غلام نبوی۔ براہین قاطعہ حفظ الایمان مؤلفہ مولوی اشرف علی تھانوی۔ تحقیق حق۔ تقریر مولوی محمد ادریس صاحب علم غیب کا فیصلہ مطبوعہ مطبع اہل حدیث امرتسر۔ اہل حدیث کا مذہب مصنفہ ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری اعلاء کلمۃ الحق قبل اسکو

تقریر مسئلہ

حضور کے لئے علم جمیع اشیاء کا ثبوت قرآن پاک سے

مخالفین کی تحریروں کے جواب میں قلم اٹھایا جائے مناسب معلوم ہوتا ہی کہ مسئلہ کو مختصر طور پر لکھدیا جائے
تقریر مسئلہ حضرت حق سبحانہ تعالےٰ نے اپنے نبی مکرم نور مجسم سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلے اللہ
تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو جمیع اشیاء جملہ کائنات یعنی تمام ممکنات حاضرہ و غائبہ
کا علم عطا فرمایا۔ بدء الخلق یعنی ابتدائے آفرینش سے دخول جنت و دوزخ تک سب مثل کف
دست ظاہر کر دکھایا۔ خود ارشاد فرمایا الرحمٰن علم القرآن اس آیہ شریفہ سے صاف ظاہر ہی
کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے سرور کائنات کو قرآن کی تعلیم فرمائی اور قرآن شریف میں تمام اشیاء کا بیان
ونزلنا علیك الکتاب تبیانا لکل شیٔ پس جب کلام پاک ہر چیز کا بیان اور سرور اکرم اسکے
عالم تو بے شبہ سرور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جملہ اشیاء کے عالم ہوتے حکی ابن سراقۃ فی کتاب الاعجاز
عن ابی بکر بن مجاھد انہ قال یوما من شیٔ فی العالم الا وھو فی کتاب اللہ فقیل لہ
فاین ذکر الخانات فقال فی قولہ لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونۃ
فیھا متاع لکم فھی الخانات (اتقان صفحہ ۳۶۹) ابن سراقہ نے کتاب الاعجاز میں ابو بکر
بن مجاہد سے حکایت کی انھوں نے ایک روز یہ کہا کہ کوئی چیز جہاں میں ایسی نہیں جسکا ذکر کلام اللہ
شریف میں نہ ہو کسی نے کہا کہ سراؤں کا ذکر کہاں ہی فرمایا کہ اس آیت میں لیس علیکم جناح ان تدخلوا
الآیہ اب ثابت ہوا کہ تمام اشیاء کا ذکر قرآن پاک میں ہی اور حضرت اس کے عالم تو تمام اشیاء
کے عالم ہوئے قولہ تعالےٰ خلق الانسان علمہ البیان (و فی معالم التنزیل) قال
بن کیسان خلق الانسان یعنے محمدا صلے اللہ علیہ وسلم علمہ البیان یعنے بیان ما
کان وما یکون (و فی التفسیر الحسینی) یا بوجود آورد محمد را و بیاموزانید وے را بیان آنچہ
بود وہست و باشد آیہ شریفہ کا مطلب ان دونوں تفسیروں کی بموجب یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ جلشانہ نے محمد صلے
اللہ علیہ وسلم کو پیدا کر کے علوم ما کان و ما یکون سے سرفراز و ممتاز فرمایا یعنی گذشتہ و آئندہ اور یہ واضح رہی کہ
حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے نہ ہم جمیع غیوب غیر متناہیہ کا علم ثابت کرتے ہیں نہ جملہ
معلومات الٰہیہ کا حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں ذرہ کو آفتاب سے
اور قطرہ کو سمندر سے جو نسبت ہی وہ بھی یہاں متصور نہیں کہاں خالق اور کہاں مخلوق مماثلت
و مساوات کا تو ذکر ہی کیا۔ علم الٰہی کے حضور تمام مخلوق کے علوم اقل قلیل ہیں کوئی ہستی نہیں رکھتے

Marfat.com

لیکن باینہمہ عطائے الٰہی سے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جمیع کائنات تمام ماکان و مایکون کے علوم حاصل ہین الحمد للہ ہم نہ مماثلت و مساوات کے قائل نہ عطائے الٰہی اور فضائل احمدی (صلے اللہ علیہ وسلم) کے منکر۔ مخالفین کا الزام مماثلت و مساوات بہپر افترا ہی حیرت یہ ہے کہ کذب جیسے قبیح عیب پر تو حضرت حق جل وعلا کی قدرت ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کی زور لگائین اور ناکام کوششین کی جائین اور حضور کو جمیع اشیاء کا علم عطا فرمانیسے خداوند عالم کو عاجز سمجھا جائے۔ تعجب۔ اللہ سبحانہ ہمارے بنی نوع کو ہدایت فرمائے۔

سر آمد مخالفین نے کس دلیری سے حضرت حق سبحانہ تعالےٰ کی نسبت یہ بیہودہ کلمات لکھ ڈالے نزدیک و دور کی خبر رکھنی اللہ ہی کی شان ہے۔ خداوند عالم کی جناب مین نزدیک اور دور کا لفظ لکھتے شرم نہ آئی۔ افسوس۔ اس سے بڑھکر اور ملاحظہ فرمایئے لکھتے ہین کہ غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار مین ہو کہ جب چاہے دریافت کر لیجئے۔ یہ اللہ ہی کی شان ہی۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۲۰) ان سادہ لوحون کے خیال مین ہر چیز کا علم ہر وقت اللہ جلشانہ کو بھی حاصل نہین بلکہ جب چاہتا ہی کسی چیز کا علم دریافت کر لیتا ہی بمعاذ اللہ العلی العظیم علم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی نسبت جو بیہودہ کلمات بعضے کوتاہ اندیش لوگون نے لکھے ہین انکی نقل کرتے ہوئے طبیعت پریشان ہوتی ہی اس لئے مین اللہ جل شانہ سے یہ دعا کر کے (کہ الٰہی اپنے بندونکو ہدایت فرما) اپنے مدعا کی طرف آتا ہون حضرت سید کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو اللہ جلشانہ نے جمیع اشیا یعنی تمام ممکنات باوجود و بوجود کا علم مرحمت فرمایا۔ چنانچہ مذکورۂ بالا آیتوں اور حدیثوں سے یہ امر ثابت ہو گیا۔ مگر مزید اطمینان کیلئے کسی قدر اور بھی تحریر میں لایا جاتا ہی یہ تو خوب واضح رہے کہ قرآن شریف اور احادیث رسول کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اس مسئلہ کے ثبوت میں اتنی کثیر موجود ہین کہ ان سب کا اس مختصر میں نقل کر دینا ممکن نہین۔ اب جو یہان نقل کیا جاتا ہی وہ مشتے نمونہ از خروارے ہی اللہ جلشانہ فرماتا ہی۔ وعلمك ما لم تكن تعلم اے محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اللہ جلشانہ نے تمہین تعلیم فرمایا جو جو کچھ تم نہیں جانتے تھے (آیت ۱) وما كان الله ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء فآمنوا بالله ورسله وان تؤمنوا وتتقوا فلكم اجر عظيم۔ اور اللہ جلشانہ یون نہین

تقویۃ الایمان کے قول کا رد

سرکار کے علم کا ثبوت

Marfat.com

کہ تمکو مطلع کردے غیب پر اور لیکن اللہ جل شانہ چھانٹ لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے پس ایمان لاؤ تم اللہ اور اُس کے رسولوں پر اور اگر ایمان پر رہو تم اور پرہیزگاری پر تم کو بڑا ثواب ہے **الفتوحات الالہٰیہ بتوضیح تفسیر الجلالین للدقائق الخفیہ المعروف بالجمل مطبوعہ مطبع مرتضوی جلد اول صفحہ ۳۴۰۸** مین ہے والمعنے ولکن اللہ یجتبی ای یصطفی من رسلہ من یشاء فیطلعہ علی الغیب اور معنے یہ ہین لیکن اللہ جلشانہ چھانٹ لیتا ہے یعنی برگزیدہ کرتا ہے اپنے رسولون مین سے جسکو چاہتا ہے پس مطلع کرتا ہے اُس کو غیب پر آیت (۲) عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اللہ جل جلالہ عالم الغیب ہے پس کسی کو اپنے غیب پر ظاہر نہیں کرتا مگر جس کو کہ مرتضی کر لیے رسولوں میں سے **اہل تدقیق** فرماتے ہین کہ لا یظہر غیبہ علی احد نہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا۔ کیونکہ اظہار غیب تو اولیائے کرام قدست اسرارہم پر بھی ہوتا ہے اور بذریعہ انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہمپر بھی ہوتا ہے۔ بلکہ یہ فرمایا لا یظہر علی غیبہ احدا۔ اپنے غیب خاص پر کسی کو ظاہر و غالب و مسلط نہیں فرماتا۔ مگر رسولوں کو ان دونون مرتبوں میں کیسا فرق عظیم ہے اور یہ کیسا مرتبہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء کے لئے قرآن عظیم سے ثابت ہوا تفسیر روح البیان جلد رابع صفحہ ۴۹۶ میں اسی آیت کی تفسیر مین ہے قال ابن الشیخ انہ تعالیٰ لا یطلع علی الغیب الذی یختص بہ علمہ الا المرتضی الذی یکون رسولا وما لا یختص بہ یطلع علیہ غیر الرسول یعنی ابن شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب خاص پر جو اس کے ساتھ مختص ہے رسول مرتضے کے سوا کسی کو مطلع نہیں فرماتا اور جو غیب کہ اُس کیساتھ خاص نہیں اُسپر غیر رسول کو بھی مطلع فرماتا ہے آیت (۳) وما ھو علی الغیب بضنین یعنی نہیں وہ غیب پر بخیل ھو کا مرجع یا اللہ جل شانہ ہے یا حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم۔ یا قرآن شریف۔ ہر صورت میں ہمارا مدعا حاصل ہے کما سیأتی یہاں صرف اسی قدر آیات پر اکتفا کرتا ہوں اور اب احادیث شریفہ کا جلوہ دکھاتا ہون حدیث (۱) عن عمر قال قام فینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اہل الجنۃ منازلھم واہل النار منازلھم حفظ ذلک من حفظہ ونسیہ

Marfat.com

من نسیہ رواہ البخاری (از مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۰۶ سطر ۹ مطبوعہ مجتبائی) حضرت (عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ سرور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ہماری مجلس میں قیام فرما کر ابتدائی آفرینش سے لے کر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی اور کہا اس کو جس نے یاد رکھا اس کو اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔ حدیث ۔ (۲) عن عمرو بن الاخطب الانصاری قال صلے بنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوما الفجر وصعد علی المنبر فخطبنا حتے حضرت الظہر فنزل فصلّے ثم صعد المنبر فخطبنا حتے حضرت العصر ثم نزل فصلّے ثم صعد المنبر حتے غربت الشمس فاخبرنا بما ھو کائن الی یوم القیمۃ قال فاعلمنا احفظنا رواہ مسلم (از مشکوٰۃ شریف صـ۵۴۳ سطر ۱۰ باب المعجزات) روایت ہے عمرو بن اخطب انصاری سے کہا نماز پڑھائی ہم کو آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ایک روز فجر کی اور چڑھے منبر پر پس خطبہ فرمایا ہمارے لئے یا وعظ فرمایا یہاں تک کہ آگیا وقت ظہر کی نماز کا پھر اُترے اور نماز پڑھی ظہر کی پھر چڑھے منبر پر اور خطبہ فرمایا ہمارے لئے یہاں تک کہ آگیا وقت عصر کی نماز کا پھر اُترے اور نماز پڑھی عصر کی پھر چڑھے منبر پر اور خطبہ فرمایا ہمارے لئے یہاں تک کہ غروب ہوا آفتاب یعنی پس تمام روز خطبہ ہی میں گزرا پس خبر دی ہمکو ساتھ اُس چیز کے کہ ہونے والی ہے قیامت تک یعنی وقائع اور حوادث اور عجائب اور غرائب قیامت تک کے مجمل یا مفصل) بیان فرمائے پس اس میں بہت سے معجزے ہوتے کہا عمرو نے پس دانا ترین ہمارا یعنی اب) بہت یاد رکھنے والا ہمارا ہے یعنی اُسدن کو ذکر کیا الطیبی اور کہا سید جمال الدین نے اولیٰ یہ ہے کہ کہا جائے بہت یاد رکھنے والا ہمارا آج اُس قصہ کو دانا ترین ہمارا ہے یعنی اب نقل کی یہ مسلم نے (از مظاہر الحق مطبوعہ مطبع نولکشور ربع چہارم صـ۶۱۳) مولوی محمد سعید صاحب بنارسی کشف الغطاء عن ازالۃ الخفاء صفـ۲۹ میں لکھتے ہیں حضرت مولف مجہول کی ذرا استعداد علمی کا ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔ ا فظنا اعلمنا کا ترجمہ آپ نے بڑے حافظ والا کیا ہے بس ایسی سمجھ اور ایسی استعداد پر اہل حق کا مقابلہ میاں استعداد علمی نہ تھی تو مظاہر الحق دیکھ لیا ہوتا۔ کہ حضرت (صلے اللہ علیہ وسلم) نے ہمکو یاد کرا دیا اور بتا دیا کہو کچھ تو شاگردی کا احسان مانوگے لنہنے بلفظہٖ ع چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ مولوی محمد سعید صاحب بنارسی کا جوش

مولوی محمد سعید صاحب بنارسی کی لیاقت و دیانت

اور زبان درازی تو انہی چند الفاظ سے ظاہر ہے مگر یہ دیکھنا ہے کہ یہ جوش اور اُستادی
کا دعوے اور صاحب ازالۃ الخفا کے ترجمہ کی تغلیط کہاں تک صحیح ہو اوّل تو یہ قابل ملاحظہ صاحبان
عقل ہو مولوی بنارسی نے احفظنا اعلمنا کا ترجمہ جو بحوالہ مظاہر الحق ان الفاظ میں کیا ہو (کہ حضرت نے
ہمکو یاد کرا دیا اور بتا دیا) مظاہر الحق میں کہیں بھی اسکا کچھ پتا و نشان ہو یا نہیں ہمنے مظاہر حق
کی عبارت جو اسی حدیث کا ترجمہ ہے بحوالہ صفحہ نقل کی آپ ملاحظہ فرمائیے اسمیں وہی ترجمہ ہو جو
صاحب ازالۃ الخفا نے کیا تھا اور جسپر بنارسی صاحبنے اعتراض کیا بنارسی صاحبنے جو ترجمہ کیا
مظاہر الحق میں اُسکا پتہ تک نہیں ثانیاً بنارسی صاحبنے صرف اپنی زبان کے زور سے
ترجمہ مذکورہ غلط بتا دیا کوئی وجہ غلطی کی نہ تھی۔ نہایت عجب تو یہ ہے کہ خود ہی مظاہر الحق
کا حوالہ دیا اور مظاہر میں اُس کے برعکس موجود۔ بنارسی صاحب کا ترجمہ جو اُنہوں نے اپنے دل
سے گھڑا غلط ہو چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں فاعلمنا
احفظنا یومئذ لتبنیت الاخبارۃ لاشتمالھا علی علومھم وحجۃ آپنے اپنے فرقہ کو اہل حق کہا اور یہ دیانت
کہ فضول مظاہر کا نام بدنام کیا۔ کیا اہل حق کے یہی فعل ہوتے ہیں؟ کیوں جناب اسی لیاقت
و دیانت پر اُستاد بننے اور رسالے لکھنے کا شوق ہو؟ یہ صاحب فریق مخالف کے محدث سمجھے جاتے
ہیں یہاں سے مخالفین کے عالموں اور محدثوں کی خوش لیاقتیاں اندازہ کیجا سکتی ہیں لاحول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اب مظاہر الحق کا یہ وہابیت سوز فقرہ کہ پس خبر دی ہمکو سا
اُس چیز کے کہ وہ ہونیوالی ہے قیامت تک یعنی وقائع اور حوادث اور عجائب و غرائب قیامت
تک کے ملاحظہ فرمانے کے قابل اور یاد رکھنے کے لائق ہو حدیث (۳) عن حذیفۃ قال
قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ما ترک شیئا یکون فی مقامہ
ذالک الی قیام الساعۃ الا حدث بہ حفظہ من حفظہ نسیہ من نسیہ قد علمہ اصحابی
ہؤلاء انہ لیکون منہ الشئی قد نسیتہ فاراہ فاذکرہ کما یذکر الرجل وجہ الرجل
اذا غاب عنہ ثم اذا راہ عرفہ متفق علیہ (از مشکوٰۃ شریف صہ ۴۶۱ سطر ۹ کتاب الفتن
فصل اول روایت ہو حذیفہ سے کہا کہ کھڑے ہوئے ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑی ہونا یعنی خطبہ پڑھا
اور وعظ کہا اور خبر دی اُن فتنوں کی کہ ظاہر ہونگی نہیں چھوڑی کوئی چیز کہ وقوع ہونیوالی تھی اُس مقام

میں قیامت تک مگر کہ بیان فرمایا اُس کو یاد رکھا اُس کو اُس شخص نے کہ یاد رکھا اُسکو اور بھول گیا
اُسکو جو شخص کہ بھول گیا یعنی بعضوں نے یاد رکھا اور بعض نے فراموش کیا کہا حذیفہ نے کہ تحقیق جانا
ہے اِس قصہ کو میرے اُن یاروں نے یعنی جو کہ موجود ہیں صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) میں سے لیکن بعضے
نہیں جانتے ہیں اُس کو مفصل اِس لئے کہ واقع ہوا ہے ان کو کچھ نسیان کہ جو خواص نسیان سے
ہے اور میں بھی اُنہی میں سے ہوں کہ جو کچھ بھول گئے ہیں جیسے کہ بیان کیا اپنے حال کو اور تحقیق
شان یہ ہے کہ البتہ واقع ہوتی ہے اُن چیزوں میں سے کہ خبر دی تھی آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم نے وہ چیز کہ تحقیق بھول گیا ہوں میں اُسکو پس دیکھتا ہوں میں اُس چیز کو پس یاد لاتا ہوں میں
اُسکو جیسے کہ یاد لاتا ہے شخص چہرہ شخص کا یعنی بطریق اجمال و ابہام کے جبکہ غائب ہوتا ہے اُس سے اور
فراموش کرتا ہے اُس کو ساتھ تفصیل و تشخیص کے پھر جبکہ دیکھتا ہے اُسکو پہچان لیتا ہے اُسکو تشخص یعنی
ایسے ہی ہیں وہ باتیں مفصل بھولا ہوا ہوں لیکن جبکہ واقع ہوتی ہے کوئی بات اُنمیں سے تو پہچان
لیتا ہوں کہ یہ وہی ہے جس کی حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی تھی نقل کی یہ بخاری اور مسلم
نے (مظاہر الحق صـ ۳۱۳ سطر ۱۳) حدیث (۴) مشکوٰۃ شریف صـ ۵۱۲ سطر ۳ فضائل سید المرسلین
صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقها ومغاربها انتهى بقدر الحاجة روایت ہے
ثوبان سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالےٰ نے سمیٹی میرے
لئے زمین یعنی اُس کو سمیٹ کر مثل ہتھیلی کے کر دکھایا پس دیکھا میں نے اُسکے مشرقوں اور
مغربوں کو یعنی تمام زمین دیکھی (مظاہر الحق صـ ۵۰۳ سطر ۱۷) حدیث (۵) مشکوٰۃ شریف صـ ۶۹
سطر ۲۷ باب المساجد) عن عبد الرحمن بن عائش قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
رأیت ربی عز وجل فی احسن صورة قال فیم یختصم الملأ الاعلیٰ قلت انت اعلم قال
فوضع کفه بین کتفی فوجدت بردها بین ثدیی فعلمت ما فی السموات والارض
وتلا وکذلک نری ابراهیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین ط
رواه الدارمی مرسلا۔ عبد الرحمٰن بن عائش سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ فرمایا پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے اپنے رب عز وجل کو اچھی صورت میں دیکھا فرمایا رب نے کہ ملائکہ کس بات

Marfat.com

میں جھگڑا کرتے ہیں میں نے عرض کیا کہ تو ہی خوب جانتا ہے۔ فرمایا سرور اکرم صلی اللہ تعالے
علیہ وسلم نے کہ پھر میرے رب عزوجل نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان
رکھا میں نے اس کے وصول فیض کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی پس
جان لیا میں نے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس
حال کے مناسب یہ آیت تلاوت فرمائی وکذٰلک الآیہ یعنی ایسے ہی دکھائیں ہم نے حضرت ابراہیم
علیہ السّلام کو ملک آسمانوں اور زمینوں کے تاکہ وہ ہو جاویں یقین کرنے والوں میں سے وضع
کف کنایہ ہے مزید فضل اور غایۃ تخصیص اور ایصال فیض اور عنایت وکرم اور تکریم وتائید اور انعام
سے اور سردی پانا کنایہ ہے وصول اثر فیض اور حصول علوم سے للہ الحمد کہ اس حدیث شریف
سے آفتاب کیطرح روشن ہوگیا کہ ہمارے آقا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو ہر چیز کا علم مرحمت ہوا
مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اوّل صفحہ ۴۶۳ میں ہے فعلمت[۵] ای بسبب وصول ذٰلک الفیض
ما فی السمٰوات والارض یعنی ما اعلمہ اللہ تعالیٰ مما فیہما من الملٰئکۃ والاشجار
وغیرھما عبارۃ عن سعۃ علمہ الذی فتح اللہ بہ علیہ وقال ابن حجر ای جمیع
الکائنات التی فی السمٰوات بل وما فوقھا کما یستفاد من قصۃ المعراج والارض
ھی بمعنی الجنس ای وجمیع ما فی الارضین السبع بل وما تحتھا کما افادہ اخبارہ
علیہ السلام من الثور والحوت الذین علیہما الارضون کلھا یعنی ان اللہ اری
ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ملکوت السمٰوات والارض وکشف لہ ذٰلک وفتح علی

[۵] اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اس فیض کے حاصل ہونیکے سبب جو مجھ پر ہوا میں نے وہ سب کچھ جان لیا جو آسمانوں اور
زمینوں میں ہے یعنی جو کچھ اللہ سبحٰنہ نے تعلیم فرمایا اُن چیزوں میں سے جو آسمان وزمین میں ہیں ملائکہ و اشجار وغیرہا
میں سے یہ عبارت ہے حضرت کے وسعت علم سے جو اللہ تعالے نے حضرت پر کھولدیا۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ ما فی السمٰوات
سے آسمانوں بلکہ اُن سے بھی اوپر کی تمام کائنات کا علم مراد ہے جیسا کہ قصۂ معراج سے مستفاد ہے اور ارض بمعنی جنس ہے یعنی وہ
تمام چیزیں جو ساتوں زمینوں میں بلکہ جو اُن سے بھی نیچے ہیں سب معلوم ہوگئیں جیسا کہ حضور کا ثور وحوت کی خبر دینا جن پر سب
زمینیں ہیں اسکو مفید ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو اور آسمانوں زمینوں کے ملک دکھا دیا اور
اس کو اُنکے لیے کشف فرمادیا اور مجھ پر (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) پر غیبوں کے دروازے کھولدئیے ۱۲

حضور کو آسمان وزمین کی تمام کائنات بلکہ اس سے بھی مافوق وماتحت کا علم مرحمت فرمادیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضور پر غیبوں کے دروازے کھولدئے

ابواب الغیوب اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات مطبوعہ کلکتہ صد ٢٦٢ سطر ٣٢ میں اسی
حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں نعلمت ما فی السموات والارض پس دانستم ہرچہ در آسمانہا
ہرچہ در زمین بود. عبارتست از حصول تمامہ علوم جزدی وکلی واحاطہ آں و تلاوت نخواند آنحضرت
مناسب ایں حال وبقصد استشہاد برامکان آن ایں آیت راکہ وکذلک نری ابراہیم
ملکوت السموات والارض وہمچنیں نمودیم ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام راملک
عظیم تمامہ آسمانہارا وزمین را لیکون من الموقنین تاآنکہ گردد ابراہیم از یقین کنندگان بوجود ذات
وصفات وتوحید اہل تحقیق گفتہ اند کہ تفاوت ست درمیان ایں دو روایت زیراکہ خلیل علیہ السلام
ملک آسمان وزمین را دید وحبیب ہرچہ در آسمان وزمین بود حالی از ذوات وصفات وظواہر وبواطن
ہمہ را دید وخلیل حاصل شد مراد یقین بوجوب ذاتی ووحدت حق بعد از دیدن ملکوت آسمان وزمین
چنانکہ حال اہل استدلال وارباب سلوک ومحبان وطالبان می باشد وحبیب حاصل شد مراد یقین ووصول
الی اللہ اول پس ازاں دانست عالم را وحقائق آنرا چنانکہ شان مجذوبان ومحبوبان ومطلوبانست او
اول موافق است بقول ما رایت شیئا الا رایت اللہ قبلہ وشتان ما بینہما علامہ
طیبی اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں والمعنی انہ کما رای ابراہیم ملکوت السموات

لہ حاصل عبارت پس جانا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ یہ عبارت ہے تمام علوم جزدی وکلی کے حاصل ہونے اور انکا احاطہ کرنیسے اور حضور نے اس حال کے مناسب بقصد استشہاد یہ آیت تلاوت فرمائی وکذلک نری الآیہ یعنی اور ایسے ہی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو تمام آسمانوں اور زمینوں کا ملک عظیم دکھایا تاکہ وہ وجود ذات وصفات وتوحید کیساتھ یقین کرنیوالوں میں سے ہوں اہل تحقیق نے فرمایا کہ ان دونوں روایتوں کے درمیان فرق ہے اس لئے کہ خلیل علیہ السلام نے آسمان وزمین کا ملک دیکھا اور حبیب علیہ الصلوٰۃ نے جو کچھ زمین وآسمان میں تھا ذوات صفات ظواہر وبواطن سب دیکھا اور خلیل کو وجوب ذاتی اور وحدت حق کا یقین ملکوت آسمان وزمین دیکھنے کے بعد حاصل ہوا جیسا کہ اہل استدلال اور ارباب سلوک اور محبوں اور طالبوں کی حالت ہے۔ اور حبیب کو وصول الی اللہ اور یقین اول حاصل ہوا پھر عالم اور اس کے حقائق کو جانا جیسا کہ محبوبوں مطلوبوں مجذوبوں کی شان ہے ١٢ لہ معنی (حدیث کے) یہ ہیں کہ جسطرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمان وزمین کے ملک دکھائے گئے ایسے ہی مجھ پر (حضور پر) غیبوں کے دروازے کھولدیئے گئے یہانتک کہ میں نے جان لیا جو کچھ ان میں (آسمان وزمین) ہے ذوات صفات ظواہر مغیبات سب کچھ ١٢

تمام علوم جزدی وکلی کا علم واحاطہ

آسمان وزمین میں جو کچھ ذوات وصفات ...

Marfat.com

والارض کذلک فتح علی ابواب الغیوب حتی علمت ما فیہا من الذوات والصفات والظواھر والمغیبات۔ حدیث (۶) مشکوٰۃ المصابیح باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ صفحہ ۷۲ میں بروایت معاذ بن جبل ایک حدیث ہے یہ الفاظ مروی ہیں آنحضرت فرماتے ہیں فاذا انا بربی تبارک و تعالیٰ فی احسن صورۃ فقال یا محمد قلت لبیک رب قال فیم یختصم الملاء الاعلیٰ قلت لا ادری قالہا ثلثا قال فرأیتہ وضع کفہ بین کتفی حتے وجدت برد انا ملہ بین ثدیی فتجلی لی کل شیٔ و عرفت[1] شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات صفحہ ۳۶۹ میں اسی حدیث کے تحت میں لکھتے ہیں پس ظاہر شد و روشن شد مرا ہر چیز از علوم دُنیا ختم ہمہ را حدیث (۷) مواہب اللدنیہ میں طبرانی سے بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہ مروی ہے قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ھو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت نے فرمایا کہ اللہ جلشانہ نے میرے لئے دُنیا کو ظاہر فرمایا پس میں دُنیا کی طرف اور جو کچھ اسمیں تا قیامت ہونے والا ہے سب کی طرف اسطرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کی طرف علامہ زرقانی شرح مواہب قسطلانی جلد ۷ صفحہ ۲۳۴ میں لکھتے ہیں ان اللہ قد رفع ای اظھر و کشف لی الدنیا بحیث احطت بجمیع ما فیہا فانا انظر الیہا والی ما ھو کائن فیہا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ھذہ اشارۃ الی انہ نظر حقیقۃ دفع بہ انہ ارید بالنظر العلم اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اللہ جلشانہ نے حضرت کیلئے دُنیا ظاہر فرمائی اور حضور نے جمیع ما فیہا کا احاطہ کر لیا اور حضرت کا یہ فرمانا کہ میں اس کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو مثل اپنی کف دست مبارک کے ملاحظ فرما رہا ہوں یہ اشارہ ہے اسطرف کہ حدیث میں نظر سے حقیقۃً دیکھنا مراد ہے نہ کہ نظر کے معنی ؟

---

[1] پس ناگاہ میں اپنے پروردگار کے ساتھ ہوں اچھی صورت میں فرمایا پروردگار نے یا محمد عرض کی میں نے حاضر ہوں اے پروردگار فرمایا کسنے کہ ملاء اعلی کس بات میں جھگڑتے ہیں میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا پروردگار نے یہ تین مرتبہ دریافت فرمایا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر دیکھا میں نے کہ پروردگار نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا یہانتک کہ مجھ اسکے پوروں کی سردی اپنی دونوں چھاتوں کے درمیان معلوم ہوئی پس مجھے ہر چیز ظاہر ہو گئی اور میں نے پہچان لیا۔

درندوں کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم غیبیہ کی تصدیق کرنا

مجازی مشکوٰۃ المصابیح باب المعجزات صفحہ ۵۴۳ میں موجود ہے حدیث (۸) عن ابی ہریرۃ قال جاء ذئب الی راعی غنم فاخذ منھا شاۃ فطلبہ الراعی حتی انتزعھا منہ قال فصعد الذئب علی تل فاقعی واستثفر فقال قد عمدت الی رزق رزقنیہ اللہ لخذتہ ثم انتزعتہ منی فقال الرجل تاللہ ان رائت کالیوم ذئب یتکلم فقال الذئب اعجب من ھذا رجل فی النخلات بین الحرتین یخبرکم بما مضی وما ھو کائن بعد کم قال فکان الرجل یھودیا فجاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ واسلم فصدقہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث حاصل یہ کہ ایک بھیڑیا ایک بکریوں کے چرواہے کی طرف آیا اور اُس نے بکریوں کے ریوڑ میں سے ایک بکری پکڑی پس چرواہے نے اُس بھیڑیے کو ڈھونڈا یہاں تک کہ اُس بکری کو اُس سے چھڑا لیا۔ کہا ابو ہریرہ نے کہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور اپنی دُم اپنے دونوں پاؤں کے درمیان کی اور کہا کہ میں نے اس رزق کا ارادہ کیا جو اللہ جل شانہ نے مجھے دیا تھا اور مَیں نے اُس کو لے لیا پھر تو نے مجھے چھڑا لیا۔ چرواہے نے تعجب سے کہا کہ خدا کی قسم مَیں نے آج کی طرح کبھی بھیڑیا کلام کرتے نہیں دیکھا بھیڑیے نے کہا کہ اس سے زیادہ تعجب انگیز ایک شخص کا حال ہے جو دو سنگستانوں کے درمیان کھجور کے درختوں یعنی مدینہ میں ہے کہ وہ شخص گذشتہ اور آیندہ یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو آئندہ تمہارے بعد ہوگا دُنیا اور عقبےٰ میں سب کی خبریں دیتے ہیں ابو ہریرہؓ نے کہا کہ وہ چرواہا یہودی تھا یہ واقعہ دیکھ کر خدمت اقدس نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور حضور کو اس تمام کی خبر دی اور اسلام لایا حضور سید یوم النشور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلے آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے اُس کی خبر کی تصدیق کی ۔

سبحان اللہ جانور اور جانوروں میں بھی درندے تو حضور کو عالم ماکان وما ہو کائن جانیں اور بیان کریں۔ مگر انسان کو ابھی تردد ہی رہے۔ علامہ علی قاری مرقاۃ المصابیح جلد ۵ صفحہ ۲۴۵ میں یخبرکم بما مضی وما ھو کائن کی شرح یوں کرتے ہیں یخبرکم بما مضی ای بما سبق من خبر الاولین من قبلکم وما ھو کائن بعد کم ای من انباء الاٰخرین فی الدنیا ومن احوال الاجمعین فی العقبےٰ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت گذشتہ اور آئندہ تم سے پہلوں

Marfat.com

اور تمہارے بعد والوں کی دُنیا اور عقبیٰ کے جمیع احوال کی خبر دیتے ہیں طبرانی میں حضرت ابو الدرداء سے مروی ہے حدیث (۹) لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما یحرک طائر جناحیہ الا ذکر لنا منہ علما یعنی نبی کریم صلوات اللہ علیہ وسلامہ نے ہمیں اس حال میں مفارقت فرمائی کہ کوئی پرندا ایسا نہیں کہ اپنے بازو کو ہلائے مگر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں اسکا بھی بیان فرما دیا۔ اب غالباً مخالفین کو تردد ہوگا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا کی جملہ حالات کیسے بیان فرما دیئے وہ کی حدیثوں میں گزرا کہ ایک ہی روز میں حضور نے قیامت تک کے سب حالات بتائے یہ بات ضرور تعجب انگیز ہوگی کہ ایک دن کا وقت اتنی وسعت کب رکھتا ہے لہذا غور فرمایئے کہ یہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے ایک ہی دن میں تمام حالات بیان فرما دیئے اللہ جل شانہ نے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ قدرت مرحمت فرمائی تھی۔ عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۷ صفحہ ۲۱۴ میں ہے فیہ دلالۃ علیٰ انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من ابتدائھا الی انتہائھا وفی ایراد ذٰلک کلہ فی مجلس واحد امر عظیم من خوارق العادۃ کیف وقد اعطی مع ذٰلک جوامع الکلم صلے اللہ علیہ وسلم یعنی اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں مخلوقات کے ابتداء سے انتہا تک جملہ حالات کی خبر دی اور ایک ہی مجلس میں سب کا بیان فرما دینا ایک بڑا معجزہ ہے اور کیوں کر نہ ہو جبکہ حضرت کو حق تعالے نے جوامع الکلم عطا فرمائے مشکوٰۃ المصابیح باب بدء الخلق و ذکر الانبیاء علیہم السلام صفحہ ۵۰۹ میں ہے حدیث (۱۰) عن ابی ھریرۃ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال خفف علی داؤد القراٰن فکان یامر بدوابہ فتسرج فیقرء القراٰن قبل ان تسرج دوابہ ولا یاکل الا من عمل یدیہ رواہ البخاری ابو ہریرہ سے مروی ہے سرور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور پڑھنا آسان کیا گیا تھا۔ آپ اپنی جانوروں پر زین کسنے کا حکم فرماتے پس زین کسی جاتی آپ پڑھنا شروع کرتے اور زین کس چکنے سے پہلے آپ زبور ختم کر لیتے اور اپنی کسب کا کھاتے یعنی دستہ بنا کر اسی حدیث کے تحت مظاہر حق جلد چہارم صفحہ ۴۸۹ میں اللہ تعالے اپنے اچھے بندوں کیلئے زمانہ کو طے و بسط کرتا ہے یعنی کبھی بہت سا زمانہ تھوڑا ہو جاتا ہے اور کبھی تھوڑا بہت سا اور سیدنا حضرت

حضور نے ایک دن میں تمام حالات بیان فرمائے

[illegible]

Marfat.com

امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی منقول ہے کہ رکاب میں پاؤں رکھتے اور دوسری رکاب میں
پاؤں رکھنے تک قرآن ختم کر لیتے اور ایک روایت میں ہے ملتزم کعبہ سے اُس کے دروازے تک جانے میں
پڑھ لیتے ایسا ہی مرقاۃ المفاتیح جلد ۵ صفحہ ۳۴۴ میں ہے قال التورپشتی یرید بالقرآن الزبور
کانہ قصد اعجازہ من طریق القراءۃ وقد دل الحدیث علی ان اللہ تعالیٰ یطوی الزمان لمن
یشاء من عبادہ کما یطوی المکان لہم وہذا باب لا سبیل الی ادراکہ الا بالفیض
الربانی مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی نفحات الانس فی حضرات القدس میں نقل کرتے ہیں
عن بعض المشایخ انہ قرأ القرآن حین استلم الحجر الاسود والرکن الاسعد الی
حین وصول محاذات باب الکعبۃ الشریفۃ والقبلۃ المنیفۃ وقد سمعہ ابن الشیخ
شہاب الدین السہروردی منہ کلمۃ کلمۃ وحرفا حرفا من اولہ الی آخرہ قدس
اللہ تعالیٰ اسرارہم ونفعنا ببرکۃ انوارہم یعنی بعض مشایخ سے منقول ہے کہ انہوں نے حجر
اسود کے استلام سے دروازہ کعبہ شریفہ پہنچنے تک تمام قرآن شریف پڑھ لیا اور ابن شیخ شہاب الدین
سہروردی نے کلمہ کلمہ و حرف حرف اول سے آخر تک سنا جب حضرت سراپا رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کے نیازمندوں کا یہ حال ہے تو حضرت کو ایک مجلس میں جملہ احوال کی خبر دینا کیا محال چونکہ اختصار
منظور ہے اس لئے اتنی ہی احادیث پر اکتفا کر کے مفسرین محدثین اکابر ائمت فقہا و علما مشایخ کی تصریحات پیش
کرتا ہوں صاحب کتاب الابریز صفحہ ۲۴۳ میں اپنے شیخ سے نقل فرماتے ہیں واقوی الارواح فی ذلک
روحہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہا لم یحجب عنہا شیء من العالم فہی مطلعۃ علی عرشہ
وعلوہ وسفلہ ودنیاہ وآخرتہ ونارہ وجنتہ لان جمیع ذلک خلق لاجلہ صلی اللہ
علیہ وسلم فتمییزہ علیہ السلام خارق لہذہ العوالم باسرہا فعندہ تمییز فی
اجرام السموات من این خلقت ومتی خلقت ولم خلقت والی این تصیر فی
جرم کل سماء وعندہ تمییز فی ملائکۃ کل سماء واین خلقوا ومتی خلقوا والی این
یصیرون وتمییز اختلاف مراتبہم ومنتہی درجاتہم وعندہ علیہ السلام تمییز
فی الحجب السبعین وملائکۃ کل حجاب علی الصفۃ السابقۃ وعندہ علیہ السلام
تمییز فی اجرام النیرۃ التی فی العالم العلوی مثل النجوم والشمس والقمر واللوح والقلم والبرزخ

Marfat.com

وللارواح التی فیہ علی الوصف السابق وکذا عندہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تمییز
فی الجنان ودرجاتہا وسکانہا ومقاماتہم فیہا وکذا ما بقی من العوالم ولیس
فی ھذا مزاحمۃ للعلم القدیم الازلی الذی لا نہایۃ لمعلومات وذلک لان ما فی
العلم القدیم ینحصر فی ھذہ العوالم فان اسرار الربوبیۃ واوصاف الالوھیۃ التی
لا نہایۃ لہا لیست من ھذا العالم فی شیٔ مختصر یہ کہ اس امتیاز میں سب سے زیادہ قوی روح
ہمارے نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی ہے کہ اس روح پاک سے عالم کی کوئی شئے پردہ میں نہیں یہ روح
پاک عرش اور اس کی بلندی پستی دنیا و آخرت جنت دوزخ سب پر مطلع ہے کیونکہ یہ سب اسی ذات
جامع کمالات کیلئے پیدا کی گئی ہیں۔ صلے اللہ تعالے علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم آپ کی تمیز ان جملہ
عالموں کی خارق ہے آپ کے پاس اجرام سمٰوات کی تمیز ہے کہ کہاں سے پیدا کیے گئے کیوں پیدا کیے
گئے کیا ہو جائینگے اور آپ کے پاس ہر ہر آسمان کے فرشتوں کی تمیز ہے اور اس کی بھی کہ وہ کہاں سے
اور کب پیدا کیے گئے اور کہاں جائینگے اور انکے اختلاف مراتب اور تنہائی درجات کی بھی تمیز ہے اور
ستر پردوں اور ہر پردہ کے فرشتوں کے جملہ حالات کی بھی تمیز ہے۔ عالم علوی کے اجرام تیرہ ستارے
سورج چاند لوح وقلم برزخ اور اس کی ارواح کی بھی ہر طرح امتیاز ہے اسی طرح ساتوں زمینوں
اور ہر زمین کی مخلوقات خشکی اور تری جملہ موجودات کا بھی ہر ہر حال معلوم ہے اسی طرح تمام
جنتیں اور ان کے درجات اور انکے رہنے والوں کی گنتی اور مقامات سب خوب معلوم ہیں ایسے ہی
باقی تمام جہانوں کا علم ہے اور اس علم میں ذات باری تعالیٰ کے علم قدیم ازلی سے جسکے معلومات بے
انتہا ہیں کوئی مزاحمت نہیں کیونکہ علم قدیم کے معلومات اس عالم میں منحصر نہیں ظاہر ہے کہ اسرار ربوبیت
اوصاف الوہیت جو غیر متناہی ہیں اس عالم ہی سے نہیں۔ انتہی۔ صاحب کتاب الابریز
کی یہ نفیس تقریر مخالفین کے اوہام باطلہ کا کافی علاج ہے وہ صاف تصریح فرماتے ہیں کہ حضور کی روح
اقدس سے عالم کی کوئی چیز عرشی ہو یا فرشی دنیا کی ہو یا آخرت کی پردہ اور حجاب میں نہیں حضور سب کے
عالم ہیں اور ذرہ ذرہ حضور پر ظاہر و روشن ہے باینہمہ حضور کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت
نہیں کیونکہ علم الٰہی غیر متناہی ہے اور حضور کا علم خواہ کتنا ہی وسیع ہو متناہی ہی اور متناہی کو غیر متناہی
کو نسبت ہی کیا۔ مخالفین جو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کی وسعت علم سے واقف نہیں حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کے

Marfat.com

علم کی عظمت کیا جانیں جب حضور کے علم کی وسعت سنتے ہیں۔ تو گھبرا جاتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ پاک کا علم اس سے کیا زیادہ ہوگا بس خدا اور رسول کو برابر کر دیا۔ یہ انکی نادانی ہے کہ وہ علم الٰہی کو عالم میں منحصر خیال کریں یا علم متناہی کی برابر ٹھہرائیں مسلمان ان دونوں میں فرق کرتے ہیں حضور کے علم کو اس کی وسعت کیساتھ تسلیم کرتے اور عطائے الٰہی کا اقرار کرتے ہیں اور علم الٰہی کو اس کی بے مثال عظمت کے ساتھ مخصوص بحق مانتے ہیں درحقیقت علم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کرنیوالے جو اہل سنت پر مساوات ثابت کرنیکا الزام لگاتے ہیں۔ علم الٰہی کو متناہی سمجھنے میں مبتلا ہیں اور خداوند عالم کے علم کی بھی تنقیص کرتے ہیں اور سچ یہ ہے کہ اللہ سبحٰنہ کے علم وقدرت سے واقف ہوتے تو حضور کے وسعت علم کا انکار نہ کرتے حضور کے کمالات کا انکار وہی کرے گا جو خداوند عالم کی قدرت وعظمت سے بے خبر ہے امنوا باللہ ورسلہ ﷺ ان تومنوا وتتقوا فلکم اجر عظیم۔ زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں امام محمد غزالی سے منقول ہے النبوۃ عبارۃ عما یختص بہ النبی ویفارق بہ غیرہ وھو یختص بانواع من الخواص احدھا انہ یعرف حقائق الامور المتعلقۃ باللہ تعالٰی وصفاتہ وملٰئکتہ والدار الاٰخرۃ علما مخالفا لعلم غیرہ بکثرۃ المعلومات وزیادۃ الکشف والتحقیق وثانیہا ان لہ ﷺ فی نفسہ صفۃ بہا تتم الافعال الخارقۃ للعادۃ کما ان لنا صفۃ تتم بہا الحرکات المقرونۃ بارادتنا وھی القدرۃ ثالثہا ان لہ صفۃ بہا یبصر الملٰئکۃ ویشاھدھم کما ان للبصیر صفۃ بہا یفارق الاعمٰی رابعہا ان لہ صفۃ بہا یدرک ماسیکون فی الغیب نبوۃ اس چیز سے عبارت ہے کہ جسکے ساتھ نبی مختص ہے اور غیروں سے ممتاز ہے۔ ایک یہ کہ جو امور اللہ جل جلالہ اور اسکی صفات اور فرشتوں اور آخرت کیساتھ متعلق ہیں نبی انکی حقائق کا عارف ہوتا ہے اور دوسروں کو کثرت معلومات اور زیادتی کشف وتحقیق میں اس سے کچھ نسبت نہیں۔ دوم یہ کہ انکی ذات میں ایک ایسا وصف ہے جس سے افعال خارقہ عادت تمام ہوتے ہیں جسطرح کہ ہمیں ایک وصف قدرت کا ایسا حاصل ہے کہ جس سے ہمارے حرکات ارادیہ پورے ہوتے ہیں۔ سوم یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے ملائکہ کو دیکھتا ہے اور انکا مشاہدہ کرتا ہے۔ جسطرح کہ بینا کو ایک وصف حاصل ہے

Marfat.com

جس کے باعث وہ نابینا سے ممتاز ہین۔ چہارم یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہی جس سے وہ غیب کی
آیندہ باتون کو ادراک کرلیتا ہی۔ اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اللہ جل شانہ نے انبیا علیہم الصلوٰۃ
والسلام کو حقائق امور کا علم عطا فرمایا اور کثرت معلومات زیادتی کشف و تحقیق میں اور سب سے
ممتاز فرمایا۔ افعال خارقہ کی ایسی صفت عطا فرمائی جیسے ہمین حرکات ارادیہ کی کہ ہم جب چاہین
حرکت کرین ایسے ہی وہ جب چاہین افعال خارقہ ظاہر فرمائین۔ ایک صفت دی جس سے
وہ ملائکہ کو اسطرح دیکھتے ہین جسطرح بینا ایک صفت غیب کی ایسی عنایت فرمائی جس سے وہ
غیب کی آیندہ باتیں جانتے ہین ملا علی قاری رحمۃ اللہ مرقاۃ المفاتیح جلد ۱ صفحہ ۴۵ مین تحریر
فرماتے ہین۔ ان للغیب مبادی ولواحق فمبادیہا لا یطلع علیہ ملک مقرب ولا نبی
مرسل واما اللواحق فہو ما اظہرہ اللہ تعالیٰ علے بعض احبابہ لوح علمہ وخرج
بذلک عن الغیب المطلق وصار غیبا اضافیا فذلک اذا تنورت الروح القدسیۃ ازداد
نورانیتہا واشراقہا بالاعراض عن ظلمۃ عالم الحس وتجلیۃ القلب عن
صداء الطبیعۃ بالمواظبۃ علی العلم والعمل وفیضان الانوار الالٰہیۃ حتی یقوی النور
وینبسط فی فضاء قلبہ وتنعکس فیہ النقوش المرتسمۃ فی اللوح المحفوظ ویطلع علی
المغیبات ویتصرف فی عالم السفلی بل یتجلی حینئذ الفیاض الاقدس بمعرفۃ
التی ہی اشرف العطایا فکیف بغیرہ۔ خلاصہ یہ کہ غیب کے مبادی پر کوئی ملک مقرب نبی مرسل
مطلع نہین البتہ غیب کے لواحق پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض احباب کو مطلع فرمایا ہی جس کے علوم
مین سے ایک لوح کا علم بھی ہے اور غیب اضافی ہی اور یہ جب ہی کہ جب روح قدسیہ منور ہوتی ہی
اور عالم حس کی ظلمت اور تاریکی سے اعراض کرنے دل صاف ہونے علم و عمل پر مواظبت کرنے
اور انوار الٰہیہ کے فیضان کے باعث اسکی نورانیت اور اشراق زیادہ ہوتا ہی یہانتک کہ اسکے دل میں
نور قوی اور منبسط ہوجاتا ہی اور لوح محفوظ کے نقوش اس مین منعکس ہوجاتی ہین اور یہ مغیبات پر
مطلع ہوجاتا ہی اور عالم سفلی مین تصرف کرتا ہی بلکہ اسوقت خود فیاض اقدس جل شانہ اپنی معرفت
کے ساتھ تجلی فرماتا ہی اور یہی بڑا عطیہ ہی جب یہی حاصل ہوا تو اور کیا رہ گیا اس عبارت سے
یہ تو صاف معلوم ہوتا ہی کہ اللہ جل شانہ اپنے احباب کے دل مین ایسا روشن نور عطا فرماتا ہی جسمین

ع۵ نصیحۃ المسلمین صفحہ ۲۳ کے اس قول کا رد کہ غیب کی بات پیغمبر خدا کو بھی معلوم نہ تھی

لوح محفوظ اس طرح منعکس ہو جاتی ہے جیسے آئینہ میں صورت اس نمونہ پاک سے اللہ جل شانہ کے احباب قلبوں پر مطلع ہوتے ہیں عالم میں تصرف کرتے ہیں بلکہ خود حق جل جلالہ انکے دلوں میں تجلی فرماتا ہے ہمارے نزدیک تو انبیاء (صلوٰۃ اللہ علیہم) و اولیاء (قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم) ہی اللہ جل شانہ کے احباب میں ہیں اور یہ رتبے انہی کو حاصل ہیں۔ مگر براہین قاطعہ مؤلفہ خلیل احمد انبیٹھی مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے صفحہ ۴۷ میں یہ لکھا ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کونسی نص قطعی ہے۔ عبارت مسطورہ بالا کو ملحوظ رکھ کر یہ عبارت پڑھئے تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ اس قول کے قائل کے نزدیک (معاذ اللہ) سید عالم تو اللہ کے احباب میں سے نہیں ہیں جو انہیں وسعت علمی حاصل ہوتی۔ اگر ہیں تو شیطان و ملک الموت اللہ جل شانہ کے احباب میں ہیں جن کی وسعت علمی نص سے ثابت ہے استغفر اللہ العلی العظیم۔ علامہ علی قاری کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ علوم حق سبحانہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو عطا فرماتا ہے اور براہین قاطعہ میں صراحت کہ شیطان و ملک الموت کی وسعت علمی نص سے ثابت تو پھر ملک الموت اور شیطان لعین اللہ کے دوستوں میں کیوں نہوں۔ استغفر اللہ شیطان لعین دشمن خدا و رسول کے لئے اثبات علوم کرنا اور سید عالم حبیب مکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا نام پاک آتے ہی منکر ہو جانا کیا ایمان ہے۔ مولٰنا روم رحمۃ اللہ علیہ پہلے ہی کیا خوب فرما گئے ہیں ؎

ہم نبی برخوان کہ دیو و قوم او	می برند از حال انسان خفیہ بود
از رہ کان از آن آگاہ نیست	زانکہ زین محسوس زین اشباہ نیست
چون شیاطین با پلیدیہائے خویش	واقفند از سرہا در فکر و کیش
پس چرا جانہائے روشن در جہان	بیخبر باشند از حال نہان
در سرایت کمتر از دیوان شدند	روحہا کہ خیمہ بر گردون زدند
دیو دزدانہ سوئے گردوں رود	از شہاب او محرق و مطعون شود
آں ز رشک روحہائے دل پسند	از فلک شان سرنگوں می افگنند
تو اگر شلی و لنگ و کور و کر	ایں گمان بر روحہائے مہ مبر
شرم دارد لاف کم زن جان من	کہ بسے جاسوس ہست از سوئے تن

این طبیبان بدن دانشور اند — بر سقام تو ز تو واقف تر اند
تا ز قاروره همی بینند حال — که نه دانی تو از آن رو اعتلال
هم ز نبض و هم ز رنگ و هم ز دم — بو برند از تو بصد گونه سقم
پس طبیبان الٰہی در جہان — چون نه دانند از تو اسرار نہان
هم ز نبضت هم ز چشمت هم ز رنگ — صد سقم بینند از تو بیدرنگ
قول و فعل آن بول رنجوران بود — که طبیب جسم را برہان بود
وان طبیب روح در جانش رود — وز رہ جان اندر ایمانش رود
هست پیشش سر هر اندیشہ — چون چراغے در درون شیشہ
حاجتش نبود بفعل و قول خوب — احذروهم هم جواسیس القلوب
این طبیبان نو آموزند خود — که بدین آیات شان حاجت بود
کاملان از دور نامت بشنوند — تا بقعر تار و پودت در روند
بلکه پیش از زادن تو سالہا — دیده باشندت بچندین حالہا
حال تو دانند یک یک مو بمو — زانکه پرہستند از اسرار ہو

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں

فان من جودك الدنیا وضرتہا — ومن علومك علم اللوح والقلم

اے نبی کریم صلے اللہ تعالٰے علیک وسلم آپکے دریائے عطا و سخا میں سے دنیا و عقبیٰ ہے ؛ اور منجملہ آپکے علوم کے لوح و قلم کا علم ہے اور قرآن شریف میں وارد ہے وکل صغیر و کبیر مستطر لوح محفوظ میں ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوتی ہے علامہ شیخ ابراہیم بیجوری شرح بردہ میں صفحہ ۹۱ فرماتے ہیں فان قیل اذا کان علم اللوح والقلم بعض علوم صلے اللہ علیہ وسلم فما البعض الاخر احیب بان البعض الاخر ہو ما اخبرہ اللہ تعالٰی عنہ من احوال الاخرۃ لان القلم انما کتب فی اللوح ما ہو کائن الی یوم القیمۃ فقط یعنی اگر شبہہ کیا جاوے کہ جب علم لوح و قلم حضور کے علوم کا بعض ٹھہرا تو اور حضور کے علوم میں باقی کیا رہگیا تو جواب یا جاوے کہ باقی احوال آخرت ہیں جنکی اللہ جل شانہ نے حضور کو اطلاع فرمائی کیونکہ

Marfat.com

قلم نے لوح میں قیامت تک کے امور ہی تو لکھے ہیں علامہ علی قاری حل العقدہ شرح البردۃ میں فرماتے ہیں۔ دکون علومہما من علومہ صلی اللہ علیہ وسلم ان علومہ تتنوع الی الکلیات والجزئیات وحقائق وعوارف ومعارف تتعلق بالذات والصفات وعلمہما یکون سطرا من سطور علمہ وحرفا من سطور علمہ یعنی علوم لوح وقلم کے آپکے علوم میں سے ہونیکا بیان یہ ہے کہ آپ کے علوم متنوع ہوتے ہیں کلیات وجزئیات وحقائق وعوارف ومعارف کی طرف جو ذات وصفات سے متعلق ہیں اور لوح وقلم کے علوم آپکے علوم کے سمندروں میں سے ایک نہر اور آپ کے علوم وسیعہ کی سطروں میں سے ایک حرف ہیں علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں وقد تواترت الاخبار واتفقت معانیہا علی اطلاعہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الغیب ولا ینافی الآیات الدالۃ علی انہ لا یعلم الغیب الا اللہ لان المنفی علمہ من غیر واسطۃ اما اطلاعہ علیہ باعلام اللہ تعالیٰ فمتحقق بقولہ تعالیٰ الا من ارتضیٰ من رسول اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اخبار متواتر ہیں اور انکی معانی اسپر متفق ہیں کہ ہمارے نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب پر مطلع ہیں اور یہ مضمون آیات نافیہ غیب عن غیر اللہ کے منافی نہیں کیونکہ جہاں نفی ہے وہ علم ذاتی کی ہے جو بے واسطہ ہو لیکن حضرت سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باعلام الٰہی مطلع ہونا الا من ارتضیٰ من رسول سے ثابت ہے روح البیان میں ہے وقد انعقد الاجماع علی ان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم اعلم الخلق وافضلھم یعنی اسپر اجماع ہو گیا ہے کہ ہمارے نبی کریم صلوات اللہ علیہ وسلامہ تمام مخلوقات سے زیادہ علم اور فضیلت رکھتے ہیں علامہ علی قاری شرح شفا جلد اول صفحہ ۲۰۷ میں لکھتے ہیں۔ فصل (ومن معجزاتہ الباہرۃ) ای آیاتہ الظاہرۃ (ومآ جمعہ اللہ لہ من المعارف) ای الجزئیۃ (والعلوم) ای الکلیۃ والمدرکات الظنیۃ والیقینیۃ والاسرار الباطنۃ والانوار الظاہرۃ (وخصہ من الاطلاع علی جمیع مصالح الدنیا والدین) ای ما یتم بہ اصلاح الامور الدنیویۃ والاخرویۃ حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روشن معجزات اور ظاہر آیات میں سے وہ ہے جو اللہ پاک جل شانہ نے آپ کے لئے عطا فرمایا۔ معارف جزئیہ علوم کلیہ مدرکات ظنیہ یقینیہ اور اسرار باطنہ انوار ظاہرہ ہیں اور آپ کو دنیا اور دین کی تمام مصلحتوں پر

لوح وقلم کے علوم آپ کے علوم کے سمندروں میں ایک نہر ہیں۔

[illegible]

اطلاع کے ساتھ خاص کیا ر د و البحیان جلد ثالث صفحہ ۱۰۸ میں ہے رفی الحدیث سألنی
ربی ای لیلۃ المعراج فلم استطع ان اجیبہ فوضع یدہ بین کتفی بلا تکییف و لا تحدید
ای ید قدرتہ لانہ سبحانہ منزہ عن الجارحۃ فوجدت بردھا فاورثنی علوم
الاولین والاخرین وعلمنی علوما شتی فعلم اخذ عھدا علی کتمہ وھو علم لا یقدر علی
حملہ غیری وعلم خیرنی فیہ وعلم امرنی تبلیغہ الی الخاص والعام من امتی وھی الانس
والجن والملک وکما فی انسان العیون شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ
میں اسی حدیث کا مضمون یون ادا فرماتے ہین۔ پرسید از من پروردگار من چیزے پس نتوانستم کہ
جواب گویم پس نہاد دست قدرت خود درمیان دو شانہ من بے تکییف و بے تحدید پس یافتم برد
آنرا در سینہ خود پس داد مرا علم اولین و آخرین و تعلیم کرد انواع علم را علمی بود کہ عہد گرفت از من
کتمان آنرا کہ با ہیچکس نگویم و ہیچکس طاقت برداشت آن ندارد جز من وعلمی بود کہ مخیر گردانید مرا در
اظہار و کتمان آن وعلمی بود کہ امر کرد مرا بتبلیغ آن بخاص و عام از امت من۔ آن دونون عبارتون
کا حاصل یہ ہے کہ سرور اکرم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہین کہ شب معراج میں مجھسے میرے پروردگار تبارک
وتعالیٰ نے کچھ دریافت فرمایا میں جواب نہ دے سکا تو اُسنے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانون
کے درمیان بے تکییف و تحدید رکھا۔ کیونکہ حق سبحانہ تعالے اعضا سے منزہ اور پاک ہے پھر تحدید
و تکییف کیسی۔ پھر حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہین کہ مین نے اُس کی سردی اپنے
سینہ میں پائی۔ پس مجھے اولین و آخرین کے علوم عطا فرمائے اور چند علم اور تعلیم فرمائے جنمین
سے ایک علم وہ ہے جسکے چھپانے پر مجھسے عہد لیا کہ میرے سوا کسی میں اُسکے برداشت کرنیکی طاقت
نہیں ہے ایک علم وہ جسکا مجھے اختیار دیا۔ اور ایک وہ علم جسکی تبلیغ کا حکم فرمایا کہ مین اپنی اُمت کے
ہر خاص و عام کو پہنچا دوں اور حضرت کی اُمت انسان اور جن اور فرشتے ہین ایسا ہی انسان
العیون مین ہے تفسیر لباب التاویل فی معالم التنزیل مطبوعہ مصر جلد رابع صفحہ ۴۶ میں ہے وقولہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوضع یدہ بین کتفی حتی وجدت بردھا بین
ثدیی فتاویلھا ان المراد بالید المنۃ والرحمۃ وذلک شایع فی لغۃ العرب
فیکون معناہ علی ھذا الاخبار باکرام اللہ تعالیٰ ایاہ وانعامہ علیہ بان شرح صدرہ ونور

حضور کو بذریعۂ معراج کے علوم عطا ہوئے

انسان العیون سے ثابت ہے کہ حضور کو علم غیب ہے

Marfat.com

عنہ ملا یعنی احمد حتیٰ وجد برد النعمۃ والمعرفۃ فی قلبہ وذلک لما نور قلبہ و
شرح صدرہ فعلم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض باعلام اللہ تعالیٰ ایاہ وانما
امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون اس عبارت سے ثابت ہوا کہ حضرت حق سبحانہ
تعالیٰ نے اپنے کرم سے حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ بارک وسلم کا سینہ
مبارک کھولدیا اور قلب شریف کو منور فرمایا اور حضور کو وہ معرفت عطا کی جو کسی ایک مخلوق کو بھی
حاصل نہیں یہانتک کہ حضور نے اُس نعمت ومعرفت کی سردی اپنی قلب شریف میں پائی اور جب آپکا
دل منور ہوگیا اور سینہ مبارک کھل گیا پس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام آسمانوں اور زمینوں اور
انکے ما فیہا کا علم بتعلیم الٰہی حاصل ہوا فالحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ شیخ عبدالحق
محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں ہرچہ در دنیاست از زمان آدم
تا نفخہ اولیٰ بروے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منکشف ساختند تا ہمہ احوال اورا از اول تا آخر معلوم
گردید ویاران خود را نیز ببعضے ازاں احوال خبردار یعنی آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے
زمانہ سے نفخہ اولیٰ تک جو کچھ دنیا میں ہے سب ہمارے حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر
منکشف فرمادیا تھا یہانتک کہ تمام احوال اوّل سے آخر تک کا حضور کو معلوم ہوا اور حضور
نے اپنے اصحاب کو اُس میں سے بعض کی خبر دی شیخ سلیمان جمل رحمۃ اللہ تعالیٰ فتوحات
احمدیہ میں امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ؎

ف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام دنیا وما فیہا کا علم مرحمت ہو

وسع العالمین علما وحلما ۔۔۔ فھو بحر لم تعیہ الاعیاء

کی شرح میں فرماتے ہیں ای وسع علمہ علوم العالمین الانس والجن والملئکۃ
لان اللہ تعالیٰ اطلعہ علی العالم کلہ فعلم علم الاولین والآخرین ما کان
وما یکون حسبک علمہ بعلوم القرآن وقد قال اللہ تعالیٰ ما فرطنا فی الکتاب
من شئ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ہمارے آقا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم کا علم
عظیم انسانوں جنوں اور فرشتوں کے سب کے علوم سے وسیع ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپکو تمام عالم پر
مطلع فرمایا ہے علوم اولین وآخرین ما کان وما یکون کے مرحمت فرمائے اور آپکا تو علوم قرآن ہی کا علم
ہونا بہت کافی ہے حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہمنے کتاب میں کوئی چیز نہ چھوڑی اب ایسی ایسی تصریح

ف حضور کا علم انسانوں جنوں فرشتوں سب سے وسیع ہے

کے بعد بھی جن دلوں میں شبہے رہجائیں اور اطمینان حاصل نہو انکا کچھ علاج نہیں بجز اس کے کہ جناب باری عزاسمہ سے دعا کیجائے کہ اے پروردگار بطفیل نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم دلوں میں قبول حق کے مادّے پیدا کر اور توفیق انصاف عطا فرما۔

ف وسعت علوم اولیاء کا ذکر

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ علیٰ آلہ واصحابہ بارک وسلم کے نیازمندوں کے علوم کا بھی ذکر کروں جس سے شان عالی سید رسل علیہ افضل الصّلوٰۃ والتسلیمات کی ظاہر ہو اور یہ معلوم ہوجائے کہ جن کو بحر علم سید کونین صلوٰت اللہ علیہ وسلامہ کا ایک قطرہ مرحمت ہوا بلکہ اس سے بھی کمتر انکی وسعت علمی کس درجہ کی ہے علامہ علی قاری رحمہ الباری مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۲ صـ۶ـ میں فرماتے ہیں قال القاضی النفوس الزکیۃ القدسیۃ اذا تجردت عن العلائق البدنیۃ عرجت واتصلت بالملاء الاعلیٰ ولم یبق لہا حجاب فتری الکل کالمشاھد بنفسہا او باخبار الملک لہا وفیہ سر یطلع علیہ من یتسرلہ انتھیٰ اس عبارت سے ثابت ہوا کہ نفوس زکیہ قدسیہ جب علائق بدنیہ سے عروج کرکے ملاء اعلیٰ کے ساتھ متصل ہوجاتے ہیں اور انکو کوئی حجاب نہیں رہتا ہے تو وہ سب کو مثل مشاہد کے دیکھتے ہیں۔ اسی طرح صاحب کتاب الابریز نے صفحہ ۲۵ میں اپنے شیخ عارف عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے اولیاء کا مخلوقات ناطقہ وصامتہ وحوش حشرات زمین آسمان ستارے وغیرہا تمام عالم کا مشاہدہ کرنا نقل کیا ہے چنانچہ وہ عبارت یہ ہے ولقد رئیت ولیا بلغ مقاما عظیما وھوانہ یشاھد المخلوقات الناطقۃ والصامتۃ والوحوش والحشرات والسمٰوٰت ونجومھا والارضین ومافیہا وکرۃ العالم باسرھا تستمد منہ ویسمع اصواتہا وکلامھا فی لحظۃ واحدۃ ویمد کل واحد بما یحتاجہ ویعطیہ ما یصلحہ من غیران یشغلہ ھذا بال علی العالم واسفلہ بمنزلۃ من ھو فی حیز واحد عندہ اور زرقانی شرح مواہب کی عبارت اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبدۃ الاسرار میں حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد اور مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نفحات الانس سے عزیزان علیہ الرحمۃ کا ارشاد اور فقہ اکبر اور جامع کبیر اور طبری اور ابو نعیم سے حارث ابن مالک انصاری کی روایت اور مثنوی مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حضرت

ف اولیاء کے لئے تمام عالم کے علوم

Marfat.com

زید کا قصہ اور امام شعرانی کی کبریت احمر کی عبارت اور حضرت محبوب سبحانی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کے قصیدہ خمریہ کا شعر آئندہ آیۂ کریمہ کذٰلک جعلناکم امۃ الآیۃ کی بحث میں
نقل کئے جائینگے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ الطاف القدس میں
فرماتے ہیں۔ چوں رفتہ رفتہ سخن بحقائق غامضہ افتاد از ان حالت نیز رمزے باید گفت چوں
آب از سر گذشت چہ یک نیزہ وچہ یک انگشت کمال عارف از حجر بحت بالاتر میرود و نفس کلیۃ حکم
جسد عارف میشود وذات عارف بجائے روح او وہمہ عالم را طبعا العلم حضوری در خود میداند ان عبارتوں سے
تو اولیاء اللہ تعالیٰ کیلئے تمام جہان کا علم ثابت ہوا مگر لطف تو جب ہے کہ منکر اقرار کریں مخالف
مان جائیں۔ اب ذرا صراط المستقیم مطبوعہ مطبع مجتبائی صفحہ ۱۱۷ ملاحظہ ہو کہ اسمیں امام الطائفہ
مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں افادہ (۱) برائے کشف ارواح وملائکہ ومقامات آنہا وسیر امکنۂ زمین
وآسمان وجنت ونار واطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کند وطریق آن در فصل اول مفصلا
مذکور شد لیس با ستعانت ہمان شغل بہر مقامیکہ از زمین وآسمان وبہشت ودوزخ خواہد متوجہ
شدہ سیر آن مقام نماید واحوال آنجا دریافت کند وباہل آن مقام ملاقات سازد۔ ان قدوۃ
المخالفین امام المنکرین مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب کی عبارت سے تو مخالفین کو پسینہ آگیا
ہوگا اور شرم سے آنکھیں نیچی ہوئی جاتی ہونگی کہ جس چیز کے ثبوت کا تمام قوم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
کیلئے انکار کر رہی ہے اُسکو امام الطائفہ نے خاص اولیاء کیلئے بھی نہیں بلکہ ہر شغل دورہ کرنیوالے
کیلئے ثابت کردیا اور اس تفصیل سے کہ کشف ارواح اور ملائکہ اور اُنکے مقامات اور امکنہ زمین و
آسمان جنت ودوزخ کی سیر اور لوح محفوظ پر اطلاع حاصل کرنیکے لئے دورہ کا شغل کرے
اب للہ انصاف کیجئے کہ دورہ کا شغل کرنیوالوں کو تو لوح محفوظ پر اطلاع حاصل ہوجائیں
ہر شے کا علم موجود ا اور نبی کریم رؤف رحیم حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لوح
محفوظ کا علم نہو۔ افسوس دورہ کا شغل کرنیوالوں اپنے مریدین معتقدوں تک کیلئے تو لوح محفوظ
کا علم ثابت کرنا اور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے انکار کرجانا کس درجہ کی ایمانی قوت کا
کام ہے کہوں صاحب یہی لوح محفوظ کا علم ہے جسکا نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ وبارک
وسلم کیلئے ثابت کرنا مخالفین کے نزدیک شرک ہے آج وہی علم دورہ کا شغل کرنیوالوں کیلئے ثابت کیا جاتا ہے

امام الطائفہ کا اپنے مریدوں تک کیلئے علم جمیع اشیا ثابت کرنا اور حضور کے لئے شرک بتانا۔

Marfat.com

مولوی اسمٰعیل صاحب کا شغل دورہ کی وسعت علمی کا اقرار اور حضور کیلئے انکار ۔

اور شرک نہیں ہوتا۔ کیا حبّ مصطفےٰ عظمت حبیب خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی کا نام ہو! شرم شرم
!! شرم! پھر اُسی منہ سے یہ کہنا کہ زمین آسمان بہشت دوزخ کے جس مقام میں جسوقت چاہین
متوجہ ہوکر سیر کرین جب چاہین وہانکے حالات دریافت کرلیں وہانکے ساکنین سے ملاقات کرلین
جیساکہ عبارت صراط المستقیم سے صاف ظاہر ہے۔ اور اسی مُنہ سے یہ کہدینا کہ اسطرح غیب کا
دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کرلیجئے۔ یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے کسی ولی وجن
وفرشتہ کو پیر و شہید کو امام زادے کو بھوت پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ
چاہین غیب کی بات معلوم کرلین (از تقویۃ الایمان صفحہ ۲۲) اور ایسا ہی رسالۂ غیبیہ کے صفحہ ۸ میں ہے
صاحبو آپ نے اس شخص کی حالات دیکھی کہ وہان تو جنت دوزخ زمین و آسمان کی سیر لوح محفوظ
کی اطلاع تک دورہ کا شغل کرنیوالوں کیلئے ثابت کردی اور یہاں کسی غیب کی بات کا دریافت
کرلینا اس شخص کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تک کیلئے بے تعلیم الٰہی بھی مسلم نہیں۔ پھر صراط المستقیم کے
صفحہ ۱۲۵ میں ملاحظہ فرمایئے جہان اپنے پیر کی نسبت لکھا ہے۔ تا اینکہ کمالات طریق نبوۃ بدرجۂ علیا
خود رسید والہام وکشف بعلوم حکمت انجامید عجب حال ہو ان حضرات کا کہ انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم وسلامہ کے
جس بات کے ثبوت کا انکار کرتے ہین اپنے پیر کیلئے وہی ثابت کرتے ہین بہرحال اگرچہ مخالفین
نے اس مسئلہ میں بہت سی سختیاں کی ہین اور انکار میں بہت سرگرم ہین مگر پھر بھی بمجبوری کہین
کہین انکو کہنی پڑ گئی ہو۔ اب مین دکھاتا ہون کہ مخالفین نے کہان کہان اور کیسے کیسے اقرار
کئے ہین براہین قاطعہ مؤلفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی مصدقہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی
صفحہ ۵۱ میں ہو ان اولیاء کو حق تعالےٰ نے کشف کردیا کہ انکو یہ حضور علم حاصل ہوگیا۔ اگر اپنے فخر
عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرمادے ممکن ہو۔ مگر ثبوت فعلی اسکا کہ عطا کیا ہو
کس نص سے ثابت ہو ذرا ارباب عقل توجہ فرمائین کہ اولیاء کیلئے تو کشف تسلیم کرلیا اور فخر عالم علیہ الصلوٰۃ
والسلام کیلئے صرف ممکن مانا اور ثبوت فعلی کا انکار کردیا جب بہت سے نصوص موجود اسکے تو یہ کہدیا کہ کس
نص سے ثابت ہو اور اولیاء کیلئے ثبوت فعلی تسلیم کرلیا۔ یہ بھی غنیمت سمجھی جو ممکن کہدیا ورنہ آجتک تو شرک ہی
کہا کئے ہین اب زبان سے ممکن نکلا ہو اور اولیاء کیلئے واقع مانا ہے کسقدر شرم کی بات ہو کہ جو علوم اولیاء
کیلئے تسلیم کرلئے پھر انبیاء اور اُنہیں سے بھی سید الانبیاء صلوٰۃ اللہ علیہ وعلیہم کے لئے تسلیم نہ کئے۔ اللہ ایمان کی

Marfat.com

اور ہدایت نصیب کرے نصیحۃ المسلمین صفحہ ۴ سطر ۱۵ میں مولوی خرم علی صاحب لکھتے ہیں۔

صاحب نصیحۃ المسلمین کا اقرار

سوال بعضے لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے بہت چیزوں کی خبر دی ہے کہ آگے یوں ہوگا اگر علم غیب انکو نہ تھا تو خبر کیوں کر دی اور اولیا کا بھی اسیطرح حال ہے دیکھو فلانے بزرگ نے کہا تھا کہ ہم فلانے روز مر ینگے ویسا ہی ہوا اور کسی نے کہا تھا کہ تیرے چار بیٹے ہونگے سو چار ہی ہوئے اسکا جواب یہ ہے کہ یہ انکو اللہ کے بتانے سے ہوا تھا۔ اس کو علم غیب نہیں کہتے اہی صاحب یہ کون کہتا ہے کہ انبیا کو بے تعلیم الٰہی خود بخود علم ہے جو علم ثابت کرتے ہیں تعلیم الٰہی ثابت کرتے ہیں وہی ان مولوی صاحب نے تسلیم کرلیا۔ رہا انکا یہ فرمانا کہ اس کو علم غیب نہیں کہتے یہ ایک لفظی نزاع ہے علم غیب نہیں کہتے تو اور کچھ نام رکھ لو مگر وہ علم تو تسلیم کروگے ہمنے مانا کہ لفظ غیب تمہاری چڑ سہی بدل تو کہدو گے کہ نہیں جمیع ممکنات ما وجد و یوجد کا علم اللہ جل شانہ نے عطا فرمایا۔ رہا منکرین کا یہ وہم کہ غیب وہ ہے جو بے تعلیم حاصل ہو یہ محض خام خیال ہے جس کی آئندہ انشاء اللہ العزیز تصریح و تشریح کی جائیگی ضمیمہ رسالہ کشف الغطا مؤلفہ مولوی محمد سعید محدث بنارسی صـ ۶۴ سـ ۱۱۴ اور شرح عقائد مطبوعہ مطبع نولکشور صـ ۱۲۳ میں ہے یہ وہ کتاب ہے جو حنفیہ کے عقائد میں درسیہ کتاب ہے وبالجملۃ العلم بالغیب امر تفرد بہ اللہ تعالی لا سبیل الیہ للعباد الا باعلام او الہام بطریق المعجزۃ او الکرامۃ او ارشاد الی الاستدلال بالامارات فیما یمکن فیہ ذلک ولہذا ذکر فی الفتاوی ان قول القائل عند رویۃ ہالۃ القمر یکون مطر مدعیا علم الغیب لا بعلامۃ کفر یعنی حاصل کلام یہ ہے کہ علم غیب کا ایک ایسا امر ہے کہ اللہ تعالی ہی اُس سے متفرد ہے بندوں کو اُسکے حصول کا کوئی طریقہ نہیں مگر اللہ بطریق وحی یا الہام کے بتائے یا بطریق معجزہ یا کرامت کی استدلال کرنا علامت سے جسمیں ممکن ہو اسیلئے فتاوی میں ذکر کیا ہے کہ چاند کے ہالہ کو دیکھکر کوئی غیب کا مدعی بنکر کہے کہ پانی برسیگا یہ کفر ہے انتہی بلفظہٖ اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ بندوں کا علم بالغیب کے حصول کا کوئی ذریعہ نہیں مگر اللہ جلشانہ کی تعلیم اور وحی و الہام کی ذریعہ سے بطور معجزہ اور کرامت کے ہوتا ہے پس جملہ مثبتین یہی کہتے ہیں کہ حضرت کو یہ علم باعلام الٰہی حاصل ہوا اور یہ آنحضرت کا معجزہ ہے صلے اللہ تعالے علیہ وسلم فی السیف مؤلفہ مولوی عبدالکریم کو چیپی صـ ۹ سـ ۱۳ میں ہے پس علم ما کان و ما یکون اور جزئیات و کلیات کا اور علم خواطر و نیات کا جو حق اللہ

مولوی عبدالحی کا اقرار

نے معلوم کرا دیا اسیوقت مین ہوا اور جب مجلس مین سارے عالم کے حالات بتا دیے اسی مجلس میں رہا نہ دائم

دستم پس جن جن واقعات کا کہ آگے بیان کئے ہین سرورِ عالم سردار بنی آدم نبی اکرم محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم سے سورہ بطریق معجزہ بتعلیم الٰہی اوقات معینہ متعددہ میں ہوئے ہین جسکو دوام و استمرار فی کل الاوقات

نہین ہی یہی قاعدہ سارے معجزات کا انبیا علیہم السلام کے و کرامات کا اولیا عظام کے ہی نہ فی سائر

الاز کیہ ولا الامکنۃ انتہے بلفظہ صاحبان عقل و فہم اس عبارت پر غور فرمائین اور یہ ملحوظ رکھین کہ مولوی عبد

الکریم جنکی یہ عبارت ہی علم نبی کریم صلے اللہ تعالے علیہ و علی آلہ واصحابہ وسلم کے پکے منکر ہین مگر یہان دلہ

ثبوت سے مجبور ہو کر صراحت سے اقرار کر رہے ہین کہ علم ماکان و یکون اور جزئیات و کلیات کا اور علم

خواطر و نیات کا جو وقت اللہ تعالے نے معلوم کرا دیا اسیوقت میں ہوا اور جب مجلس میں سارے

عالم کے حالات بتا دیئے اسی مجلس میں رہا۔ اب دیکھئے کہ یہ کیسا صاف اقرار ہی مگر چونکہ منکر ہین ہی

سے ہین اسوجہ سے ایک حیلہ بھی کہ گئے کہ وہ ہمیشہ نہین رہتا اور یہ صرف زبانی بات ہے اسپر نہ کوئی

دلیل نہ شاہد کوئی پوچھے کہ آپ نے کہان تصریح پائی کہ علم عطا فرما کر چھین لیا جاتا ہی بے دلیل

محض تعصب سے یہ کہدیا کہ ہمیشہ نہین رہتا۔ میں کہتا ہوں کہ جب آپنے اقرار کر لیا تو تھوڑی دیر کے

لئے لگر اس سے آپ کے مذہب کے سب تار و پود ٹوٹ گئے کیونکہ جب انکا برطائفہ نے اثبات علم ماکان

و یکون ہی کا شرک بتایا ہی اور آپ نے وہ تھوڑی دیر کے لئے ثابت کیا تو آپکا مدعا یہ ہو گیا کہ تھوڑی دیر

کے لئے تو شرک ہو سکتا ہی یعنی انبیا اولیا (معاذ اللہ) خدا بن سکتے ہین استغفر اللہ ای حضرت

توبہ کیجئے اگر علم ماکان و یکون کا اثبات کسی مخلوق کے لئے بتعلیم الٰہی شرک ہوتا تو اک لحظہ کیلئے بھی

شرک ہوتا اور جب آپ تھوڑی دیر کے لئے مان رہی ہین تو ہمیشہ کیلئے تسلیم کرنا بھی شرک نہین ہو سکتا

پھر کسیطرح ممکن نہین کہ آپ یہ ثابت کر سکین کہ وہ علم تھوڑی دیر کے بعد جاتا رہا اور اگر ممکن

ہے تو ہاتو برہانکم اور یہ تو عجب تماشہ کی کہی کہ سب معجزات کا یہی حال ہی کہ انھین بقا نہین

ہوتی کیا خوب!! ابھی حضور کو معجزات کا حال معلوم نہین سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و صحابہ

و بارک وسلم کا سایہ نہ تھا تو آپ کے قاعدے کے بموجب تو تھوڑی دیر کیلئے یہ معجزہ رہنا چاہئے تھا

حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔ ملاحظہ ہو مدارک التنزیل مطبوعہ

مطبع میمنہ مصر صفحہ ۳۲۱ - ان عمر رضی اللہ رضی اللہ تعالے عنہ

یعنی تھوڑی دیر کے لئے شرک کا جواز لازم آ گیا

قال[۵۱] رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام انا قاطع بکذب المنافقین لان اللہ عصمك من وقوع الذباب علی جلدك لانہ یقع علی النجاسات[۵۲] فیہ ایضاً قال عثمان ان اللہ ما اوقع ظلك علی الارض لئلا یضع انسان قدمہ علی ذلك الظل اب آیات و احادیث واقوال اکابر ائمہ اور خود مخالفین کے اقرارون سے نبی کریم رؤف ورحیم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کیلیے علم ماکان ومایکون ثابت ہوگیا اور یہی مدعا تھا والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسّلام علی سید المرسلین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین بحمد اللہ تعالےٰ مسئلہ توبصراحت تامہ نہایت مدلل لکھا گیا اب میں حافظ واحد نور صاحب کے رسالہ اعلاء کلمۃ الحق کا رد شروع کرتا ہون وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق۔

مولوی حافظ واحد نور صاحب کے رسالہ اعلاء کلمۃ الحق کا رد

قولہ الحق ہو الاول والاٰخر والظاہر والباطن وہو بکل شیٔ علیم

(یہی شان ہمارا یہی ایمان ہے اور حاشیہ پر ہے) اور مؤلف اعلام الاذکیا نے اپنے رسالہ کی آخر مین یون لکھا ہے صلے اللہ علی من ہو الاول والاٰخر والظاہر والباطن وہو بکل شیٔ علیم

اقول ۔ مؤلف اعلاء کلمۃ الحق نے گویا یہ اعتراض کیا کہ مؤلف اعلام الاذکیا یعنی جناب مولانا مولوی محمد سلامت اللہ صاحب نے جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان مین ہو الاول والاٰخر الخ لکھا اور یہ جناب حق سبحانہ تعالےٰ کیساتھ خاص ہے پس مخفی نہ رہے کہ یہ کلمات جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شان میں بیان کرنا شرک ہے نہ گناہ جیسا کہ جانب مخالف نے سمجھا ہے

---

[۵۱] حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مین عرض کیا کہ مجھے یقین ہے کہ منافق جھوٹے ہین اسلیے کہ اللہ جلشانہ نے آپکے جسم مبارک کو مکھی کے بیٹھنے سے محفوظ رکھا ہے اس لیے کہ وہ نجاستون پر بیٹھتی ہے [۵۲] یہی مدارک مین ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے آپکا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا کہین ایسا نہو کہ اسپر قدم پڑے سبحان اللہ

تنبیہ

مخالفین کے اقرار اور بھی جا بجا موجود تھے بلحاظ اختصار چھوڑ دیے گئے ۱۲

بلکہ ایسے کلمات وصف جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مین لانا جائز اور اکابر امت کا طریقہ ہے چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ کے خطبہ مین فرماتے ہین ہو الاول والآخر والظاہر والباطن وھو بکل شیٔ علیم این کلمات اعجاز سمات ہم مشتمل بر ثنائے الٰہیت تعالیٰ و تقدس کہ در کتاب مجید خطبہ کبریائی خود خواندہ و ہم متضمن نعت حضرت رسالت پناہی است کہ وے سبحانہ او را بدان تسمیہ و توصیف فرمودہ۔ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توصیف میں یہ الفاظ کہنا درست اور علمائے امت کا طریقہ ہے بلکہ خود حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توصیف میں یہ کلمات فرمائے ہین پس اب منکرین جو ان کلمات کو جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ثنا مین ناروا جانتے ہین خدائے کریم مولائے رحیم پر کیا اعتراض نہ کرینگے کہ اُس نے خود حضرت کی شان مین یہ کلمات فرمائے۔ یگانہ زمانہ جناب الحاج حضرت مولانا المولوی احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی مدظلہ نے اپنے رسالہ مبارکہ جزاء اللہ عدوہ باباءہ ختم النبوۃ صفحہ ۳۴ مین نقل فرمایا علامہ محمد بن احمد بن محمد بن محمد بن ابی بکر بن مرزوق تلمسانی شرح شفا شریف میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہین جبریل نے حاضر ہو کر مجھے یون سلام کیا السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر السلام علیک یا ظاہر السلام علیک یا باطن مین نے فرمایا اے جبریل یہ صفات تو اللہ عزوجل کی ہین کہ اسی کو لائق ہین مجھ سی مخلوق کی کیونکر ہو سکتی ہین جبریل نے عرض کیا کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ حضور پر یون سلام عرض کرون اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان صفات سے فضیلت دی اور تمام انبیا و مرسلین پر انسے خصوصیت بخشی اپنے نام و وصف سے حضور کے نام و وصف مشتق فرمائے وسماک بالاول لانک اول الانبیاء خلقا وسماک بالآخر لانک آخر الانبیاء فی العصر خاتم الانبیاء الی آخر الامم حضور کا اول نام رکھا کہ حضور سب انبیا سے آفرینش مین مقدم ہین اور حضور کا آخر نام رکھا کہ حضور سب پیغمبرون سے زمانہ میں مؤخر و خاتم الانبیا و نبی امت آخرین ہین۔ باطن نام رکھا کہ اس نے اپنے نام پاک کے ساتھ حضور کا نام نامی سنہرے نور سے ساق عرش پر آفرینش آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دو ہزار برس پہلے ابد تک لکھا پھر مجھے حضور پر درود بھیجنے کا حکم دیا مین نے

Marfat.com

حضور پر ہزار سال درود بھیجے اور ہزار سال بھیجے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مبعوث کیا خوشخبری دیتا اور ڈرسناتا اور اللہ کی طرف اُس کے حکم سے بلاتا اور جگمگاتا سورج حضور کو ظاہر تمام عطا فرمایا کہ اس نے حضور کو تمام دینون پر ظہور و غلبہ دیا اور حضور کی شریعت و فضیلت کو تمام اہل سموٰت پر دارض پر ظاہر و آشکار کیا تو کوئی ایسا نہ رہا جس نے حضور پُر نور پر درود نہ بھیجے ہون اللہ حضور پر درود بھیجے نور بک محمود و ربک الاول والاخر والظاہر والباطن وانت الاول والاخر والظاہر والباطن پس حضور کا رب محمود ہے اور حضور محمد حضور کا رب اول و آخر و ظاہر و باطن ہی حضور اول و آخر۔ ظاہر و باطن ہین۔ سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا الحمد للہ الذی فضلنی علی جمیع النبیین حتے فی اسمی وصفتی سبحان اللہ عزوجل کو کہ جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی یہان تک کہ میرے نام و صفت ہین انتہیٰ

قولہ اس علم غیب کے باب میں دو فرقے ہو گئے جس سے عوام خلجان مین پڑ گئے ایک وہ گروہ جو پرانے چال ڈھال پر جما ہوا ہے یعنی جنکا عقیدہ سلف صالح کے موافق ہی وہ یہ کہتے ہین کہ علم غیب جس کا ایک شمہ اس راقم نے لکھا یہ علم بذاتہ تعالےٰ مختص ہی۔ رہا دوسرا گروہ جن کو ایجاد و اختراع کی فرصتین ملین ان لوگون نے تیرہوین صدی مین اپنا خیال دگرگون ظاہر کیا یعنی سوائے رب العزت دوسرے کیلئے بھی علم غیب کے قائل ہوئے "

علم غیب کے متعلق فریقین کے اعتقاد۔

اقول۔ مؤلف اعلاء کلمۃ الحق نے دونون فریقون کے اعتقاد بیان کرنے مین انصاف کا خون ناحق کیا ہی۔ پہلے فریق کا عقیدہ پورا ظاہر نہین کیا خیر اب مین دونوں فریقون کے اعتقاد بیان کرتا ہون۔ **فریق اوّل** یعنی۔ وہابی جس کو جانب مخالف یعنی مؤلف اعلاء کلمۃ الحق نے سلف صالح کے موافق بتایا ہی اسکا یہ عقیدہ ہی کہ نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا علم شیطان لعین کے علم سے بھی کم ہی نعوذ باللہ من ذلک چنانچہ براہین قاطعہ مین جو اس فریق کی مایۂ ناز کتاب ہی صفحہ ۴۷ مین موجود ہی۔ کہ وہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہی اسے حضرت جانب مخالف صاحب آپ نے اپنے سلف صالح کے موافق گروہ کے عقیدہ مین اُس کی یہ تقریر بیان نہ کی اب ذرا انصاف تو فرمائیے کہ شیطان اور ملک الموت کے لئے یہ وسعت نص سے ثابت مانی

براہین میں شیطان و ملک الموت کی وسعت علمی کا اقرار اور فخر عالم کی وسعت علمی کا انکار کیا ہے

لی اور فخر عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے لئے اِس وسعت کا قائل ہونا شرک بتا دیا ، اس کی کیا معنی اگر بفرض محال یہ وسعت غیر خدا کے لئے تجویز کرنا اور مان لینا شرک ہی تو بھلا شیطان اور ملک الموت کیلئے تسلیم کرنا کیون شرک نہین اور اسپر طرہ یہ کہ وہ نص سی ثابت کہہ رہا ہی یعنی اس کا مطلب یہ ہی کہ شرک نص سے ثابت ہی معاذ اللہ ، اب جانب مخالف سی سوال یہ ہے کہ کیا وہ اپنے اس سلف صالح کے موافق کو مسلمان کہین گے جس نے نعوذ باللہ خدائے پاک اور قرآن مجید دونون کو شرک گر بنایا ظلم ہے کہ شرک نص سے ثابت بتایا ، اگر سلف صالح کی موافقت اسیکا نام ہی اور آپ کے سلف صالح ایسے ہی تھے تو خدا ہمکو اور سب مسلمانان کو اُن کی موافقت سے محفوظ رکھے دوسرے یہ کہ جانب مخالف نے اپنے رسالہ اعلاء کلمۃ الحق کے صفہ ۶ مین لکھا ہی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اعلم الخلائق ہین یعنی مخلوقات مین سب سے بڑھکر عالم ہین کیونکہ یہ بات ادلۂ اجماع سے ثابت ہی **اقول** اب مین پوچھتا ہون کہ جانب مخالف صاحب کے نزدیک شیطان اور ملک الموت مخلوقات مین ہین یا نہین اگر نہین کہئے تب تو کیا ٹھکانا ہی اور اگر کہئے کہ ہان مخلوق ہین تو براہین قاطعہ کی عبارت مذکورہ کے اعتبار سے شرک ہوا اس لئے کہ صاحب براہین کے نزدیک شیطان اور ملک الموت کی برابر وسعت ثابت کرنا بھی شرک ہے اور یہ حضرت تو سب خلق سے زیادہ وسعت ثابت کرتے ہین اور سب سے بڑھکے عالم بتاتے ہین تو اپنے سلف صالح کے موافق گروہ کے نزدیک تو پکے مشرک ہوئے اب جانب مخالف سی یہ سوال ہی کہ وہ اپنی سلف صالح کے موافق گروہ کے حکم کے بموجب اپنا مشرک ہونا تسلیم کرینگے یا اُن کے سلف صالح کے موافق ہونیسے انکار ، صاحبان انصاف ملاحظہ فرمائین کہ مؤلف اعلاء کلمۃ الحق کا فریق اول کو سلف صالح کے موافق کہدینا اور فریق ثانی یعنی اہل سنت کو بُرا بنانا کیا انصاف کی گردن پر چھری پھیرنا نہین ہے ۔ ابھی اتنے ہی سے نہ گھبرائیے بلکہ اپنے سلف صالح کے سرغنہ اور پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی کی خیر منائیے اور اُنکا قول انصاف کی میزان مین تولکر خود اپنے انصاف پر آفرین کہئے کہ آپ کے گروہ کے معلم اول مولوی اسمٰعیل تقویۃ الایمان مین یہ لکھتے ہین پھر خواہ یون سمجھئے کہ یہ بات اُن کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرضکہ اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے از تقویۃ الایمان صفہ ۱۰ مطبوعہ مجتبائی ۔

صاحب براہین کا شرک کو نص سے ثابت بتانا۔

جانب مخالف کے قول سے فخر عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اعلم الخلق ثابت ہونا۔

صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک حضرت کے لئے علم ثابت کرنا خواہ ذاتی ہو یا عطائی ہر طرح شرک ہے اور اس کا جواب۔

جناب رسالتمآب عدیم النظیر یعنی نبی علیم وخبیر کے عدیم المثل و بے نظیر ہونے کے انکار مین تو محالات تک تحت قدرت بتاتے ہین۔ کذب جیسے قبیح امر کو خدائے پاک کیلئے جائز کہین اہل سنت کو منکر قدرت قرار دین۔ معاذ اللہ اور نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علم کے انکار مین اللہ جل شانہ کو تعلیم پر بھی قادر نہ جانین اور آنکھین بدلکر صاف کہہ جائین کہ اللہ کی تعلیم سے بھی حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ علم نہین ہوسکتا جس کے یہ معنی کہ یا تو وہ علام الغیوب تعلیم پر قادر نہین نعوذ باللہ یا اس کی تعلیم ایسی ناقص کہ جسکو تعلیم کرے اُسے علم نہین آسکتا معاذ اللہ ہمارے جانب مخالف صاحب کہ ان سب باتوں کو سلف صالح کے موافق بتارہے ہین ذرا وہ اپنے سلف صالح مولوی اسمٰعیل دہلوی کے قول کے بموجب یہ ثابت کردین کہ اللہ کے دینے سے بھی شرک ثابت ہوتا ہی یعنی اللہ کا تعلیم کرنا بھی شرک ہی یہ مسئلہ تو صاف بتا رہا ہی کہ صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک علم الٰہی بھی (نعوذ باللہ) عطائی یعنی کسی کی تعلیم سے ہے اس لئے کہ شرک تو جبہی لازم آئے گا کہ اللہ جل شانہ کا علم بھی ذاتی نہ ہو ورنہ اتنا بڑا فرق ہونے پر کیسے شرک ہوسکتا ہے ابھی تو علم رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم مین کلام تھا اور ہمارے جانب مخالف اپنے سلف صالح کی موافقت مین تنقیص علم نبوی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے درپے تھے کہ اُنکے سید الطائفہ سلف صالح مولوی اسمٰعیل دہلوی کے نزدیک اللہ جل شانہ کا علم بھی ذاتی نہ رہا (خدا کی پناہ) چنانچہ وہ تقویۃ الایمان مین یون لکھتے ہین سو اسطرح کا غیب کہ جبوقت چاہے معلوم کرلیجیئے اللہ صاحب ہی کی شان ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ کو بھی ہر وقت تمام چیزونکا علم نہین ہے بلکہ جب کبھی کسی چیز کا علم چاہتا ہے معلوم[1] کرلیتا ہی اب ذرا جانب مخالف غور کرین کہ اُنہون نے انصاف کا خون کیا یا نہین کہ جو

[1] معلوم کرلیتا ہی اللہ جلشانہ کس سے معلوم کرلیتا ہی اگر مولوی اسمٰعیل سے دریافت کیا جاتا تو شاید وہ یہی کہتے کہ میرے پیر سید احمد سے دریافت کرلیتا ہی انہی کیساتھ بہت خصوصیت ہی یا تم ہین ہا نہ تھام کر کلام ہوتا ہی ایسے ہی دیوبندیون نے براہین قاطعہ مین لکھا کہ رسول اللہ کو اُردو بولنا دیوبند کے مدرسے کے تعلق سے آگیا اُنہون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو شاگرد بتادیا اُن کے پیشوا نے خدائے تعالیٰ کو پھر یہ کیسے گوارا ہوسکے کہ خدا و رسول کیلئے اپنے آپ سے زیادہ علم تسلیم کرلین شاگردون سے بھی علم مین کم قرار پائین معاذ اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اہل اسلام ان بیہودہ باتون پر نظر ڈالین

مخالفین کے اقوال سے لازم آتا ہے کہ یا تو علام الغیوب تعلیم پر قادر نہین یا اسے طرز تعلیم نہین آتا۔ معاذ اللہ۔

صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک علم الٰہی بھی ذاتی نہین۔

صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک اللہ تعالےٰ کو بھی تمام چیزونکا ہر وقت علم نہین۔

فریق اللہ جل شانہٗ کے علم کو بھی ناقص بناتا ہے اُس کو سلف صالح کے موافق بنا دیا۔

علم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اہل سنت کا اعتقاد

فریق ثانی یعنی اہل سُنت کا اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرت سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتعلیم الٰہی جمیع کائنات کا علم ہوا اور وہ علم الٰہی کے دریائے عظیم کا ایک قطرہ ہے۔ چنانچہ یہ مضمون بار بار رسالوں میں شائع ہو چکا ہے۔

فریق اول یعنی۔ وہابی۔ اس کو شرک کہتے ہین۔ جانب مخالف انصاف کرین کہ اس کو شرک کہنے کے یہ معنی ہین کہ یہ بعینہٖ صفت خاص خدا کی تھی جو بندہ مین ثابت کیگئی تو ضرور معترض یعنی وہابیہ کے نزدیک (معاذ اللہ) خدا کا علم بھی تعلیمی ہے اور خدا کا بھی کوئی نہ کوئی ضرور اُستاد ہے جس نے اس کو تعلیم کیا (استغفر اللہ) کیا جانب مخالف کے نزدیک فریق اول سلف صالح کے موافق ہے جو حضرت حق سبحانہ تعالےٰ اور اُس کے حبیب معظم محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علم کا انکار کرتا ہے جس کے نزدیک خدا کے لئے شاگرد بن کر علم سیکھنا ضروری ہے۔ رسول کے لئے ہر طرح کا علم ثابت کرنا شرک ہے لاحول ولا قوۃ اِلّا باللہ العلی العظیم۔ الٰہی جانب مخالف اور اس کے فریق کو ہدایت فرما۔

جانب مخالف کا غیب کی تعریف میں غلطی کرنا۔

قولہ۔ اور بعض اہل علم نے غیب کی یون تعریف کی ہے کہ غیب وہ ہے جو حواس یا عقل سے معلوم نہو سکے اور نہ حضرت حق سبحانہ نے کسی کو اس پر اطلاع دی ہو خاص رب العزت ہی کو معلوم ہو نہ غیر کو اقول آپ کی لیاقت علمی بھی قابل تعریف ہے۔ وہ بعضے اہل علم کونسے ہین جنھون نے غیب کے یہ معنی بیان کئے ہین کہ سوائے رب العزۃ کے اور کوئی اُس کو نہ جانے اور نہ حق سبحانہ تعالےٰ نے کسی کو اسپر اطلاع دی ہو غالباً یہ بعض اہل علم بھی ویسے ہی ہونگے جیسے وہ آپ کے سلف صالح کے موافق گروہ والے تھے اکثر جہلا یہ کہا کرتے ہین کہ جب اللہ نے تعلیم کیا تو وہ غیب کہاں رہا۔ یہ غلطی اس باعث سے ہوئی کہ یہ لوگ غیب کے معنی سے ناواقف ہین۔

فتوی مولوی غلام محمد اور کشف الغطاء اور نصیحۃ المسلمین اور درالسیف کہ اس قول کا رد کہ جو بتا دیا جائے اسے غیب نہیں کہتے“

اب غیب کے معنی سنئے تفسیر بیضاوی میں ہے والمراد بہ الخفی الذی لا یدرکہ الحس ولا تقتضیہ بداھۃ العقل یعنی غیب اُس پوشیدہ چیز کا نام ہے جسکو حس ادراک نہین کرتی اور بداہۃ عقل پا نہیں لیتی اس مین یہ کہین ذکر نہین کہ اس کی تعلیم نہین ہو سکتی یا تعلیم سے غیب پر غیب کا اطلاق نہین ہوتا۔ یہ مخالف صاحب نے اپنی طرف سے بے ثبوت محض خلاف تصریحات مفسرین الکبیر

اور کتب معتبرہ کی طرف اصلا التفات نہ کیا۔ افسوس ہر دینی مسائل مین یہ ہوا ہند یاں اپنی طبیعت سے
جو چاہا لکھدیا جسکا ثبوت فضاء عالم مین عنقا، علما کی نظر مین آپکا یہ طرز عمل آپکی کیا وقعت پیدا کریگا
تفسیر کبیر ملاحظہ ہو۔ آیۂ کریمہ یومنون بالغیب کے تحت مسطور ہے قول جمہور المفسرین
ان الغیب ھوالذی یکون غائبا عن الحاسۃ ثم ھذا الغیب ینقسم الی ما علیہ دلیل
والی ما لا دلیل علیہ یعنی جمہور مفسرین کا قول ہے کہ وہ غیب ہے جو حواس سے غائب ہو پھر
اس غیب کی دو قسمین ہین۔ ایک وہ جسپر دلیل نہ ہو جس غیب کی دلیل نہ ہو وہ جناب حق سبحانہ
تعالیٰ کے ساتھ خاص ہی۔ رہا وہ غیب جسپر دلیل ہو وہ مخلوق کے ساتھ خاص ہی کیونکہ اللہ سبحانہ
کا علم تو کسی دلیل یا تعلیم کا محتاج ہی نہین تو ضرور اس قسم کا غیب بندون کے ساتھ خاص ہوگا
اب فرمایئے کہ جناب کا یہ قول کہ حق سبحانہ نے کسی کو اسپر اطلاع ندی ہو کتنا کھلا باطل و کتب تفسیر
اور جمہور مفسرین کے خلاف ہے کیا آپکے نزدیک خداوند عالم غیب کی تعلیم پر قادر نہین ہی اور اسپر
کسیکو مطلع نہین فرماسکتا آپ تو حافظ ہین قرآن پاک سے دریافت کیجیٔے کہ اللہ سبحانہ اپنے بندونکو
غیب پر اطلاع دیتا ہے یا نہین ارشاد فرماتا ہے وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن
اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء دیکھیے اس آیت مین کیسا صاف فرمادیا کہ مجتبیٰ رسولون کو غیب
پر مطلع فرماتا ہے اس مضمون کی آیتین لکھی جائین تو ذخیرہ ہو جائے مگر افسوس آپ ضد اور تعصب کے
جوش مین قرآن پاک کا خلاف کرتے چلے جاتے ہین۔ اور اب تو فرمایئے کہ غیب بتایا جاتا ہی یا
نہین اللہ انصاف عطا فرمائے۔

قولہ۔ چنانچہ اس نفی غیر پر آیۂ کریمہ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو ناطق ہی
اقول جانب مخالف نے یہ آیت اس لئے نقل کی ہے تاکہ یہ ثابت کرے کہ سوائے خدا کے کوئی
غیب کو نہین جانتا مگر ہم اوپر بوضاحت بیان کرچکے ہین کہ وہ غیب جسپر دلیل ہی اللہ جل شانہ
کیساتھ خاص نہین۔ آیت بیشک حق ہی لیکن اس سے یہ ثابت کرنا سراسر باطل کہ حضرت حق
سبحانہ تعالےٰ نے کسی کو غیب کا علم تعلیم نہین فرمایا نہ آیت کا یہ ترجمہ ہے نہ مفاد بلکہ آیت مین اس
غیب کی نفی ہے جسپر دلیل نہین اور جس کو علم ذاتی بھی کہہ سکتے ہین یعنی جو بے تعلیم خود بخود حاصل ہو
اور اگر یہ مراد نہو بلکہ آیت کا یہ مطلب ہو کہ اللہ جل شانہ کے سوا کسی کو غیب کا علم تعلیم الٰہی سے بھی

غیب کی معنی کی تحقیق مین تفسیرون کی عبارتین۔

بتائے ہوئے کو غیب کہتے ہین۔

آیۂ عندہ مفاتح الغیب پر مخالفین کا شبہ اور اُس کا جواب۔

جس غیب پر دلیل ہو وہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ خاص ہین

Marfat.com

نہین ہوسکتا تو اول تو اللہ جلشانہ کا عجز لازم آئے گا (نعوذ باللہ) اور ثانیاً آیۃ وافی ہدایۃ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء اور آیۃ کریمہ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول کے بالکل خلاف ہوگا اسلئے کہ ان آیتون سے خوب ظاہر ہے کہ اللہ جلشانہ اپنے مجتبیٰ امر تضٰے رسولونکو غیب پر مطلع فرما دیتا ہے پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ہوگا کہ یہ علم تعلیم الٰہی سے بھی حاصل نہین بلکہ ضروری یہی مطلب ہوگا کہ خود بخود اپنی ذات اور عقل سے کوئی غیب نہین جانتا البتہ بتعلیم الٰہی انبیاء علیہم السلام جانتے ہین چنانچہ امام مناوی رحمۃ الباری روض النضیر شرح جامع صغیر میں تحریر فرماتے ہین فاما قولہ لا یعلمہا الا ہو فمفسر بانہ لا یعلمہا احد بذاتہ ومن ذاتہ الا ہو لکن قد یعلم باعلام اللہ تعالے فان ثم من یعلمہا وقد وجدنا ذلک بغیر واحد کما رائینا جماعۃ علموا متی یموتون وعلموا ما فی الارحام حال حمل المرأۃ وقبلہ یعنی آیہ وعندہ الایہ کی تفسیر یہ ہے۔ مفاتح غیب کی کوئی خود بخود سوا خدائے تعالے کے نہین جانتا اور اسکی تعلیم سے یقیناً جان لیتا ہے اور ہمنے ایسی جماعتون کو دیکھا کہ جنہون نے یہ جان لیا کہ کہان مرینگے اور حالت حمل میں اور اس سے پہلے یہ معلوم کر لیا کہ عورت کے پیٹ مین کیا ہے لڑکا یا لڑکی۔ کہئے اب بھی آیت کے معنی معلوم ہوئے یا کچھ تردد باقی ہے آپکا آیت کو سند بنانا آیت کے معنی تک نہ پہنچنے کا ثمرہ تھا پہلے ہی تحقیق کر کے معنی سمجھ لئے ہوتے تو اسقدر شرمندگی نہ ہوتی لیکن خیال باطل کی تائید اور مذہب مردود کی حمایت آپ کو دیدہ و دانستہ بھی ایسے اعتراض پیش کرنے پر مجبور کرے تو تعجب نہیں اس لئے مناسب ہے کہ مین آپ کو خوب اطمینان دلاؤن ملاحظہ فرمائیے تفسیر احمدی اس میں ہے ولک ان تقول ان علم ہذہ الخمسۃ وان کان لا یعلمہا احد الا اللہ لکن یجوز ان یعلمہا من یشاء من محبیہ واولیائہ بقرینۃ قولہ تعالیٰ ان اللہ علیم خبیر بمعنے المخبر اس تفسیر سے بھی صاف ظاہر ہے کہ اللہ جل شانہ اپنے محبین اور اولیاء میں سے جس کو چاہے امور خمسہ کا علم بھی تعلیم فرما دے الغرض جتنی آیتون میں یہ مذکور ہے کہ کوئی غیب کو نہین جانتا سب مین یہی مقصود ہے کہ خود بخود بے تعلیم الٰہی نہین جانتا ملاحظہ ہو جمع النہایہ فی بدء الخیر والغایہ علامہ شنوانی رحمۃ اللہ

غیب کا علم اللہ جلشانہ کی تعلیم سے انبیاء و اولیاء کو حاصل ہے۔

جتنی آیتون مین یہ مذکور ہے کہ کوئی غیب کو نہین جانتا اُن سب مین یہی مقصود ہے کہ بے تعلیم نہین جانتا۔

Marfat.com

تعالیٰ فرماتے ہین لا یعلم متی تقوم الساعۃ الا اللہ فلا یعلم ذلک ملک مقرب ولا نبی مرسل قال بعض المفسرین لا یعلم ھذہ الخمس علماً لدنیاً ذاتیاً بلا واسطۃ الا اللہ فالعلم بھذہ الصفۃ مما اختص اللہ تعالیٰ بھا واما بواسطۃ فلا یختص بہ تعالیٰ حاصل یہ کہ امور خمسہ کا علم ذاتی لدنی بے واسطہ اللہ جلشانہ کے سوا کسی کو نہین لیکن علم بواسطہ اللہ تعالیٰ کیساتھ مختص نہین وہ سبحانہ جسے چاہے تعلیم فرما دے اور اُسنے جسے چاہا تعلیم فرمایا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہین۔ مراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل ہیچکس اینہا را نداند آنہا از امور غیب اند کہ جز خدا کسے آنرا نداند مگر آنکہ وے تعالیٰ از نزد خود کسے را بوحی والہام بداناند تو بالکل پردہ اُٹھ گیا کہ مراد یہ ہے کہ بے تعلیم الٰہی کوئی شخص ان امور کو اٹکل اور قیاس سے نہین جانتا کہ یہ امور غیب ہین سوائے خدا کے کوئی اُسکا جاننے والا نہین مگر جس کو اللہ جلشانہ نے وحی والہام کے ذریعہ سے تعلیم فرمایا ہو۔ اب بخوبی ثابت ہوگیا کہ آیۂ شریفہ مین غیب کی نفی مطلق نہین بلکہ خود بخود اپنی عقل سے جاننے کی نفی ہے۔ جانب مخالف نے آیت کے معنے سمجھنے میں خطا کی اور غلط استدلال کیا۔ مذکورہ بالا جملہ روایات و تفاسیر کا خلاف کیا اگر اُنپر نظر نہ تھی تو آیت سے استدلال کرنیمین جرأت نہ کرنا چاہئے تھا عجب ہے کہ مخالف اپنی غلط فہمی کو اپنے باطل مدعا کی دلیل بنانا چاہتا ہے قولہ اور اسی معنے کے اعتبار سے مُلا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح فقہ اکبر مین تحریر فرمایا ہے وذکر الحنفیۃ تصریحاً بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموٰت والارض الغیب الا اللہ

شرح فقہ اکبر کی عبارت مین جانب مخالف اور صاحب کشف الغطاء وسہم الغیوب در دلبیع کی غلط فہمی اور اُس کا جواب۔

اقول علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ اسی غیب پر حکم تکفیر نقل کرتے ہین کہ جسپر دلیل نہ ہو اور یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ جس غیب پر دلیل نہ ہو وہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا رہا وہ غیب جسپر دلیل ہے وہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرحمت فرمایا ہے۔ لطف تو جب ہے کہ مین اس مدعا پر خود علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ ہی کی شہادت پیش کرون جن سے جانب مخالف نے استدلال کیا ہے ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ شرح شفا جلد اول صفحہ میں فرماتے ہین (ما اطلع علیہ من الغیوب) ای الامور الغیبیۃ فی الحال (وما یکون) ای سیکون فی الاستقبال مطلب یہ ہے

ملا علی قاری کی شرح شفا سے فخر عالم کے لئے ماکان ومایکون کے علم کا اثبات۔

Marfat.com

کہ آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو امور غیبیہ یہ حال و استقبال پر مطلع فرمایا ہے۔ کیا یہی علامہ علی قاری خود اسی پر کفر کا فتوے بھی دیتے ہیں۔ اے مخالف صاحب ذرا ہوش و خرد سے کام لیجئے آپکا خیال کہاں ہے اور تماشہ دیکھئے پھر یہی علامہ رحمۃ اللہ تعالی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف جلد پنجم صفحہ ۴۳ میں امام ابن حجر عسقلانی سے نقل کرتے ہیں دال ذلک علی انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من المبدأ الی المعاد والمعاش وتیسیر ایراد ذلک کلہ فی مجلس واحد من خوارق العادۃ امر عظیم یعنی حضور سید یوم النشور صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ نے ایک ہی مجلس میں مبدا اور معاش و معاد دنیا و آخرت سب کی خبر دی اور یہ خوارق عادت میں سے ایک بڑا امر ہے اور ابھی یہی نہیں کہا جا سکتا کہ جناب مصطفے صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کا علم اسی میں منحصر ہے بلکہ اس علم عظیم کی غایت کا درک ہماری قدرت سے باہر ہے اس سے وہی ذات پاک واقف ہے جس نے عطا فرمایا۔

اب فرمائیے۔ کہ یہی ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالے جنکی عبارتیں رسول اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا علم عطائی نسبت امور غیب صاف ثابت کر رہی ہیں اور اس وضاحت سے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دین اور دنیا کے سب امور سے واقف تھے بلکہ اسکی اطلاع بھی دی۔ کیا یہی علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی پر اعتقاد والے کو کافر بتاتے ہیں؟ مجھے مخالفین کی عقلوں پر تعجب آتا ہے کہ وہ کس قسم کے لوگ ہیں جو اتنا نہیں سمجھ سکتے کہ علامہ علی قاری رحمۃ الباری اپنے ہی اعتقاد پر کفر کا فتویٰ دے سکتے ہیں وہ عبارت جو جانب مخالف نے نقل کی ہمیں اسی غیب کے اعتقاد پر تکفیر کی ہے کہ جسپر دلیل نہیں یعنی علامہ علی قاری رحمۃ اللہ نے کسی مخلوق کے بالذات و بے تعلیم الٰہی عالم ہونے کے اعتقاد پر تکفیر کا حکم نقل کیا اور یہ بالکل صحیح اور ہمارا مذہب ہے جانب مخالف کی خوش لیاقتی کہیے یا جوش تعصب سمجھیے کہ انہوں نے مثبتین علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس عبارت سے حکم تکفیر لگا دیا اور یہ کہ پوری عبارت بھی نقل نہیں کی جو مطلب واضح کر دیتی پوری عبارت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالے کی یہ ہے ثم اعلم ان الانبیاء لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما اعلمہم اللہ تعالے احیاناً وذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیہ السلام یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالی قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام غیب نہیں جانتے مگر اسی قسم کا جو تعلیم الٰہی سے ہو اور حنفیہ نے اس اعتقاد پر تکفیر کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم خود بخود یعنی بے واسطہ تعلیم الٰہی کے عالم الغیب ہیں اور یہ بالکل بجا ہے کسقدر صاف بات تھی جسکو عبارت کی قطع و برید سے پیچیدہ کرنا چاہا ہے

حضرت کا ایک مجلس میں جمیع احوال مخلوقات دنیا و آخرت کی خبر دینا ایک بڑا معجزہ ہے۔

Marfat.com

قولہ پس اس بیان سے یہ امر خوب ظاہر ہو گیا کہ جناب رب العالمین مطلقاً علام الغیوب ہے اور خلائق کو باطلاع تعالیٰ بعض مغیبات کا علم عطا ہو گیا ہے (الی ان قال) تو مخلوق کا علم خالق رب الارباب کے علم کے مساوی اور برابر نہیں ہو سکتا۔ الخ

اقول اولاً۔ حافظہ نباشد کا مضمون ہے ابھی تو آپ یہ فرما چکے ہیں کہ غیب وہ ہے جو حواس یا عقل سے معلوم نہ ہو سکے اور نہ حضرت حق سبحانہ نے کسیکو اسپر اطلاع دی ہو خاص رب العزت کو معلوم ہو نہ غیر کو آپ اب یہ کیسے فرماتے ہیں کہ خلائق کو باطلاع تعالیٰ بعض مغیبات کا علم عطا ہو گیا ہے۔ جب غیب کا علم خاص رب العزت کے سوا غیر کو ہوتا ہی نہیں اور حق سبحانہ کسیکو اطلاع نہیں دیتا تو مخلوق کو بعض مغیبات کا علم کسطرح عطا ہوا؟ یہ متناقض اقوال جناب نے کس مصلحت سے تحریر فرمائے ہیں اور ان دونوں میں سے جناب نے کس قول کو سچا اور کس کو جھوٹا قرار دیتے ہیں مگر بات یہ ہے کہ آپ کا یہ قول (کہ غیب وہ ہے جو کسی کو بتایا نہ جائے) اسدرجہ صریح البطلان اور بازر ہوا تھا کہ آپ خود بھی اسپر قایم نہ رہ سکے اور حق کے مقابل تعصب سے جب کام لیا جاتا ہے تو یہی انجام ہوتا ہے۔

ثانیاً ابھی آپ ملا علی قاری سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کے غیب جاننے کے اعتقاد پر کفر کا حکم سنا چکے ہیں اور یہاں مخلوق کیلئے بعض مغیبات کے علم کے خود قائل ہوئے تو فرمایئے اس کفر میں جناب کا بھی حصہ ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس محرومی کی وجہ بیان کیجئے ؎

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں　　آج آپ اپنے دام میں صیاد پھنس گیا

اب فرمایئے علامہ علی قاری علم ذاتی کے اعتقاد پر تکفیر فرماتے ہیں یا عطائی کے ؎

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را　　چندآں اماں نداد کہ شب را سحر کند

ثالثاً اگر درحقیقت آپ کا یہ عقیدہ ہوتا کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بعطائے الٰہی جملہ اشیا کا علم حاصل ہے اور اسکو بعض مغیبات سے تعبیر کرتے ہیں اور علم الٰہی کے مقابلہ میں یہ بہت قلیل ہے اگرچہ بجائے خود تمام ملکوت سمٰوات وارض تک وسیع ہے تو تسلیم تھا مگر مشکل تو یہ ہے کہ آپکا گروہ علم الٰہی کی عظمت سے بالکل ناواقف ہے جہاں حضور کیلئے جمیع اشیاء کا علم ثابت کیا اور آپ لوگ گھبرائے کہ خدا کی برابر کر دیا تو بات یہ ہے کہ آپ خدائے پاک کا علم اسیقدر سمجھتے ہیں اگر آپکو یہ معلوم ہوتا

علم حق کے سامنے جمیع اشیاء کے علوم نہایت قلیل ہیں تو آپ کو حضور کیلئے اُنکے ثابت ہونیسے ایسا
تحیر اور وحشت نہوتی اور آپ اسکو علم الٰہی کے ساوی نہ کہتے لیکن آپ اس غلطی میں تو اپنی بے علمی
سے مبتلا ہیں تفسیر خازن جلد ۳ صفحہ ۲۲۲ قال المفسرون لما نزلت بمکۃ ویسئلونک عن الروح
الآیۃ وھاجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی المدینۃ آتاہ احبار الیھود وقالوا یا محمد
بلغنا انک تقول وما اوتیتم من العلم الا قلیلا اعنیتنا ام قومک فقال علیہ الصلوٰۃ
والسلام کلا قد عنیت قالوا الست تتلوا فیما جاءک انا اوتینا التوراۃ فیھا علم کل
شئ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھی فی علم اللہ قلیل الخ یعنی مفسرین نے فرمایا
کہ جب آیۂ کریمہ ویسئلونک عن الروح الآیۃ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور حضور سرور عالم علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی آپ کی خدمت میں علماء یہود نے حاضر
ہو کر عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خبر پہنچی ہے کہ آپ فرماتے ہیں وما اوتیتم من العلم
الا قلیلا یعنی تم نہیں دئے گئے علم سے مگر تھوڑا کیا آپ ہمکو مراد لیتے ہیں یا اپنی قوم کو حضور
نے فرمایا ہر ایک کو مراد لیتا ہوں اُنھوں نے عرض کیا کہ آپ کے پاس جو خدا کا کلام
آیا ہے اُسمیں آپ یہ نہیں پڑھتے کہ ہم کو توریت عطا ہوئی اُسمیں ہر چیز کا علم ہے حضور نے
فرمایا کہ وہ علم الٰہی کے حضور قلیل ہے فرمایا کیا اب بھی آپ اللہ سبحانہ کے علم بے نہایت کو
جمیع اشیاء میں محدود و منحصر سمجھکر حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے جمیع اشیاء کا علم ثابت کرنیوالے
کو یہ الزام دینگے کہ مخلوق کا علم خالق کی برابر کر دیا۔ کیا اب بھی علم الٰہی کی عظمت سے آنکھیں
بند کر لینگے علم الٰہی کو جمیع اشیاء کی چار دیواری میں محدود سمجھنا کسقدر نادانی ہے اور تثبیت
علم سرور عالم علیہ السلام کو تساوی اور خدا کی برابر کر دینے کا الزام دینا اُسی بناء فاسد پر مبنی لہٰذا
اہل سنت نے بحمد اللہ حضور کو خدا کی برابر نہ کہا مگر آپ نے علم الٰہی کو گھٹا کر خدا کو رسول کی برابر ٹھہرا دیا
بلکہ رسول سے بھی کم کر دیا کیونکہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم بھی اس حد میں محدود نہیں
عنایت الٰہی سے آسمانوں اور زمینوں کے ملک بھی حضور کی وسعت علمی کے سامنے قلیل ہیں
اور حضور کا علم اُنسے بھی اکثر و افضل ہے تفسیر خازن جلد ثالث صفحہ ۲۳۵ امین ہو قلت ملکوت السموٰت
والارض من بعض آیات اللہ ایضا ولا آیات اللہ افضل من ذلک واکثر الذی اراہ محمدا صلی اللہ

کل اشیاء علم الٰہی کے حضور قلیل ہے۔

حضور کا علم ملکوت سموٰت و ارض سے افضل ہے۔

Marfat.com

علیہ وسلم من ایاتہ وعجائبہ تلک اللیلۃ کان افضل من ملکوت السموات والارض
یعنی مین کہتا ہون کہ ملکوت سموات وارض بھی آیات الٰہیہ مین سے بعض ہین اور بیشک آیات الٰہیہ اس سے افضل
ہے واکثر ہین اور شب معراج جو آیات و عجائب اللہ تعالےٰ نے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معائنہ
کرائے وہ ملکوت سموات وارض سے افضل ہین اب انصاف کیجیے کہ ملکوت سموات وارض جب حضور کے علم کا
بعض ہوئی تو حضور کیلئے اُنکے ثابت کرنیکو یہ کہنا کہ خدا سے تعالیٰ کی برابر کر دیا صاف یہ معنی رکھتا ہی کہ رب
اللہ سبحانہ کو اتنا ہی علم ہے مخالفین کسقدر غلطی مین مبتلا ہین سنیون کو الزام دینے اور مساوات ثابت کرنیکے
شوق مین علم الٰہی کی عظمت گھٹانیکے درپے ہو رہے ہین اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے والیسی ضد اور ہٹ
سے پناہ میں رکھے ۔ ملکوت سموات وارض جس سے حضور انور کا علم بھی وسیع ہی اُس میں علم الٰہی کو منحصر
کردینا کسقدر ظلم ہے ۔ اب فرمائیے کہ حضور کیلئے ملکوت سموات وارض کا علم ثابت کرنے سے خدا ورسول
کا برابر ہو جانا کس طرح ممکن ہی ۔ ؟ اگر خداوند عالم کے علم کی عظمت کا کچھ پتہ ہو تو مخالفین حق تعالےٰ
اور اُس کے رسول علیہ السلام کے علم میں فرق کرسکین علماء اہل سنت نے اس فرق کی تصریحین فرما دی ہین
خود اعلام الاذکیا کی صفحہ ۳۶ پر اعلیحضرت مولانا مولوی احمد رضا خانصاحب دامت برکاتہم کی تقریظ موجود ہے
جسمیں یہ جملہ بغور ملاحظہ کیجیے بصیرت کے اندھون کو اتنا نہین سوجھتا کہ علم الٰہی ذاتی علم خلق عطائی وہ
واجب یہ ممکن وہ قدیم یہ حادث ۔ وہ نامخلوق یہ مخلوق ۔ وہ نامقدور یہ مقدور وہ ضروری البقا
جائز الفنا ۔ وہ ممتنع التغیر یہ ممکن التبدل ان عظیم تفرقون کے بعد احتمال شرک نہو گا مگر کسی مجنون
کو ۔ اب کہیے کہ باوجود اتنے تفرقوں کے کوئی عاقل مساوی علم الٰہی کے کہہ سکتا ہی ؟ ہرگز نہین پھر بھلا
کیا ضرورت تھی جو آپ نے ایک رسالہ لکھدیا اور بہت سا خون جگر کھایا ۔ مگر درحقیقت آپ کا اعتقاد تو یہ ہی
جو آپکی اور آپکے فریق کی تقریرون سے ظاہر ہی کہ سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گنتی کی دو چار چیزین
بتا دی گئیں باقی نہین دیوار کے پیچھے کا بھی حال معلوم نہین چنانچہ براہین قاطعہ مطبوعہ ہاشمی پریس صفحہ ۴۶
پر لکھتی ہین اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہین کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہین ۔ ا ۔ ھ ۔ وجود یکہ حضرت شیخ مدارج
شریف میں فرماتی ہین وایں سخن اصلے ندارد وروایت بداں صحیح نشدہ یعنی نہ اس بات کی کچھ اصل نہ روایت
اسکے ساتھ صحیح مگر باوجود اس کے حضور علیہ الصلوٰۃ کے علم کی تنقیص کے لئے شیخ پر اتہام یہ ہے
آپ کا عقیدہ حضور کے علم کی نسبت اور یہ ہے آپ کی دیانت کا نمونہ کہ شیخ جس بات کو باطل و

بے اصل بتائین آپ شیخ ہی کو اُس کا تہمت بتاتے ہین اور آپ کا یہ قول کہ علم محیط نہین رکھتے جس
معنی پر کہ آپ گمان کرتے ہین بالکل باطل ہے اور اس مدعا پر جو استدلال آپ نے شاہ عبدالعزیز
صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ سے کیا ہے وہ آپ کی بے احتیاطی اور بیجا تصرف کا نمونہ ہے
بے احتیاطی تو یہ کہ شاہ صاحب کی عبارت فارسی ہے آپ نے اُردو لکھی اور نسبت
شاہ صاحب کی طرف کر دی اور بیجا تصرف یہ کہ بے موقع نقل کی اُس سے مراد غلط سمجھی شاہ
صاحب کی مراد یہ ہے کہ علم الٰہی کو کسی مخلوق کا علم محیط نہیں ورنہ رسول اکرم صلے اللہ تعالے
علیہ وسلم کے علم پر محیط کا اطلاق درست ہے چنانچہ تفسیر روح البیان جلد سادس صفحہ
۴۳ مطبوعہ مصر میں ہو وکذا صار علمہ محیطا بجمیع المعلومات الغیبیۃ الملکوتیۃ
کما جاء فی حدیث اختصام الملئکۃ انہ قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت
بردھا بین ثدیی فعلمت علم الاولین والاخرین وفی روایۃ علم ما کان وما
یکون حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا علم تمام مغیبات
ملکوتیہ پر محیط ہوا چنانچہ حدیث اختصام ملائکہ میں ہو کہ آپ نے فرمایا کہ پروردگار نے
اپنا کف دست فیض و رحمت میرے دونون شانون کے درمیان رکھا مین نے
اُس کے وصول فیض کی سردی اپنی دونون چھاتیون کے درمیان پائی پس
مجھے علم اولین و آخرین حاصل ہو گیا اور ایک روایت مین ہے کہ گذشتہ و آئندہ کا
تمام علم حاصل ہو گیا مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف جلد پنجم صـ۲۳۴ پر تحت حدیث انی
لاعرف اسماءھم واسماء اباءھم والوان خیولھم سطور ہے فیہ مع کونہ من المعجزات
دلالۃ علی ان علمہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم محیط بالکلیات والجزئیات
من الکائنات وغیرھا یعنی آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے اس خبر دینے مین
باوجود معجزہ ہونے کے اسپر بھی دلالت ہو کہ آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا علم کائنات
وغیرہا کے کلیات و جزئیات پر محیط ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالے
اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ مین حدیث اختصام ملائکہ کے جملہ فعلمت ما فی السموات
والارض کی شرح مین فرماتے ہین پس دانستم ہرچہ در آسمانہا و ہرچہ در زمین بود

حضرت کے علم پر محیط کا اطلاق درست ہے۔

حضور کا علم کائنات وغیرہا کے کلیات و جزئیات پر محیط ہے۔

عبارت است از حصول تمامۂ علوم جزوی وکلی واحاطۂ آن اور مدارج شریف کے خطبہ مین فرماتے ہین وہ سے صلی اللہ علیہ وسلم دانا است بر ہمہ چیز از شیونات ذات وصفات حق واسماء وافعال

آیۂ لا یحیطون بشیٔ سے جانب مخالف کی غلط فہمی اور اسکا جواب

وآثار وبجمیع علوم ظاہر وباطن واول وآخر احاطہ نمودہ است ومصداق فوق کل ذی علم علیم شدہ منصف کے لئے یہ چار گواہ کم نہین وہ سمجھ سکتا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو حضرت حق تعالےٰ نے کائنات وغیرہا کے تمام علوم ظاہر اور باطن اول وآخر جزوی اور کلی پر محیط کر دیا ہے مگر جس کے دل مین انصاف اور حق طلبی کا مادہ ہی نہ ہو اُسکے لئے ہزار بھی کم ہین۔ آپ نے جو آیۂ شریفہ ولا یحیطون بشیٔ من علمہ الا بما شاء نقل فرمائی وہ بالکل حق ہے مگر فہم نصیب اعداء آپ نے اُس کا ترجمہ تک غور سے نہین دیکھا۔ آیت بصراحت فرما رہی ہے کہ وہ علم الٰہی کا احاطہ نہیں کر لیتے اور جو عبارت تفسیر کبیر سے جانب مخالف نے نقل کی ہے اسمیں بھی ھوان حیعلمہم سے ظاہر ہے کہ نفی احاطۂ علم باری سبحنہ تعالےٰ کی ہے یہ عین ہمارا مذہب ہے کہ علم الٰہی محیط ہے محاط نہین۔ رہا آپ کا یہ فرمانا کہ مخلوق کا علم قلیل ہے یہ بیان ہو چکا کہ جناب باری عز اسمہ کے سامنے تمام مخلوقات کا علم قلیل ہے۔ اور وہ نسبت بھی نہین رکھتا ہے جو ذرہ کو آفتاب اور قطرہ کو سمندر کے ساتھ ہے جیسا کہ آپ نے آیۂ شریفہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا نقل فرمائی ہے اور نیز عبارتین نقل کی ہین اور بخاری شریف میں ہے وقع عصفور علی حرف السفینۃ فغمس منقارہ فی البحر فقال الخضر لموسےٰ ما علمك وعلمی وعلم الخلائق فی علم اللہ تعالےٰ الا مقدار ما غمس ھذا العصفور منقارہ الحدیث حاصل یہ کہ کشتی کے کنارہ پر ایک چڑیا نے بیٹھکر اپنی چونچ دریا میں ترکی تو حضرت خضر علیہ السلام نے موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ میرا اور تمہارا اور تمام مخلوق کا علم جناب باری تعالےٰ کے علم کے سامنے ایسا ہی ہے جیسا کہ دریا کے مقابلے مین اس چڑیا کا چونچ تر کر لینا امام محمد غزالی رحمہ اللہ کیمیائے سعادت میں لکھتے ہین وہیچ سلیم دل نبود کہ اینقدر نداند کہ علم فرشتگان وآدمیان درجنب علم حق ناچیز است بلکہ ہمہ را گفتہ کہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا اور تمام عیوب آسمانون اور زمین کے اللہ جلشانہ

کے دریائے علم کا ایک قطرہ ہین چنانچہ علامہ خفاجی حواشی بیضاوی میں طیبی سے نقل فرماتے ہین ان معلومات اللّٰہ تعالیٰ لا نہایۃ لہا وغیب السمٰوٰت والارض وما یبدونہ وما یکتمون نقطۃ منہا بمقابلۃ علم الٰہی تمام غیوب سمٰوات و ارض کو قلیل کہاجائے تو بیشک بجا ہے لیکن ان غیوب کو بجائے خود قلیل کہنا کیثرۃ نا فہمی جنون یا نابینائی ہے ۔ رسول اکرم صلے اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم الٰہی سے ایک قطرہ عطا ہوا اور خفاجی کی عبارت سے معلوم ہوا کہ غیب سمٰوات وارض علم الٰہی کا ایک قطرہ ہین پھر اُس جاہل پر افسوس ہو جواب بھی علم نبی صلے اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم الٰہی کے مساوی سمجھے تمام غیوب سمٰوات وارض کا عالم ہوکر بھی کوئی خدائے تعالےٰ جل شانہ کے علم کی برابر نہین ہوسکتا بلکہ وہ نسبت بھی نہین رکھتا ہے جو قطرہ کو سمندر کے ساتھ ہے تفسیر روح البیان میں ہو وقد قال صلے اللّٰہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج قطرت فی حلقی قطرۃ فعلمت ماکان وما سیکون دراحادیث معراجیہ آمدہ است کہ در زیر عرش قطرہ درحلق من ریختند فعلمت ماکان وما سیکون ۔ ان عبارتون کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللّٰہ تعالےٰ علیہ وعلے آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میرے حلق مین ایک قطرہ ٹپکایا گیا اُس کے فیضان سے مجھے ماکان وسیکون کا علم حاصل ہوگیا ۔ اب یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ماکان اور ماسیکون کا علم بھی علم الٰہی سے ایک قطرہ ہے اور اس معنی سے اُسکو بعض یا قلیل کہہ سکتے ہین بس جہاں کہین تفاسیر وغیرہا میں بعض یا قلیل کا لفظ یا اُس کا ہم معنی استعمال ہوا ہے اُس سے یہی مراد ہے کہ علم جناب باری تعالےٰ کے سامنے تمام مخلوقات کا علم گو کتنا ہی ہو قلیل ہے اور قلیل کے لفظ سے اُن کے جمیع اشیاء کے عالم ہونے کا انکار کرنا جہالت وسفاہت ہے افسوس ہمارے ابنائے نوع جنہون نے آنحضرت صلے اللّٰہ تعالےٰ علیہ وسلم کے جمیع اشیاء کے عالم ہونیکے اعتقاد پر کفر شرک کا فتوےٰ دیدیا اور یہ خیال کرلیا کہ احاطہ خدا ہی کو ہے انھون نے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے ہی علم ہین نقصان نہین ثابت کیا بلکہ خدا کی طرف بھی یہ قصور عائد کردیا (نعوذ باللّٰہ من ذٰلک) اور اُس کے علم عظیم کو اتنا ہی سمجھ بیٹھے ۔ حالانکہ علوم ماکان ومایکون

آسمان اور زمین کے تمام غیوب دریائے علم الٰہی کا قطرہ ہین

مخالفین نے علم باریتعالےٰ کو بھی تھوڑا ہی سمجھ لیا ہے

علم باری تعالےٰ کے سامنے تمام مخلوقات کے علوم قلیل ہین حتے کہ جمیع اشیاء کا علم بھی قلیل ہے ۔

Marfat.com

اور غیوب سماوات و ارض رب کے سب اُس کے علم عظیم کا ایک قطرہ ہی جیسا کہ فقیر کی منقولہ عبارت سے ثابت ہوا۔ کاش یہ حضرات بھی توجہ فرماتے اور ان عبارات پر غور کرین تو ہرگز مسلمانوں پر شرک کا فتوے دیکر مشرک نہ بنائیں خدایا ہم کو اور ہمارے بنی نوع کو اپنے سیدھے راستے پر چلنے کی ہدایت کر اور توفیق مرحمت فرما ۔

اس تقریر کے بعد مؤلف اعلاء کلمۃ الحق نے توحید کے معنی بیان کئے ہین اور علوم شرعی و غیر شرعی کا بیان بقدر اپنی لیاقت کے لکھا ہے اور حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب مؤلف اعلام الاذکیا کی نسبت حسب عادت اپنی ہمت کے موافق کلمات کہے ہین ہم کو ان سے بحث نہین البتہ اُنھون نے صفحہ ۱۵ پر یہ بحث کی ہے کہ آن حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کو حضرت حق سبحانہ تعالے نے علم شعر عطا نہین کیا۔ اس مدعا پر آیہ کریمہ وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ سے استدلال کیا ہے۔ اور مُلّا کمال الدین کاشفی کی تفسیر سے یہ نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی زبان مبارک وزن شعر کے ساتھ موافقت نہ کرتی تھی اسی صفحہ کے آخر مین اپنی اجتہاد خانہ زاد سے قیاس ایجاد کیا ہے قولہ بھلا جو علم کے سراسر بُرے ہین اُنکی قباحت اور بُرائی شرع شریف میں ثابت ہے جیسے علم سحر اور طلسم اور کہانت وغیرہ اُن علوم کے ساتھ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ قدس صفات کیونکر متصف ہوسکتے ہین بس جن لوگون نے یہ دعوے کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جمیع اشیا اور غیوب کے عالم ہین۔ کیا ناعاقبت اندیشی سے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو اُن علوم کے ساتھ متصف کرنا چاہتے ہین کہ جو شان نبوت کے بالکل منافی بلکہ نفس ایمان کے بھی ضد ہین ۔

اقول جانب مخالف اپنی کتاب کے صفحہ ۱۵ مین خود فرما چکے ہین کہ ہر کس و ناکس ناحق شناس کا قیاس اصول دین مین سے نہین ہوسکتا پھر کس طرح اُن کا اجتہاد تسلیم کر لیا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علم سحر و کہانت سے غافل ہین لہذا ہم اُنہی سے دریافت کرتے ہین کہ کیا اُنکا یہ قیاس قابل قبول ہے؟ اگر ہے تو کیون؟ کیا مجتہد ہونیکا یہ دعوے ہے علاوہ بریں زبان مبارک کا وزن شعر کے ساتھ موافقت نہ فرمانا اُنھون نے کس طرح مین

علم شعر کی نفی میں بحث

نقل کیا ہے۔ آیا یہ خیال ہے کہ یہ فن شعر کی عدم واقفیت پر دلیل و برہان ہوجائیگا۔ اگر آپ کا یہ خیال ہے تو خیال باطل ہے کتنے عروض و قوافی کے جاننے والے فن شعر کے ماہر ایسے ہین کہ وزن شعر کے صحیح ادا کرنے پر قادر نہین اس سے یہ لازم نہین آتا کہ انھین شعر کے ردی و جید مین تمیز نہو فن کے قواعد و مصطلحات سے بیخبر ہون۔ ہان شعر گوئی کا ملکہ نہین علم سے بہت مرتبہ ملکہ مراد ہوتا ہے ہمارے روزمرہ کے محاورے ہین کہ فلان عالم لکھنا نہین جانتا۔ اس کے یہ معنی نہین کہ املا یا رسم الخط یا حروف کی صورت و ہیئت اور قواعد کی اس کو خبر نہین۔ سب کچھ جانتا ہے مگر لکھنے کا ملکہ نہین آپ روٹی پکانا نہین جانتے اس کے یہی معنی ہین کہ پکانیکا ملکہ نہین ورنہ جانتے خوب ہین کہ کس طرح پکتی ہے زید کہتا ہو کہ مین تیراندازی جانتا ہون آپ تیر کمان دیکر کہئے کہ نشانہ لگائیے اور کسی طرح نشانہ نہ لگا سکے تو یہی کہا جائیگا کہ نہین جانتا گو کہ وہ تیراندازی کے مفہوم و معنی کا خوب واقف ہے لیکن یہان مراد تو علم سے ملکہ ہے کچھ ہمارے ہی محاورات پر منحصر نہین ہر ملک اور ہر زبان مین علم بمعنی ملکہ بکثرت مستعمل ہے تلویح میں ہے ولا نسلم ان لا دلالۃ للفظ العلم علی التہیؤ المخصوص فان معناہ ملکۃ یقتدر بہا علی ادراک جزئیات الاحکام واطلاق العلم علیہا شائع فی العرف کقولہم فی تعریف العلوم علم کذا فان المحققین علی ان المراد بہ ہذہ الملکۃ ویقال لہا الصناعۃ ایضا لا نفس الادراک سلم الثبوت مین ہو واجیب بانہ لا یضرنا اذ ندعی لان المراد الملکۃ مولانا عبدالحق خیرآبادی اور ملا محمد مبین رحمۃ اللہ علیہما اپنی اپنی شرحون مین فرماتے ہین لان المراد بالعلم الملکۃ عمدۃ المخالفین مولوی بشیرالدین اپنی شرح کشف المبہم مین لکھتے ہین لان المراد بالعلم فی قولہم العلم باحکام الملکۃ۔ تو آپ کو معلوم ہوا ہوگا کہ علم بمعنی ملکہ کے شائع و ذائع ہے۔ احادیث مین بکثرت علم بمعنی ملکہ آیا ہو مسندالفردوس مین بکر بن عبداللہ بن ربیع سے مروی ہو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم علموا اولادکم السباحۃ والرمایۃ۔ دیلمی نے جابر بن عبداللہ سے باین الفاظ روایت کی علموا بنیکم الرمی فانہ نکایۃ العدو۔ حضور نے اولاد کو تیراندازی اور شناوری تعلیم کرنیکا حکم فرمایا۔

کیا جانب مخالف محض شاعری اور تیر اندازی کے مفہوم و معنی کا ذہن نشین کرنا اور زبانی طور پر اُس کی پوری کیفیت سنا اور سمجھا دینا اور تیر اور تیر اندازی کرنیوالوں کا دکھا دینا تعمیل ارشاد کیلئے کافی سمجھتے ہیں یا مشق و محنت کرا کے تیر اندازی اور شاعری پر قادر کر دینا مراد لیتے ہیں فرمایئے علم سے ملکہ مراد ہوا یا کچھ اور؟ خود قرآن پاک میں وارد ہے۔

علمنٰہ صنعۃ لبوس لکم لتحصنکم من بأسکم فھل انتم شاکرون فرمایئے اس آیت میں ملکہ مراد ہے یا صرف ادراک؟ آیت وعلمناہ الشعر میں بھی علم سے ملکہ مراد ہے اور ملکہ ہی کی نفی ہے نہ یہ معنی کہ حضور کو شعر کا علم ہی نہ تھا تفاسیر آیت کے معنی میں ملکہ ہی کی نفی کر رہی ہیں۔ تفسیر خازن میں ہے ای ما یسھل لہ ذلک وما یصلح منہ بحیث لو اراد نظم شعر لم یتأت لہ ذلک تفسیر مدارک میں ہے ای جعلناہ بحیث لو اراد قرض الشعر لم یتأت لہ ولم یتسھل تفسیر کبیر میں ہے قال قوم ما کان یتأتی لہ والآخرون ما یتسھل لہ حتے انہ لو تمثل ببیت شعر سمع منہ مزاحفا علامہ ابو السعود اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں وما ینبغی لہ الشعر ولا یتأتی لہ لو طلبہ ای جعلناہ بحیث لو اراد قرض الشعر لم یتأت لہ۔ تمام مفسرین آیت کی یہی تفسیر فرما رہے ہیں کہ حضور پر شعر کی نظم دشوار تھی یعنی ملکہ نہ تھا اور آیت میں ملکہ کی نفی ہے یہ کسی نے نہ کہا کہ حضور کو شعر کا علم و ادراک نہ تھا اس کے صحیح و سقیم ردی و جید کو نہ جانتے تھے بلکہ اس کے جاننے کی تصریح فرمائی۔ تفسیر روح البیان جلد ثالث صفحہ ۲۹۲ میں ہے وفی التھذیب البغوی عن ائمتنا قیل کان علیہ السلام یحسن الشعر ولا یقولہ ولا صح انہ کان لا یحسنہ ولکن کان یمیز بین جید الشعر وردیہ ولعل المراد بین الموزون منہ وغیر الموزون اس سے معلوم ہوا کہ حضور شعر جید و ردی اور موزون و غیر موزوں میں امتیاز فرماتے تھے فرمایئے آیت میں علم شعر کی نفی کہاں ہے اور کس مفسر نے بیان کی۔ یہ آپ کو کہیں نہ ملے گا اور اس کے خلاف مفسرین کی تصریحات کثیرہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اس سے اور واضح تر ملاحظہ کیجئے تفسیر روح البیان جلد ثالث صفحہ ۸۲۸ میں ہے ولما کان الشعر مما لا ینبغی للانبیاء علیہم السلام لم یصدر من النبی علیہ السلام بطریق الانشاء دون

الا انشاد الا ما کان بغیر قصد منہ۔ وکان کل کمال بشری تحت علمہ الجامع وکان یجیب کل فصیح وبلیغ وشاعر واشعر کل قبیلۃ بلغاتھم وعباداتھم وکان یعلم الکتاب علم الخط واھل الحرف حرفتھم ولذا کان رحمۃ للعالمین یعنی چونکہ شعر انبیار کی شان کے لائق نہیں ہے اس لئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بطریق انشار صادر نہیں ہوا۔ الا بلا قصد اور حقیقت حال یہ ہے کہ ہر شری کمال آپکے علم جامع کے تحت میں ہے اسی وجہ سے حضور ہر فصیح وبلیغ اور شاعر واشعر کو اور ہر قبیلہ کو اُن کے لغات اور انہی کی عبارات میں جواب دیتے تھے اور کاتبوں کو علم خط اور اہل حرفت کو انکی حرفت تعلیم فرماتے تھے اسی لئے تو رحمۃ اللعالمین ہیں صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔ اب تو بحمد اللہ تعالے کوئی پردہ وحجاب نہ رہا اور مراد کلام خوب واضح ہو گئی کہ آیت میں نفی شعر کی ہے علم کی نہیں شعر کے علم کا انکار جانب مخالف کا زاتیہ طبع اور تمام تفاسیر معتبرہ کے خلاف ہے۔ عبارات مذکورہ سے ثابت ہو گیا کہ ہر بشری کمال حضور کے تحت علم ہے کچھ بھی ہو تو استدلال جانب مخالف کا باطل ہوا لیکن اگر ابھی تک مخالف کے قلب میں کوئی وسوسہ باقی ہو تو اس کو رفع کیجئے تفسیر روح البیان جلد ثالث صفحہ ۲۹۲ میں ہے والظاھر ان المراد وما ینبغی لہ من حیث نبوتہ وصدق لھجتہ ان یقول الشعر لان المعلم من عند اللہ لا یقول الا حقا وھذا لا ینافی کونہ فی نفسہ قادرا علی النظم والنثر ویدل علیہ تمیزہ بین جید الشعر وردیئہ ای موزونہ وغیر موزونہ علی ما سبق ومن کان ممیزا کیف لا یکون قادرا علی النظم فی الانشیات والحکم لکن القدرۃ لا تستلزم الفعل فی ھذا الباب صونا عن اطلاق لفظ الشعر والشاعر الذی یوھم التخییل والکذب فقد کانت العرب یعرفون فصاحتہ وبلاغتہ وعذوبۃ لفظہ وحلاوۃ منطقہ وحسن سردہ والحاصل ان کل کمال انما ھو ماخوذ منہ۔ یعنی یہ ظاہر ہے کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ حضور کے لئے بحیثیت نبی اور صادق البیان ہونے کے شعر گوئی مناسب حال نہیں کیونکہ اللہ کا سکھایا ہوا جو بات کہتا ہے حق ہی کہتا ہے اور یہ آپ کے فی نفسہ نظم ونثر پر قادر ہونے کے منافی نہیں

Marfat.com

اس پر حضور کا شعر کے جید ورد ی اور موزوں وغیر موزون میں تمیز فرمانا دلالت کرتا ہے اور جو ممیز ہو کیونکر الہیات وحکم میں نظم پر قادر نہ ہوگا لیکن قادر ہونا فعل یعنی شعر گوئی کرنیکو مستلزم نہیں تاکہ لفظ شعر اور شاعر کے اطلاق سے امن ہو۔ کیونکہ یہ لفظ تخیل وکذب کا موہم ہے اور بیشک عرب آپ کی فصاحت وبلاغت اور پاکیزگی الفاظ اور شیرین گفتاری اور خوبی روش کے عارف تھے اور حاصل یہ ہے کہ ہر کمال آپ ہی سے ماخوذ ہے۔ مخالفین انکو خاموش ہونگے تفسیر روح البیان نے شعر کا علم درکنار کلام موزوں پر حضرت کی قدرت کتنے صریح الفاظ میں ثابت کی اگر مخالفین آیت پیش کرنے سے پہلے تفاسیر دیکھکر کلام پاک کا مطلب سمجھ لیتے تو انہیں ہرگز اس آیت کے پیش کرنے کی جرات نہ ہوتی جو کسی طرح ان کے مدعا کو ثابت نہیں کرتی **اب دوسرے طریق پر کلام کروں** وہ یہ کہ شعر دو معنی میں مستعمل ہے اول کلام موزون جس میں وزن کا قصد کیا گیا ہو تفسیر کبیر میں ہے الشعر ھو الکلام الموزون الذی نقصد الی وزنہ یہ تو معنی عرفی ہیں دوسرے معنی منطقی۔ قدماء حکماء کے نزدیک وزن وقافیہ شعر کا رکن نہیں ہے بلکہ رکن شعر صرف مقدمات مخیلہ کا ایراد ہے تو جو قیاس کہ مقدمات مخیلہ سے مرکب ہو اس کو شعر کہتے ہیں اور بعض علماء شعر منطقی اسکو کہتے ہیں جو مقدمات کاذبہ سے مرکب ہو تفسیر روح البیان جلد ثالث صـ۲۹ میں ہے والشعر عند الحکماء القدماء لیس علی وزن وقافیۃ ولا الوزن والقافیۃ رکن فی الشعر عندھم بل الرکن فی الشعر ایراد المقدمات المخیلۃ فحسب وفیہ ایضا قال بعضھم الشعر اما منطقی وھو المولف من المقدمات الکاذبۃ۔ اب سمجھنا چاہیے کہ قرآن پاک میں جو لفظ شعر وارد ہے اس سے منطقی معنی ہی مراد ہیں کیونکہ قرآن پاک کا اسلوب شعر وشاعری سے پاک اور علیحدہ ہونا ایسا نہیں وظاہر ہے کہ اس میں کسی بے زبان عجمی کو بھی تردد نہیں ہو سکتا چہ جائے کہ عرب کے بلغا اور فن شاعری کے ماہر اسکو اس معنی میں کہہ سکیں یہ کسی طرح معقول نہیں تو لامحالہ شعر سے اس کے معنی منطقی مراد ہوئے اور کفار عناداً شاعر بمعنی کاذب کہتے تھے اسی کی قرآن پاک نے نفی فرمائی۔ تو آیت کا مطلب یہ ہوا کہ ہم نے اپنے حبیب کو شعر یعنی کذب نہیں سکھایا نہ یہ ان کی شان کے

Marfat.com

شایاں اور منصب کے لائق۔ انہو مخالفین کو بہت حیرانی ہو گی بگر بات یہ ہے کہ فہم قرآن اُن سے
بہت دور ہی۔ آیت کے ظاہر الفاظ دیکھکر جو معنے خیال میں آئے اُن سے استدلال کرلیا
تفاسیر پر نظر ڈالنے کی تکلیف کون برداشت کرتا۔ میں دکھاتا ہوں ملاحظہ فرمایئے
[تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۲۸۱ والمراد با لشعر الواقع فی القرآن الشعر المنطقی سواء
کان مجرداً عن الوزن ام لا والشعر المنطقی اکثر ما یروج بالاصطلاح قال الراغب
قال بعض الکفار للنبی علیہ السلام انہ شاعر فقیل لما وقع فی القرآن من
الکلمات الموزونۃ والقوافی وقال بعض المحصلین اراد بہ انہ کاذب لان ظاہر
القرآن لیس علی اسالیب الشعر ولا یخفی ذلک علی الاغتم من العجم فضلا
عن بلغاء العرب۔ فانما رموہ بالکذب لان اکثر ما یاتی بہ الشاعر کذب ومن
ثم سموا الادلۃ الکاذبۃ۔ شعر علاوہ بریں مفسرین نے اس آیت کے یہ معنے بھی
بیان فرمائے ہین کہ قرآن شریف شاعرون کے اقوال نہیں جو ہم نے اپنے حبیب
محمد مصطفٰے صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو تعلیم کئے ہوں بلکہ یہ قرآن معجز بیان کلام
الٰہی ہے کہ ایسا کلام بنانا مخلوق کی قدرت سے باہر ہے یا یہ کہ ہم نے آن سرور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو قرآن میں شعر تعلیم نہ فرمایا قرآن پاک تعلیم شعر نہیں ہے چنانچہ تفسیر مدارک التنزیل
صفحہ ۱۴۳ مین ہو (وما علمناہ الشعر) ای وما علمناہ النبی علیہ السلام قول
الشعراء او وما علمناہ بتعلیہ القرآن الشعر علی معنی ان القرآن لیس بشعر
تفسیر روح البیان جلد ثالث صفحہ ۲۸۱ مین ہو والمعنے وما علمنا محمدا الشعر بتعلیم
القرآن علی معنی ان القرآن لیس بشعر فان الشعر کلام متکلف موضوع ومقال مزخرف مصنوع
منسوج علی منوال الوزن والقافیۃ مبنی علی خیالات واوھام واھی فاین
ذلک من التنزیل العظیم الخطر المنزہ عن مماثلۃ کلام البشر الخ۔ ان عبارات سے
بھی صاف ظاہر ہے کہ آیہ وما علمناہ الآیہ کا یہ مطلب ہو کہ قرآن پاک سچی آسمانی کتاب
ہو شاعرونکی من گھڑت اور آفریدہ وہم وخیال نہیں جو قابل اعتبار نہ ہو۔ چونکہ شعراء علی الاغلب
والاکثر لغو وبے اصل باتیں جھوٹے قصے فرضی اور بے حقیقت واقعے نظم کیا کرتے ہین اور انکا

کلام وہمیات و اکاذیب سے خالی نہین ہوتا چنانچہ عرب مین مشہور ہے حسن الشعر اکذبہ
اس لئے حق سبحانہ نے فرمایا کہ یہ کلام پاک کچھ شاعرون کی منگھڑت اور یاوہ گوئی نہین بلکہ
یہ آسمانی سچی کتاب ہے۔ اس سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کے قواعد شعر سے ناواقف ہونے
پر استدلال کرنا جانب مخالف کی سادہ لوحی و نادانی ہے حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ الاطہر
اس آیت کی تفسیر مین فرماتے ہین کہ شعر اجمال اور معما پہلو داربات اور رمز و اشارہ
کا محل ہوتا ہے احتمال رہتا ہے کہ مخاطب اُس کی مراد کو نہ سمجھے یا کچھ کا کچھ سمجھ جائے اللہ
سبحانہ فرماتا ہے کہ ہم نے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے رمز و لغز نفرمایا جو فرمایا ان
کیلئے واضح فرمایا۔ اس طرح ارشاد نہ کیا کہ (حضور) نہ سمجھین یا کچھ کا کچھ سمجھ جائین تفسیر روح
البیان جلد ثالث صفحہ ۲۹۲ میں ہے قال الشیخ الاکبر قدس سرہ الاطہر فی قولہ تعالیٰ
وما علمنٰہ الشعر اعلم ان الشعر محل للاجمال واللغز والتوریۃ وما رمزنا
لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم شیئاً ولا الغزنا ولا خاطبناہ لشئی ونحن نرید شیئاً
ولا اجملنا له الخطاب حیث لم یفہم انتہی اس سے تو حضور کا اور کمال علم معلوم
ہوتا ہے کہ قرآن پاک جس میں تمام علوم ہین اور جو ہر چیز کا بیان واضح ہے ونزلنا
علیک الکتاب تبیاناً لکل شیءٍ اُس کو اللہ سبحنہ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ کیلئے لغز و معما
رمز و اجمال نہ کیا کہ فہم مین نہ آتا ایسا واضح کیا کہ حضور پر اُس کے علوم یقینی طور پر منکشف ہوئے
یعنی تعلیم قرآن شعر کے انداز پر نہین ہے کہ جمیع اشیاء کے علوم کا بیان اُسمیں بر سبیل اجمال
و معما ہو اور دشمنان مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کو یہ کہنے کا موقع ملے گا اگرچہ قرآن پاک جملہ علوم
اور ہر چیز کا بیان ہے لیکن ہے تو رمز و معما میں ممکن کہ کوئی بات سمجھ میں نہ آئی ہو یا کچھ سمجھی گئی
ہو۔ اس انکار کی گردن یہ فرما کر قطع کر دی کہ ہم نے قرآن کی تعلیم معما اور اجمال کے پیرایہ
میں شاعرانہ طریق پر نہ فرمائی بلکہ علوم قرآنیہ کو حضور کیلئے واضح اور بے حجاب کر دیا کہ ہر شئے
پر آنسرور علیہ التحیۃ والسلام کو علم یقینی حاصل ہو گیا والحمد للہ علی ذلک۔ شیخ اکبر تو اس
آیت سے یہ سمجھے اور مخالفین یہ کہ حضور کو شعر کا علم نہ تھا ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا
حق ہے یضل به کثیرا و یهدی به کثیرا۔ رہا جانب مخالف کا یہ وہم

کہ علم سحر شان نبوت کے خلاف بلکہ نفس ایمان کی بھی ضد ہے اور نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم
ہرگز اس کے عالم نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کے اس انکار کا باعث یہ ہی کہ آپ کے نزدیک
وہ علم نہایت درجہ کی خباثت رکھتا ہے اور اپنی خباثت کی وجہ سے ذات پاک نبی صلے اللہ
تعالےٰ علیہ وسلم کے لائق نہیں اور یہی آپ کی تقریر سے ظاہر ہے۔ اب میں آپ سے دریافت
کرتا ہوں کہ علم سحر جو نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ذات پاک کے لائق نہیں تو باوجود اس
خباثت کے ذات پاک حضرت حق سبحانہ تعالےٰ کے لائق بھی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو بتاؤ کہ ذات
پاک ایسے خبیث علم کے ساتھ کیسے متصف ہوئی کہ جو شان نبی کے بھی لائق نہ تھا بر تقدیر
ثانی کیا علم الٰہی کا بھی ایسا ہی صاف انکار کیجئے گا کیا دنیا سے انصاف مٹ ہی گیا رسول
اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علم کے انکار میں تو سحر کا عالم ہونا عیب قرار دیا جاتا ہے
اور خدائے پاک کے لئے یہ عیب ثابت کرتے ہوئے شرم نہ آئی استغفر اللہ العلی العظیم
دوم آپ کا یہ خیال کہ علم فی نفسہ مذموم ہے قطعاً غلط اس لئے کہ کوئی علم فی نفسہ مذموم
نہیں خواہ کسی طرح کا ہو۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
تفسیر فتح العزیز پارہ اول صفحہ ۳۸۰ میں فرماتے ہیں۔ و در ینجا باید دانست کہ علم فی
نفسہ مذموم نیست ہر چند کہ باشد البتہ علم کے ضرر کا سبب کم استعدادی اور ناقابلیت ہے یہی شاہ
صاحب موصوف اسی تفسیر میں صفحہ ۳۸۱ پر فرماتے ہیں۔ دوم آنکہ آن علم اگرچہ فی نفسہ ضرر ے
ندارد لیکن ایں کس بسبب قصور استعداد خود قابل آن علم را نمی تواند دریافت و چوں بحقائق
آن نرسید در جہل مرکب گرفتار شد یہ خوب ظاہر اور مسلم ہے کہ قصور استعداد اور ناقابلیت اور جہل
مرکب ہمارے حضرت کے لئے ناممکن تو حضرت کے لئے اس علم کا عالم ہونا نہ شان نبوت
کے خلاف نہ خلاف واقع جیسا کہ جانب مخالف کا مزعوم ہے تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۴۲۶
میں ہے المسئلۃ الخامسۃ فی ان العلم بالسحر غیر قبیح ولا محظور اتفق المحققون
علی ذلک لان العلم لذاتہ شریف وایضا لعموم قولہ تعالےٰ هل یستوی الذین یعلمون
والذین لا یعلمون ولان السحر لو لم یکن یعلم لما امکن الفرق بین المعجز والسحر والعلم بکون المعجز
معجزا واجب وما یتوقف الواجب علیہ فهو واجب فهذا یقتضی ان یکون تحصیل

العلم بالسحر واجباً وما یکون واجباً کیف یکون حراماً وقبیحاً حاصل یہ کہ علم سحر قبیح ہو نہ ممنوع اسپر تمام محققین کا اتفاق ہو کیونکہ علم لذاتہ شریف ہو نیز آیہ ہل یستوی الذین الآیہ کا عموم بھی اس کی دلیل ہو نیز یہ بھی ہے کہ اگر سحر معلوم ہی نہ ہو تو سحر و معجزہ مین فرق کرنا بھی ممکن نہو اور معجزے ہونیکا جاننا واجب ہو اور واجب کا موقوف علیہ بھی واجب ہوتا ہو تو یہ مقتضی ہے کہ علم سحر کی تحصیل بھی واجب ہو اور جو چیز واجب ہو وہ حرام و قبیح کس طرح ہو سکتی ہے جناب مخالف علم سحر کو اپنی رائے سے قبیح اور اسکا جاننا منافی ایمان بتاتے تھے اُن کا مدعا ان عبارات نے باطل کر دیا اور ثابت ہو گیا کہ نفس علم خواہ سحر کا ہو یا اور کسی چیز کا ہرگز قبیح و ممنوع نہین ہے انسان کی اس میں کوئی خوبی نہین کہ علم تو نہو مگر اسپر تبرا بھیجے ہو اور برا کہتے پھرین بلکہ خوبی یہ ہے کہ باوجود علم کے ناجائز امور سے بچین اس لئے کہ جس کو علم سحر حاصل ہی نہین اسکو اسپر عمل کرنے کی قدرت بھی نہین پھر اس کا عمل ناجائز سے بچنا کیا کمال ہے ہاں کمال یہ ہو کہ عالم ہو عمل پر قدرت ہو پھر بچے تو معلوم ہو کہ باوجود قدرت ہونیکے اس کام کو نہ کیا۔ اللہ جل شانہ کی رضا چاہی۔ نابینا آدمی کا نامحرم کو نہ دیکھنا کوئی کمال نہین کہ وہ دیکھنے پر قادر ہی نہین البتہ بینا کا نامحرم کے دیکھنے سے باز رہنا کمال ہی شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ اسی تفسیر کے صفحہ ۴۹ مین فرماتے ہین و نیز چون شخصے قواعد سحر را دانستہ از استعمال او در محل ناپسندیدہ احتراز نماید مستحق مزید ثواب گردد کہ باوجود قدرت از گناہ باز ماند۔ اب جناب مخالف کا انکار کرنا گویا نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی ایک فضیلت کا انکار ہے اسمیں شک نہین انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس علم سے واقف ہین مگر احکام شرعی کی طرح اسکی تعلیم نہین فرماتے۔ پھر بھی شاہ صاحب رحمۃ اللہ اسی تفسیر کے صفحہ ۴۲ مین تحریر فرماتے ہین۔ علم سحر نیز از علوم آلہیہ است بقائے آن علم در نوع انسان منظور نظر خداوندی بود و شان انبیا نیست کہ این قسم علوم ضارہ را کہ بسبب آن علوم اعتقاد تاثیرات مخلوقات و غفلت از تاثیر خالق جلوہ گر تبلیغ نمایند مانند علوم فلسفہ از ریاضیات و طبعیات کہ ضرر آنہا بیشتر از نفع آنہاست نیز انبیا علیہم السلام بیان نمی کنند دانان دیدہ و دانستہ سکوت میفرمایند خلاصہ یہ ہو کہ علم سحر یعنی جادو بھی علوم آلہیہ مین سے ہے اور نوع انسان میں اسکا باقی رکھنا اللہ جل شانہ کو منظور

[illegible]

Marfat.com

انبیاء کی شان نہیں کہ اس قسم کے علوم کی تبلیغ فرمائیں اور لوگوں کو سکھائیں۔ اس لئے کہ کم ظرف اور کم استعداد والوں کے لئے یہ علوم ضارہ ہیں کہ انکو انکی وجہ سے مخلوقات یعنی کواکب وغیرہا کی تاثیرات کا اعتقاد اور خالق جل شانہ کی تاثیر سے غفلت ہوگی۔ اس صورت میں مثل علوم فلسفہ ریاضی طبعیات کے اُن علوم کا ضرر ان کے نفع سے زیادہ ہوگا۔ اسی وجہ سے انبیاء علیہم السلام دیدہ و دانستہ باوجود جاننے اور عالم ہونے کے ان علوم سے سکوت فرماتے ہیں اور لوگوں کو نہیں سکھاتے ہیں ۔

قول۔ زید نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے استغراق علم کا دعوے کیا جو صفت خاص جناب رب العالمین کی ہے کہ یہ توحید کے خلاف ہے۔

اقول۔ زید کے جو الفاظ آنحضرت سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہیں اور جانب مخالف نے خود بھی نقل کئے ہیں اُنسے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبلیغ الٰہی بدء الخلق یعنی ابتداء آفرینش سے لیکر جنت اور دوزخ میں داخل ہونیوالوں کے داخل ہونے تک کا احوال بخوبی جانتے اور بالتفصیل پہچانتے ہیں اور زید اس دعوے پر دلائل لاتا ہے جنکے جواب سے عاجز ہوکر جانب مخالف نے اپنے رسالے کے صلا میں اسپر زور دیا ہے کہ قرآن شریف سے استدلال کرنا مجتہد کا کام ہے تو گویا مدعا یہ ہے کہ کلام اللہ سے استدلال کرنا غیر مجتہد کے لئے جائز نہیں اور یہ بالکل غلط اس واسطے کہ غیر مجتہد جو کلام اللہ کی تفسیر جانتا ہو وہ صریح آیتوں اور حدیثوں سے استدلال کرسکتا ہے اور کہیں اس کی ممانعت نہیں طحطاوی میں ہے (واما فہم الاحکام من نحو الظاہر والنص والمفسر فلیس مختصا بذوی الاجتہاد) بل یقدر علیہ العلماء الاعلام مسلم الثبوت میں ہے وایضا شاع وذاع احتجاجہم سلفا وخلفا بالعمومات من غیر نکیر رہا آپ کا فاسئلوا اھل الذکر نقل فرمانا وہ دیانت کے خلاف اس وجہ سے ہے کہ آپ نے اُس کا ایک جزو جو آپ کے مدعا کے خلاف تھا چھوڑ دیا اور وہ ان کنتم لا تعلمون ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سوال نہ جاننے کی حالت میں ہوتا ہے مخبر صادق صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انما شفاء العی السوال آیت کا یہ مطلب نہیں ہے

عالم غیر مجتہد کو مرعی آیتوں اور حدیثوں سے استدلال جائز ہے۔

Marfat.com

کہ صریح آیتوں سے بھی استدلال نکرو۔ جیسا کہ آپ نے سمجھا اور حسب مضمون ”دروغ گورا حافظہ نباشد“ خود آپ ہی اس علت میں مبتلا ہو گئے جب زید کے لئے ناروا انبار ہے تھے چنانچہ آیۂ شریفہ وما علمناہ الخ سے استدلال کیا اور بے سمجھے جیسا کہ ظاہر ہو چکا۔

قولہ وعلمك مالم تكن تعلم کے معنے اس کے مدعا کے موافق تسلیم کر لئے جاوین تو لازم آتا ہے کہ دوسری آیت وعلم الانسان مالم یعلم سے تمام مرد و زن صغیر و کبیر برنا و پیر۔ عالم ہو یا جاہل شہرستانی ہو یا دہقانی۔ ہر ایک علوم غیر متناہیہ کے ساتھ موصوف ہو جائے اور ہر کس و ناکس کا علم جناب رسول اکرم سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کے مساوی برابر ہو جائے۔

آیۂ وعلمک مالم تکن تعلم سے مخالفین کے اعتراض کا جواب۔

اقول افسوس کہ آپ نے کچھ بھی غور نہ فرمایا اور یہ خیال نہ کیا کہ انسان علّم الانسان مین معرف باللام ہے اس سے فرد کامل شخص معین مراد ہے پس اس تقدیر پر حسب مقتضائے دیگر آیات قرآنیہ اس لفظ سے آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم ہی مراد ہین **تفسیر معالم التنزیل** مین آیہ وعلم الانسان مالم یعلم کے تحت میں ایک قول یہ بھی لکھا ہے وقیل الانسان ھھنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم وبیانہ وعلمك مالم تكن تعلم یعنی کہا گیا ہے کہ یہاں انسان سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہین اور اسکا بیان آیۂ شریفہ وعلمک مالم تکن تعلم ہے اور ایسے ہی آیۂ شریفہ خلق الانسان علمہ البیان مین بھی انسان سے حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہین چنانچہ امام بغوی نے **تفسیر معالم التنزیل** مین اس آیت کے تحت میں فرمایا ہے قال ابن کیسان خلق الانسان یعنی محمدا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم علمہ البیان یعنی بیان ما کان وما یکون تفسیر حسینی مین ہے یا بوجود آورد محمد را و بیاموزانید وے را بیان آنچہ بود و ہست و باشد ثابت ہو گیا کہ آیۂ کریمہ وعلم الانسان مالم یعلم مین انسان سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہین پس وہ اعتراض جو جانب مخالف نے کیا وارد نہین ہو سکتا اور نہ آیۂ شریفہ وعلمک مالم تکن تعلم سے معارضہ ہوتا ہے بلکہ یہ دونون آیتین ایک ہی مضمون کی ہین جیسا کہ اوپر تفسیر معالم التنزیل سے ظاہر ہوا۔

آیۂ وعلم الانسان مالم یعلم مین انسان سے حضور علیہ السلام مراد ہین۔

Marfat.com

ایک نئے مہربان کا نیا شبہہ

شبہہ قرآن شریف ہین سرور اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی نسبت وارد ہے ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون (یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمکو تمام وہ چیزین تعلیم فرماتے ہین جنکو تم نہین جانتے تھے۔ اس آیت میں بھی آیہ وعلمک مالم تکن تعلم کی طرح کلمہ ما عام ہے تو یہ ثابت ہوا کہ سب لوگ عالم الغیب ہین۔

جواب قطع نظر اس سے کہ آیت میں مخاطب کون ہے یہ آیت ہمارے مدعا کو ہرگز مخل نہیں نہ اس سے یہ ثابت ہو سکے کہ سب عالم الغیب ہین البتہ اگر یہ منظور کر لین کہ ہمارے سرکار عالم جمیع اشیا حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام حاضرین کو جو کچھ وہ نہ جانتے تھے بتایا اور قیامت تک کا احوال بتایا تو بھی کوئی حرج نہین بلکہ یہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر جو کچھ قیامت تک ہونیوالا تھا سب بتایا مگر جسکو یاد رہا یاد رہا جو بھول گیا بھول گیا۔ پھر بھی سب ایک سے نہین جس کو زیادہ یاد ہے وہ بڑا عالم ہے جو بھولگیا وہ تو بھول ہی چکا۔ یہ حدیث (مشکوۃ شریف کتاب الفتن) کی فصل اول ص۴۶۱ میں بخاری اور مسلم سے مروی ہے عن حذیفۃ قال قام فینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مقاما ما ترک شیئا ما یکون فی مقامہ ذلک الی قیام الساعۃ الا حدث به حفظه من حفظه ونسیه من نسیه انتهی بقدر الحاجۃ قوله تعالی وانزل اللہ علیک الکتاب ای القران والحکمۃ ای ما فی القران من الاحکام وعرفک الحلال والحرام وعلمک ما یوحی من الغیب وخفیات الامور ما لم تکن تعلم ذلک الی وقت التعلیم اھ تفسیر میں دو جگہ من ہے۔ پہلا بیان کے واسطے اور دوسرا تبعیضیہ ہے تو مطلب یہ ہوا کہ حق تعالے نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قرآن اور جو قرآن میں احکام نازل کئے ہین اور بعضے غیب اور امور مخفیہ جو ابھی تک آپکو معلوم نہ تھے تعلیم فرمائے۔

اقول ۔ وباللہ التوفیق روح البیان کی اس عبارت کے نقل کرنے سے جانب مخالف کا یہ مدعا ہے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو ابتدائے آفرینش سے

Marfat.com

لیکر جنت اور دوزخ مین داخل ہونے تک سب کا علم نہ تھا جسکا زید دعوے کرتا ہے اور یہ بات تفسیر روح البیان سے ثابت نہین بلکہ زید کا مدعا بخوبی ثابت ہی۔ جب جانب مخالف کو کوئی مفر نہ ملا تو انھون نے بقول شخصے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہے من کو پکڑ لیا اور اسے بیچارہ کو تبعیضیہ بتا دیا۔ ذرا اس ذی ہوش سے کوئی یہ پوچھے کہ پہلے من کے بیانیہ ہونے پر کونسا قرینہ قایم تھا جو یہان نہین پھر وہان بیانیہ مانکر تبعیضیہ کہدینا بالکل دانائی ہی دانائی ہے۔ اگر جانب مخالف کو زیادہ جوش آجائے تو وہ پہلے من کو بھی تبعیضیہ بنا کر یہ کہنے لگے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام احکام شرعیہ کا بھی علم نہ تھا (نعوذ باللہ) تو کون انکی قلم اور زبان کو پکڑ لے گا مگر اب ہم اس روح البیان کے من کا تبعیضیہ یا بیانیہ ہونا روح البیان ہی کے قرینہ پر موقوف کرتے ہین کہ وہ دوسرے مقام پر کیا کہہ رہے ہین ملاحظہ ہو روح البیان جلد ۲ صفحہ ۴۴۲ وکذا صار علمہ محیطا بجمیع المعلومات الغیبیۃ الملکوتیۃ کما جاء فی حدیث اختصام الملئکۃ انہ قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردہ بین ثدیی فعلمت علم الاولین والاخرین وفی روایۃ علوم ما کان وما سیکون یعنی جناب رسالتمآب صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا علم تمام معلومات غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہے جیسا کہ حدیث اختصام الملئکہ میں آیا ہے کہ آن حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا کہ جناب رب العزت نے اپنا کف دست فیض و رحمت میرے دونون شانون کے درمیان رکھا مین نے اُس فیض کی سردی اپنی چھاتیون کے درمیان میں پائی پس مجھے علم اولین و آخرین حاصل ہوگیا اور ایک روایت مین ہی کہ علم ما کان اور ما یکون روشن اور ہویدا ہوگیا۔ اب خوب ظاہر ہوگیا کہ صاحب روح البیان سید انس و جان صلے اللہ تعالے علیہ و علی آلہ واصحابہ وسلم کو تمام معلومات غیبیہ ملکوتیہ کا عالم بتعلیم الٰہی جانتے ہین لہذا اُن کی عبارت مین ہرگز من تبعیضیہ نہین جو کوتاہی علم عالم ما کان و ما یکون صلی اللہ تعالے علیہ و آلہ واصحابہ وسلم پر دلالت کریگا یہ آپکا فہم و اجتہاد نہین بلکہ وہم ہے جو آپنے ایسا سمجھ لیا آیۂ شریفہ کا مطلب تو یہ ہی کہ اے محمد صلی اللہ تعالے علیہ و علی آلہ واصحابہ وسلم اللہ جل شانہ نے آپ پر کتاب یعنی قرآن شریف اور حکمت یعنی جو احکام کہ قرآن شریف مین نہ نازل فرمائے اور حلال و حرام

[illegible]

کی معرفت کرادی اور ما یوحی کی کہ وہ غیب ورا لیسے مخفی امور ہین جنکو آپ ابتک نہ جانتے تھے تعلیم فرمادی۔ اب فرمائیے کہ اس عبارت کو جانب مخالف کے مدعا سے کیا مناسبت ہے اور اُس کے منشا رکو اس سے کیا لگاؤ؟ یہ تو مثبتین علم نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی موید ہے نہ مخالف ذی ہوش کی جسکو ابھی تک یہ خبر نہین کہ اس عبارت مین نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے علم کے سوا انکار کا حرف تک نہین۔ اگر جانب مخالف کی عاجزی پر رحم کر کے ہم یہ فرض بھی کرلیں کہ من تبعیضیہ ہے تو بھی ہمارا مدعا ثابت ہوگا اور جانب مخالف کو بشرط حیا داری ندامت کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا اس لئے کہ من تبعیضیہ ہونے کی حالت میں اس عبارت سے موجبہ جزئیہ نکلیگا اور وہی ہمارا مطلوب؎۱ ہے جیسا کہ ابتدائے رسالہ مین ظاہر ہوچکا کہ علم جناب باری کے سامنے جمیع مخلوقات کے علم کو وہ نسبت بھی نہین جو سمندر کے سامنے قطرے کو ہے۔ مخالف پر یہ لازم ہے کہ سالبہ؎۲ کلیہ پیش کرے اس لئے کہ موجبہ جزئیہ کی نقیض سالبہ کلیہ ہوتا ہے نہ موجبہ جزئیہ اور اگر جانب مخالف نے یہ سمجھا کہ اہل سنت و جماعت آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے لئے جمیع اشیا رکا علم ثابت کرتے ہین کہ اس صورت میں اُنکا دعوے موجبہ کلیہ؎۳ ہوا تو بھی موجبہ جزئیہ؎۴ پیش کرنا اسکو کیا مفید اور خصم کو کیا مضر۔ موجبہ جزئیہ کا صدق موجبہ کلیہ کے صدق کا منافی نہین بعض الانسان ناطق کا صدق کل انسان ناطق کے کذب کو مستلزم نہین۔ بہر حال تہذیب پڑھنے والا بچہ بھی ایسی غلطی نہ کرتا جیسی جانب مخالف نے کی۔ جانب مخالف کو ہنوز یہ خبر نہین کہ ثبوت شے نفی ماعدا کو مستلزم نہین رد المحتار ص۵۵۰ میں ہے و فی شرح التحریر عن شمس الائمۃ الکردری ان تخصیص الشئ بالذکر لا یدل علی نفی الحکم عما عداہ

قولہ ۲۸ اور تفسیر کبیر میں اس آیت کو دو وجہون کے لئے محتمل کیا ہے ایک یہ کہ مراد اس سے

؎۱ کہ ہم بعض معلومات اللہ تعالے معلوم لنبینا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کہتے ہین ۱۲

؎۲ لا شئ من معلومات اللہ تعالے بمعلوم لنبینا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم ۱۲

؎۳ یعنی کل شئ معلوم لنبینا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم ۱۲

؎۴ بعض الاشیا معلوم لنبینا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم ۱۲

Marfat.com

دین کے امور ہین یعنی کتاب اور حکمت اور اُن کے اسرار و حقائق اور دوسرے یہ کہ وعلمك ما لم تکن تعلم سے اولین کے اخبار مُراد ہین اور منافقین کے مکر اور حیلوں پر اطلاع

اقول آپ کی یہ تقریر آپ کے مدعا کو ثابت نہین کرتی اسی تفسیر کبیر اور اسکے سوا اور کتب کثیرہ میں علما اور زرقانی شرح مواہب وغیرہ میں تصریحا بتایا ہو کہ قرآن عظیم ذی وجوہ ہو اور ہر وجہ پر محمول ہو یہ دو وجہین کہ قفال نے اپنے دل سے نکالین یہ بھی محتمل ہین اور اسی محال اطلاق میں داخل ہین جیسے ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار کی تین سو تفسیریں کی گئیں اور وہ سب اسی اطلاق لفظ حسنہ میں داخل ہین ایک دوسرے کی منافی نہ اسقدر زیادت کی نافی مگر لطف تو یہ ہو کہ آپ کا اس عبارت سے استدلال بے مصادرہ علے المطلوب کے پورا نہ ہوگا تعجب تو کیجے گا کہ یہ کیونکر۔ ہان ہم سے سنیے یہ اس لئے کہ آپ لفظ علم امور دینیہ سے علم ماکان و مایکون کی نفی چاہتے ہین اور یہ جبھی صحیح ہو گی کہ ماکان و مایکون کا علم نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو نہ دیا گیا ہو کہ اگر حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو یہ علم دیا گیا تو یہ حضور کے فضائل جلیلہ سے ایک فضیلت ہوئی اور حضور کے معجزات جمیلہ سے ایک معجزہ اور حضور کے فضائل و معجزات قطعاً اعظم امور دینیہ سے ہین اور انکا علم بیشک امور دینیہ کا علم ہے اور امور دینیہ کا علم تم خود تسلیم کرتے ہو تو ضرور حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ علم بھی دیا گیا کہ حضور کو ماکان و مایکون کا علم ہو ہان اگر یہ ثابت ہولے کہ معاذ اللہ حضور کو علم ماکان و مایکون نہین تو البتہ اُس کا علم امور دینیہ سے نہو تاکہ اس عبارت سے استناد صحیح ہونے کے لئے آپ کو اپنے اصل دعوے سے استمداد کی حاجت ہو گی اور یہی مصادرہ علے المطلوب ہو اور فضول و لغو کہ دعوے اگر خارج سے ثابت ہو تو اس عبارت کی کیا حاجت اور ثابت نہیں تو یہ عبارت بھی محض بیکار واجنبی تعجب خیز امر تو یہ ہے کہ آپ خود تحریر فرماتے ہین کہ مراد اس سے دین کے امور ہین اور پھر جا بجا انکار کرتے جاتے ہین کہ حضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو جمیع اشیا کا علم نہ تھا آپ نے جسطرح علم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کم سمجھ لیا ہو اسی طرح دین کے امور کو بھی چھوٹا سا فرض کر لیا ہو ابھی تک آپ کو اتنی تمیز بھی نہین کہ معجزہ دین کے امور مین سے ہو تو آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ

مخالفین کا عذر کہ آیت سے علوم دینیہ مراد ہین اور اس کا جواب

سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک مجلس میں ابتدائے آفرینش سے آخر تک کے احوال کی خبر دینا۔

واصحابہ وسلم کو جمیع معلومات غیبیہ ملکوتیہ کا علم عطا فرمانا بطریق معجزہ کے دین ہی کے امور مین سے ہے چنانچہ اس سے قبل مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف جلد پنجم سے نقل ہو چکا انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من المبدأ والمعاش والمعاد وتیسیر ایراد ذالک کلہ فی مجلس واحد من خوارق العادۃ امر عظیم اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس مین مبدا، اور معاش اور معاد یعنی دُنیا وآخرت سب کی خبر دی اور یہ خوارق عادۃ میں سے ایک امر عظیم ہے بخاری شریف کی ایک حدیث جو مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۵ میں بروایت ابو ہریرہ مروی ہے جسکا یہ مضمون ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ ایک مرتبہ سرور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے مجکو صدقہ فطر کی نگہبانی پر مامور فرمایا بیس اُس طعام صدقہ کی نگہبانی کرتا تھا کہ ایک شخص آکر اُس کھانے مین سے لپ بھر کر لیجانے لگا مین نے اُسکو پکڑ لیا تو اُس نے مجھ سے کہا کہ مین محتاج اور عیالدار سخت حاجتمند ہون مَین نے اُسکو چھوڑ دیا اور صبح کو خدمت اقدس نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم مین حاضر ہوا حضور نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ رات تمھارے قیدی نے کیا کیا مَین نے عرض کیا کہ حضور اُس نے کثرت عیال اور شدت احتیاج کی شکایت کی مجھے رحم آیا مَین نے اُسکو چھوڑ دیا حضور سراپا نور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اُس نے تم سے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئیگا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ مین نے سمجھ لیا کہ بیشک پھر آئے گا اس لئے کہ حضور نے فرما دیا ہے قصہ مختصر اسی حدیث کے تحت مین علامہ علی قاری رحمۃ اللہ مرقاۃ میں تحریر فرماتے ہین

علم غیب حضور کا معجزہ ہے۔

فیہ اخبار النبی بالغیب معجزۃ لہ۔ اب ثابت ہوا کہ علم بالغیب نبی کریم علیہ وعلی آلہ واصحابہ الصلوٰۃ والتسلیم کا معجزہ ہے اب جانب مخالف اپنے دل مین انصاف کریں کہ معجزہ امور دین مین سے ہے اور امور دین کا علم جانب مخالف کو بھی تسلیم ہے۔ رہا آپ کا یہ فقرہ یعنی کتاب اور حکمت اور انکے اسرار وحقائق اس مین بھی تمام علوم آگئے اس لئے کہ جناب حق سبحانہ تعالےٰ کلام اللہ کی شان مین ارشاد فرماتا ہے ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئ یعنی اے محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہم نے تمپر کتاب کو نازل فرمایا کہ جو ہر چیز کا بیان واضح ہے پس جبکہ آپکے

Marfat.com

نزدیک بھی سید عالم اعلم المخلوقات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو کتاب اور حکمت اور اُن کے اسرار و حقائق تعلیم فرمائے گئے تو احاطۂ علم نبوی سے کونسی شے باہر رہگئی نہ معلوم آپ نے تفسیر کبیر کی عبارت کیون نقل فرمائی۔

قولہ ۸ اور اس تفسیر کے ضمن مین اور دُو فائدے حاصل ہوئے ایک علم کی غایت درجہ کی فضیلت دوسرے یہ کہ حق تعالےٰ نے کسی مخلوق کو سوائے قدر قلیل علم کے نہین عطا فرمایا۔

اقول تسلیم کہ کسی مخلوق کو حق تعالےٰ نے قدر قلیل علم کے سوا نہین عنایت فرمایا جیسا کہ آیۂ کریمہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا ۹ اسپر دال ہے اور سب کا علم جناب باری تعالےٰ کے علم کے سامنے قلیل ہے جیسا کہ ابتدائے رسالۂ ہذا مین مذکور ہو چکا لیکن علم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اگرچہ بمقابلہ علم الٰہی کے قلیل ہو مگر بجائے خود ایسا وسیع ہے کہ کوئی شے اُس کے احاطہ سے خارج نہین۔ چنانچہ اسی تفسیر کبیر کی اُس عبارت میں جو آپ نے نقل کی ہے اسطرف اشارہ ہے وسمی جمیع الدنیا قلیلا حیث قال قل متاع الدنیا قلیل اس سے ظاہر کہ نعیم آخرۃ کے سامنے تمام دُنیا کی متاع بھی قلیل ہے اسی طرح جناب حق سبحانہ کے علم کے سامنے تمام مخلوقات کا علم قلیل ہے لیکن جسطرح کہ ہم اپنے نزدیک تمام دُنیا کو قلیل نہیں پاتے اسی طرح تمام مخلوقات کا علم بھی ہمارے نزدیک قلیل نہین اگر ہم اُس کو فی نفسہٖ قلیل جانین تو بڑی حماقت ہے۔ اس کی مثال یون سمجھیے کہ ایک بادشاہ نے اپنے وزیر کو خوش ہو کر ہزار گاؤں عطا کیے تو بادشاہ کی سلطنت اور دولت کے سامنے تو کچھ نہین یہ سب گاؤن نہایت ہی قلیل ہین مگر مفلس تہیدست سے پوچھیے جس نے پیسون کے سوا کبھی روپیہ دیکھا ہی نہین وہ تو ہزار گاؤں کو متاع سلطنت سمجھے گا اور تعجب سے کہیگا کہ بادشاہ نے ہرگز وزیر کو ہزار گاؤں نہ دیئے ہونگے ورنہ وزیر بادشاہ سے کس بات میں کم رہا اُسے ہرچند سمجھایئے کہ بادشاہ کے سامنے ہزار گاؤن کیا چیز ہین اور وزیر کو ہزار گاؤن ملنے سے بادشاہ کی ہمسری نہین ممکن مگر اُسی نے تو دیے ہین وہی تو سمجھے ہے یہ خیال کرنا چاہیے کہ اگر اللہ تعالیٰ اجل شانہ نے رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء کے علوم تعلیم فرمائے تو باقی کیا رہگیا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اللہ جل شانہ برابر ہو گئے معاذ اللہ جملہ اشیاء

تمام مخلوقات کا علم باری تعالےٰ کے علم کے سامنے قلیل ہے۔

جملہ اشیاء کے علوم آسمانوں زمینوں کے غیوب بحر علم الٰہی کا ایک قطرہ ہین ۔

کے علوم اور تمام آسمانوں اور زمینوں کے غیوب اللہ جل شانہ کے علم کے سمندر کا ایک قطرہ
ہین علامہ شہاب الدین خفاجی حواشی بیضاوی میں طیبی سے ناقل ہین ان معلومات
اللہ تعالیٰ لا نہایۃ لہا وغیب السموات والارض وما یبدونہ وما یکتمونہ قطرۃ منہا
یعنی اللہ جل شانہ کے معلومات کی کوئی نہایت نہین اور آسمانون اور زمینون کے غیب اور
جو ظاہر کرتے اور چھپاتے ہین یہ سب تو علم الٰہی کا ایک قطرہ ہین ہمارے مخالفین یہ سمجھتے
ہین کہ اگر تمام اللہ تعالےٰ نے کسی کو تعلیم فرما دیا تو وہ اللہ تعالےٰ کی برابر ہو گیا ۔ برابر کیا
معنے یہ تو اس کے علم کے سمندر کا ایک قطرہ ہے ابھی تک علم الٰہی کی وسعت بھی معلوم نہ تھی اب
ذرا آنکھیں کھلیں گی پھر اُن عقلمندون سے پوچھو کہ اگر اللہ جل شانہ حضرت محمد مصطفےٰ

تمام مخلوقات کے علم کا بمقابلہ انبیاء اور جملہ انبیاء کے علم کا بمقابلہ سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور سب کے علم بمقابلہ علم باری تعالےٰ کے قلیل ہونا ۔

صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو تمام آسمانوں اور زمینون کے غیوب تعلیم فرماوے تو یہ اُسکی علم کا
ایک قطرہ ہو اُس کے علم کے سامنے قلیل ہو یا نہین لیکن بجائے خود ہرگز قلیل نہین تفسیر
مدارک التنزیل میں ہو ان حی بن اخطب قال فی کتابکم ومن یؤت الحکمۃ فقد
اوتی خیرا کثیرا ثم تقرؤن وما اوتیتم من العلم الا قلیلا فنزلت قل لو
کان البحر مدادا لکلمت ربی الآیہ یعنی ان ذلک خیر کثیر ولکنہ قطرۃ من بحر
کلمات اللہ تعالیٰ الخ حیی ابن اخطب نے کہا کہ تمہاری کتاب یعنی قرآن پاک مین ہو کہ
جسکو حکمت دی گئی خیر کثیر دی گئی پھر تم یہ بھی پڑھتے ہو کہ تمہین علم نہ دیا گیا مگر تھوڑا تو یہ
آیت نازل ہوئی قل لو کان البحر مدادا لکلمت ربی لنفد البحر الآیہ خلاصہ یہ کہ یہ خیر کثیر
تو بیشک ہو لیکن اللہ جل شانہ کے کلمات کے سمندر کا ایک قطرہ ہو اب خوب ظاہر ہو گیا کہ یہ علم
بیشک کثیر اور اللہ جل شانہ نے خود کثیر فرما دیا لیکن اللہ جل شانہ کے علم کا ایک قطرہ ہو اور
اس کے سامنے قلیل تفسیر روح البیان ص ۳۴۵ میں ہو قال شیخنا العلامۃ
ابقاہ اللہ بالسلامۃ فی الرسالۃ الرحمانیۃ فی بیان الکلمۃ العرفانیۃ علم الاولیاء من علم
الانبیاء بمنزلۃ قطرۃ من سبعۃ ابحر وعلم الانبیاء من علم نبینا محمد صلی اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم بھذہ المنزلۃ وعلم نبینا من علم الحق سبحانہ بھذہ المنزلۃ انتہی
ہمارے شیخ علامہ نے رسالۂ رحمانیہ مین فرمایا کہ اولیا کا علم انبیاء کے علم سے وہ نسبت

Marfat.com

رکھتا ہی جو ایک قطرہ کو سات سمندرون سے ہوتی ہی اور انبیاء کا علم ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ علیہ وسلم کے علم سے یہی نسبت رکھتا ہی الغرض تمام مخلوقات کے علوم کا بمقابلہ باری تعالیٰ قلیل ہونا مسلم اور فریق مخالف کو اس سے کچھ فائدہ نہیں اس لئے کہ وہ قلیل بھی کثیر ہو کر اس کے مدعائے باطل کا خون کرنے مین دریغ نہین کرتا پس اگرچہ علم سرور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم الٰہی کے سامنے قلیل ہے مگر قطع نظر اس تقابل کے وہ علم عظیم ہے اور تمام ماکان ومایکون الی یوم القیمۃ کو حاوی۔ جانب مخالف نے تفسیر کبیر کے بعض الفاظ کا خلاصہ نہ لکھا جو ان کو مفر تھا دیانت سے بعید ہی اب اس آیت کی تفسیرین نقل کرتا ہوں تاکہ خوب واضح ہو جائے کہ معترض کسقدر خلاف صواب ہین تفسیر بیضاوی من خفیات الامور ومن امور الدین والشرائع تفسیر مدارک (وعلمک مالم تکن تعلم) من امور الدین والشرائع ومن خفیات الامور وضمائر القلوب تفسیر خازن (وعلمک مالم تکن تعلم) یعنی من احکام الشرائع وامور الدین وقیل علمک من علم الغیب مالم تکن تعلم وقیل معناہ وعلمک من خفیات الامور واطلعک علی ضمائر القلوب وعلمک من احوال المنافقین وکیدھم مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما یعنی ولم یزل فضل اللہ علیک یا محمد عظیما ان عبارات کا خلاصہ یہ ہی کہ سرور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو جناب حق سبحانہ تعالےٰ نے اپنے فیض عظیم سے احکام شرع اور امور دین اور علوم غیب اور خفیات امور اور ضمائر قلوب وغیرہا جنکو ابتک حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نہین جانتے تھے تعلیم فرمائے اور یہ اسکا فضل ہے اور تمپر اے محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اس کا فضل ہمیشہ رہے گا۔

تفسیر حسینی میں ہی وعلمک مالم تکن تعلم آنچہ نبودی کہ بخود بدانی از خفیات امور و مکنونات ضمائر وجمہور گفتہ اند کہ آن علم است بر ربوبیت حق سبحانہ وجلال او وشناختن عبودیت نفس وقدر حال او و در بحر الحقائق میفرماید کہ آں علم ماکان ومایکون است کہ حق سبحانہ تعالیٰ درشب اسریٰ بدان حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرمودہ چنانچہ در احادیث معراجیہ آمدہ است کہ در زیر عرش قطرہ در حلق من ریختند فعلمت ماکان ومایکون پس دانستم آنچہ بود وآنچہ خواہد بود حاصل یہ کہ خفیات اور اد

مکنونات ضمائر جو تم نہ جانتے تھے ہمنے تعلیم فرمائے اور جمہور مفسرین نے کہا ہی کہ وہ ربوبیت
وجلال حق کا جاننا اور اپنے نفس کی عبودیت اور اس کی قدر حال کا پہچاننا ہے اور
بحر الحقائق مین فرماتے ہین کہ وہ علم ماکان اور مایکون کا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے شب
معراج مین آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو عطا فرمایا۔ چنانچہ احادیث
معراجیہ میں آیا ہے کہ عرش کے نیچے ایک قطرہ میرے حلق میں ٹپکایا گیا کہ اس کے وفور
فیضان سے ماکان اور مایکون یعنی گذشتہ اور آئندہ کے سب امور کا عالم ہو گیا۔ اس کے
بعد جانب مخالف نے کریمہ وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس
ویکون الرسول علیکم شہیدا کہ جس سے امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جناب
سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قیامت میں دوسری امتوں پر گواہ ہونا ثابت ہی اور مفسرین
نے وسعت علم نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اس کے تحت مین بیان کی ہے اسکی نسبت یہ لکھا ہی
قولہ اگر اس آیہ کریمہ کا وہی مطلب ہی جو زید کا اجتہاد ہی تو لازم آتا ہی کہ زید جس نے آیت
کے ترجمہ میں ایک زمانہ خامہ فرسائی کی مگر نصیب نے یاوری نہ کی علام الغیوب ہو جائے **قولہ**
جانب مخالف کا یہ منشا ہی کہ اگر شہید کا لفظ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی وسعت
علمی پر دال ہو تو یہی لفظ لتکونوا شہداء میں تمام امتیان مصطفے صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلی
آلہ واصحابہ وسلم کے لئے استعمال کیا گیا ہی۔ وہان بھی اگر تمام امتیون کے وسعت علم پر دال ہو تو
لازم آئیگا کہ سب عالم ماکان و مایکون ہون۔ جانب مخالف کی اس شبہہ کا **جواب یہ ہی** کہ یہ سب
جانب مخالف کا قیاس ہی اور قیاس اس زمانے والون کا خود جانب مخالف کی نزدیک ناقابل
اعتبار نہ آیت کا یہ مطلب نہ مفسر کا قول سب سے پہلے تفسیر قرآن ہاتھ میں لیجیے اور اس سے دریافت
کر لیجیے کہ اس آیہ مین وسعت علم نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر دلالت ہی یا نہین ملاحظہ ہو تفسیر معالم
التنزیل کہ رئیس محی السنۃ امام بغوی رحمۃ اللہ نے اس آیت کے تحت مین یہ حدیث ابو سعید خدری
رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی ہی قال قام فینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوما
بعد العصر فما ترک شیئا الی یوم القیمۃ الا ذکرہ فی مقامہ ذلک حتی اذا کانت الشمس
علی رؤس النخل واطراف الحیطان قال اما انہ لم یبق من الدنیا فیما مضی منہا

آیۂ ویکون الرسول علیکم شہیدا پر جانب مخالف کا اعتراض اور اس کا جواب۔

آیۂ ویکون الرسول علیکم شہیدا کی بحث۔

Marfat.com

الا کما بقی من یومکم هذا الحدیث خلاصہ یہ ہی کہ ابو سعید رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ
حضرت نے ایک روز عصر کے بعد ہم مین کھڑے ہو کر قیامت تک ہونیوالی چیزین سب ہی
بیان کردین اور کوئی چیز چھوڑ ندی یہانتک کہ جب دہوپ کھجورون کی چوٹیوں اور دیوارون
کے کنارون پر پہنچی تو فرمایا کہ دنیا کے احوال مین سے صرف اسقدر باقی رہگیا جتنا دن باقی رہگیا
ہے امام بغوی رحمہ اللہ کا اس حدیث شریف کو اس آیہ شریفہ کے تحت میں لانا صاف بتارہا ہے
کہ آیہ شریفہ میں نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی وسعت علمی مذکور ہے جب تفسیر سے یہ ثابت ہوا کہ
یہ آیت علم نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم پر دال ہے تو ایک ایسے شخص کے قیاس پر کیا توجہ کیجائے
جو آیت کی تفسیر سے غافل ہی ۔غرضکہ جب ہمارا مدعا آیت سے اور تفسیر حدیث سے ثابت پھر کسی منکر کا
اعتراض قابل سماعت نہین لیکن پھر بھی ہم اُسکی طرف توجہ کرتے ہین جاننا چاہئے کہ صحت
شہادت کے لئے شاہد کو مشہود علیہ پر علم یقینی ہونا چاہئے اور یہ بواسطہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم
کے اُمّت کو حاصل اور اُس جناب کی بدولت الکا یقین کامل ۔یہی جواب جو جانب مخالف
پر پیش کیا گیا انشاء اللہ العزیز روز شہادت اُن اُمتوں پر پیش کیا جاویگا جو تبلیغ انبیا کا انکار
کرینگی چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے تفسیر عزیزی مین تحریر فرمایا ہی ۔ولہذا
چوں امم دیگر در مقام رد شہادت ایشاں خواہند گفت کہ شما ازچہ رو شہادت مید ہید حال آنکہ
در وقت ما نبود ید و حاضر واقعہ نشد ید ایشان جواب خواہند گفت کہ ما را خبر خدا بوساطت پیغمبر
خود رسید دنزد ما در افادۂ یقین بہتر از دیدن و حاضر شدن گردید و در شہادت علم یقینی بہ مشہود
علیہ می باید بہر طریق کہ حاصل شود تعجب ہی کہ جناب مخالف نے آنحضرت سراپا رحمت صلی اللہ تعالے
علیہ وسلم کو جملہ اُمت محمدیہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی برابر سمجھ لیا اور کچھ فرق نہ کیا شہادت کا
لفظ جب اُمّت کی طرف منسوب دیکھا اور پھر اسی کو صاحب اُمّت کی صفت پایا فوراً ہم مرتبہ
برابر سمجھ لیا اور یہ کچھ خیال نہ کیا کہ اُمّت کا علم تعلیم نبی کریم سے ہے اور نبی صلے اللہ تعالے
علیہ وسلم کا علم تعلیم الٓہی سے پھر منصب رسالت کے لائق کہ جس سے تمام عالم کا نظام متعلق اور
یہ رتبہ عبدیت کے موافق جو فقط اپنی اصلاح کے لئے ہے اس شہادت پر پھر نبی کریم صلی اللہ
تعالے علیہ وسلم کی شہادت ضروری جیسا کہ ارشاد ہوا ۔ویکون الرسول علیکم شہیدا یہ شہادت

Marfat.com

خود ہی کافی جو اور کسی دوسری شہادت کی محتاج نہین. ان سب سے قطع نظر کیجیے اور یہ غور فرمائیے کہ ایک ہی لفظ کے معنی ہر شخص کی نسبت سے ایک ہی ہونے ضرور نہین بلکہ کبھی ایک لفظ کے معنے ایک شخص کی نسبت سے کچھ ہوتے ہین اور دوسرے کی نسبت سے کچھ اور چنانچہ صلوٰۃ اور ہدایت وغیرہا الفاظ مختلف موقع پر مختلف معانی ہین مستعمل ہوتے ہین اور اُنکی بھی کوئی تخصیص نہین بلکہ تمام الفاظ مختلف مواقع پر مختلف معانی ہیں مستعمل ہوتے ہین۔ کریمہ و مکر اللہ میں ایک ہی لفظ مکر ہے جو ایک جگہ کفار کے لئے اور دوسری جگہ حق تعالے کے لئے استعمال کیا گیا ہے اور ایک جگہ معنی کچھ ہین اور دوسری جگہ کچھ اور حضرت یونس علیہ السلام اور حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت کلام اللہ مین لفظ ظلم وارد ہے فرمایا لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین وقولہ تعالیٰ ربنا ظلمنا انفسنا ان دونون مقاموں میں ظلم بمعنی ترک اولیٰ ہی شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنی تفسیر مین فرماتے ہین۔ مذاق جمہور اہل تفسیر آنست کہ ظلمی کہ باین ہر دو بزرگ بخود نسبت فرمودہ اند ظلم حقیقی نبود بلکہ ترک اولی. دوسری آیت لا ینال عہد الظالمین میں ظلم کے معنی حقیقی جو فسق ہین مُراد ہین چنانچہ یہی شاہ صاحب رحمہ اللہ اسی تفسیر مین آیہ لاینال عہدی الظالمین کی نسبت فرماتے ہین درآین مراد ظلم حقیقی است کہ فسق است غرضکہ ایک جگہ ایک لفظ سے کچھ مراد ہوتی ہے اور دوسری جگہ کچھ اور اسی لفظ شہادت کو نہ دیکھ لیجئے کہ یہان اُمّت کے لئے بمعنی گواہی مستعمل ہوا اور واللہ علےٰ کل شیٔ شہید بمعنی علیم کے. اگر جانب مخالف کے قاعدہ کے بموجب لفظ شہید بمعنی علیم ہو ہی نہ سکے تو اس آیت سے اللہ جل شانہ کا علیم ہونا بھی ثابت نہ ہوسکیگا معاذ اللہ تعلیم پس جانب مخالف کو یہ خیال کرلینا تھا کہ جائز ہے کہ اُمّت کی نسبت جو لفظ شہادت مستعمل ہو وہ اور معنی مین ہوا اور سرور اکرم کی نسبت جو مستعمل ہوا وہ علم کے معنی میں ہو جیسا کہ مفسرین نے فرمایا ہی حضرت مولانا مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی جنکو جانب مخالف معتبر اور بزرگ سمجھتے ہین اسی آیت کی تفسیر مین فرماتے ہین بلکہ بعنوان گفتہ کہ شہادت دریجا بمعنی گواہی نیست بلکہ بمعنی اطلاع و نگہبانی است تا از جادۂ حق بیرون نرود چنانچہ واللہ علیٰ کل شیٔ شہید و در مقولہ حضرت عیسیٰ کہ کنت علیہم شہیدا مادمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب

علیھم وانت علےٰ کل شیٔ شھید وچون این نگہبانی واطلاع طریق تحمل شہادت است وتحمل شہادت برائی ادائے شہادت میباشد و در احادیث این شہادت را بگواہی روز قیامت تعبیر فرمودہ اند بیانا للحاصل المعنے لا تفسیر اللفظ پس اب بخوبی ظاہر ہوگیا کہ لفظ شہادت جو اُمت مرحومہ کے لئے استعمال فرمایا گیا ہے گواہی کے معنی میں ہی جیسا کہ اوپر تفسیر سے نقل کیا گیا ہی اور اس موقع پر کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی نسبت ارشاد ہوا ہی اطلاع اور نگہبانی کے معنی میں ہے چنانچہ واللہ علےٰ کل شیٔ شہید اور کنت علیھم شہیدا مین کلام اللہ مین بھی اسی معنی مین استعمال ہوا ہے چونکہ نگہبانی اور اطلاع طریق تحمل شہادت کو روز قیامت کی گواہی سے تعبیر فرمایا اور یہ حاصل معنی کا بیان ہی اور نہ الفاظ کی تفسیر پس زید کا مدعا بخوبی ثابت ہوگیا اور جانب مخالف کو کوئی محل اعتراض نہ رہا۔

ثانیاً۔ جانب مخالف کو یہ بھی معلوم نہین کہ مفسرین نے آیہ شریفہ وکذٰلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علے الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا سے کیا مراد لی ہے اس لئے کہ اُن کا یہ خیال ہے کہ شہید دونون جگہ ایک ہی معنی مین ہے اور جہان اُمت کے لئے ارشاد ہوا ہے اُس سے تمام اُمت مراد ہے پس اگر ہم اس موقع پر جانب مخالف کے فرمانے کے بموجب فرض بھی کر لین کہ لفظ شہید دونوں ایک ہی معنی کے لئے ہے تو بھی اُن کا مقصود ثابت نہ ہوسکیگا اس لئے کہ تمام اُمت اول سے آخر تک سب کا گواہ ہونا مراد نہین ہے جو جانب مخالف یہ اعتراض کرسکے کہ سب کے لئے علم غیب کا ثبوت لازم آئے گا بلکہ یہان اُمت سے مہاجرین اولین اور انصار سابقین یا علما مجتہدین مُراد ہین کہ جن کا اجماع خطا پر ممکن نہین وہ حضور رب العالمین مین شہادت کے لئے منظور فرمائے گئے ہین اللھم ادخلنا فی زمرتھم واحشرنا معھم چنانچہ شاہ صاحب موصوف اسی تفسیر میں فرماتے ہین۔ و در اینجا تقریرے است بغایت دلچسپ کہ از بعضے قدمائے مفسرین منقول شدہ و از اکثر اشکالات مذکورہ نجات میدہد حاصلش آنکہ در وکذٰلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا مخاطب کسانے اند کہ نماز بسوئے قبلتین گذاردہ اند یعنی مہاجرین اولین و انصار سابقین کہ در علو

اجماعِ امت خطا پر ممکن نہین۔

لیکن اگر درینجا تمام امّت را از اول تا آخر اعتبار کنیم فائدہ تکلیف برہم میگردد. زیرا کہ بعد از انقضاء
تمام امّت ہیچکس باقی نخواہد ماند کہ قول ایشان بروے حجت تواند شد پس معلوم شد کہ مراد
اہل ہر زمانہ اند وچون اہل ہر زمانہ مخلوط می باشد عالم وجاہل وصالح وفاسق ہمہ درآنہا
موجود می شوند بقرائن عقلیہ معلوم شد کہ اعتبار بہ گفتہ علمائے مجتہدان متدین است نہ غیر ایشان
بہرحال اجماع ایشان بر خطا ممکن نیست والا این امت خیار وعادل نباشد ودرمیان ایشان
دائم دیگر فرقے نماند واین شرفی است عظیم کہ این امّت را بہ تخصیص اجماعیہ حکم پیغمبر دادہ اند چنانچہ حکم
پیغمبر معصوم از خطا واجب القبول است ہمچنان حکم این امّت باجماع معصوم از خطا واجب القبول

اس عبارت سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ تمام امّت اوّل سے آخر تک مراد نہیں بلکہ کبرائے امّت مراد
ہیں پس ہمکو تسلیم کہ کبرائے امّت کو بھی امور غیب پر اطلاع فرمائی جاتی ہے اور یہی عقیدہ اہل
سنّت کا ہے البتہ معتزلی انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سوائے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
کسی ولی کو علم حاصل نہیں زرقانی شرح مواہب لدنیہ جلد ۷ صفحہ ۲۲۸ میں ہے قال فی لطائف المنن
اطلاع العبد علی غیب من غیوب اللہ تعالیٰ بنور منہ بدلیل خبر اتقوا فراسۃ المؤمن
فانہ ینظر بنور اللہ لا یستغرب وھو معنی کنت بصرہ الذی یبصر بہ فمن کان الحق
بصرہ فاطلاع علی غیب اللہ لا یستغرب واقعی امر یہ ہے کہ حسب مضمون حدیث شریف
پروردگار جس کی بینائی ہو اس کا غیب پر مطلع ہونا کیا بعید ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ
زبدۃ الاسرار میں حضرت محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی رح کا ارشاد نقل فرماتے ہیں قال
رضی اللہ عنہ یا ابطال یا اطفال تعلموا وخذوا عن البحر الذی لا ساحل لہ
وعزۃ ربی ان السعداء والاشقیاء یعرضون علی وان بؤبؤۃ عینی فی اللوح المحفوظ
انا غائص فی بحار علم اللہ اب بفضلہ تعالیٰ وکرمہ اس عبارت سے ثابت ہوگیا کہ سعدا اور
اشقیا اولیا پر پیش کئے جاتے ہیں اور ان کی آنکھ کی پتلی لوح محفوظ میں رہتی ہے اور وہ
اللہ تعالیٰ کے علم کے دریا میں غوطہ زن رہتے ہیں مولانا جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس
میں حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمہ اللہ سے نقل فرماتے ہیں۔

حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ والرضوان گفتہ اند کہ زمین در نظر این طائفہ چون سفرہ ایست

غوث اعظم کا ارشاد کہ لوح محفوظ میرے سامنے ہے اور میں علم الٰہی کے سمندر میں غوطہ زن ہوں۔

Marfat.com

دمامیگوییم چون روئے ناخنے است ہیچ چیز از نظر ایشان غائب نیست یعنی حضرت عزیزان رحمہ اللہ تعالےٰ یہ فرماتے ہین کہ زمین اولیاء کے گروہ کے سامنے ایک دسترخوان کی شکل ہے اور حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند فرماتے ہین کہ ہم کہتے ہین کہ روئے ناخن کی شکل ہے اور کوئی چیز انکی نظر سے غائب نہین امام انام حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فقہ اکبر مین اور شیخ جلال الدین سیوطی نے **جامع کبیر** میں حارث بن مالک اور حارثہ بن نعمان انصاری سے اور طبری اور **ابو یعلیٰ** نے حارث ابن مالک انصاری سے روایت کی ہے۔ قال مررت بالنبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال کیف اصبحت یا حارث قال اصبحت مومنا حقا فقال انظر ما تقول فان لکل شیٔ حقیقۃ وما حقیقۃ ایمانک قلت قد عرفت نفسی عن الدنیا واسھرت لذلک لیلی واظمأت نھاری وکانی انظر الی عرش ربی بارزا وکانی انظر الی اھل الجنۃ یتزاورون فیھا وکانی انظر الی اھل النار یتضاغون وفی روایۃ یتعاوون فیھا فقال یا حارث عرفت فالزم قالھا ثلثا وفی روایۃ ابن عساکر قال علیہ السلام مومن نور اللہ قلبہ عرفت فالزم اور اسی قصہ کو مولانا **جلال الدین** رومی رحمۃ اللہ نے **مثنوی معنوی** مین نظم فرمایا ہے

جو بطریق اختصار اس مختصر مین نقل کیا جاتا ہے۔ وھو ھذا۔

گفت پیغمبر صباحے زید را — کیف اصبحت اے رفیق باصفا
گفت عبداً مومنا باز وش گفت — کو نشان از باغ ایمان گر شگفت
گفت تشنہ بودہ ام من روزہا — شب نخفتم من ز عشق و سوزہا
تا ز روز و شب جدا گشتم چنان — کہ ز اسپر بگذرد نوک سنان
کہ ازان سو جملہ ملت یکے ست — صد ہزاران سال و یکساعت یکیست
ہست ازل را و ابد را اتحاد — عقل راہ نیست الا افتقاد
ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من — ہست پیدا ہمچو بت پیش شمن
یک بیک وا می شناسم خلق را — ہمچو گندم من ز جو در آسیا
کہ بہشتی کہ و بیگانہ کی ست — پیش من پیدا چو مور و ماہی است
من بگویم یا فرو بندم نفس — لب گزیدش مصطفےٰ یعنی کہ بس

اولیاء کے سامنے زمین ایسی ہے جیسے ناخن۔

بابا صاحب کی روایت کہ حضرت نے فرمایا کہ میں عرش الٰہی کو دیکھتا ہوں اور جنتی اور دوزخی میری نظر کے سامنے ہیں۔

Marfat.com

اب ثابت ہوا کہ اطلاع غیب سوائے انبیاء کے اکابر امت کو بھی عنایت الٰہی سے میسر ہوتی ہے چنانچہ جب سید کائنات سرور موجودات صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اے زید تمنے کس حال مین صبح کی۔ عرض کیا کہ اس حال مین کہ عبد مومن تھا فرمایا حقیقۃ ایمان کا کیا نشان رکھتے ہو عرض کیا کہ مین نے اپنے نفس کو دنیا سے پھیر لیا راتوں عشق مین جاگا دنوں بھوکا پیاسا رہا اب گویا کہ مین اپنے رب کے عرش کو ظاہر دیکھتا ہون اور اہل جنت اور اہل دوزخ کو پہچانتا ہون اور یہی مولانائے رومؒ اسی مثنوی میں فرماتے ہین ۵

لوح محفوظ است پیش اولیاء از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

اور امام شعرانی کبریت احمر مین فرماتے ہین۔ واما شیخنا السید علی الخواص رضی اللہ تعالٰی عنہ فسمعتہ یقول لا یکمل الرجل عندنا حتی یعلم حرکات مریدہ فی انتقالہ فی الاصلاب وھو نطفۃ من یوم الست بربکم الی استقرارہ فی الجنۃ او فی النار یعنی ہمارے شیخ سید علی خواص رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک تو آدمی جب تک کامل نہین ہوتا جبتک اُسکو اپنے مرید کی حرکتین اس کے آباء کی پیٹھ میں نہ معلوم ہون یعنی جب تک یہ نہ معلوم نہ کرے کہ یوم الست سے کس کس کی پیٹھ مین ٹھہرا اور اس نے کس وقت حرکت کی یہانتک کہ اس کے جنت یا دوزخ میں قرار پکڑنے تک کے حالات جانے قصیدۂ غوثیہ میں حضرت پیران پیر دستگیر حضرت محبوب سبحانی سیدنا الشیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہین۔ ۵

نظرت الی بلاد اللہ جمیعا کخردلۃ علی حکم اتصال

جب اللہ کے اولیاء کو تمام بلاد اللہ مثل رائی کے دانے کے معلوم ہون تو اگر جانب مخالف کا قول تھوڑی دیر کے لئے تسلیم بھی کر لیا جائے در لفظ شہادت کے دونون جگہ ایک ہی معنی میں لیا جائے تو بھی کچھہ مضائقہ نہین اس لئے کہ جب کبرائی امت گواہ ٹھہرے اور انکو یہ اطلاع غیب لعطائے عالم حقیقی میسر تو اگر شہادت کا لفظ ان حضرت کے لئے بھی ثبت علم ہوگا تو بیشک حق اور بجا ہو۔ اب جانب مخالف کو ذرا چون وچرا کا موقع نہین تسلیم کرین یا خاموش رہین اس کے بعد جانب مخالف نے کریمہ وما ھو علی الغیب بضنین کی طرف توجہ

اولیا کا علم جو اپنے مریدون کے اصلاب آبا میں منتقل ہونیکو ملاحظہ فرماتے ہیں۔

آیا وما ہو علی الغیب بضنین کی بحث۔

۵ یعنی یہ قول کہ اگر لفظ شہادت سرور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علم کو ثابت کرتا ہو تو امت کے علم کو بھی ثابت کریگا۔ ۱۲

فرمائی ہے اور اسمیں اختلاف قرأت اور اختلاف مرجع ضمیر ہو کو محض بے فائدہ نقل کیا ہی یہ ہم کو قطعاً مضر نہیں۔ نہ اس سے انکا مدعا ثابت نہ ہمارے مدعا کو نقصان بلکہ وہ ہمارے موئد ہے اس لئے کہ اگر جانب مخالف کی مرضی کے موافق ظنین ظا سے مان لین تو جانب مخالف کے نزدیک آیت کے یہ معنی ہونگے کہ آن حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم غیب کی بات بتانے پر متہم نہیں کہ بغیر علم کہدیں کہ مجھکو یہ علم ہے۔ یہ تہمت کسی کی آپ پر نہیں لگ سکتی پس جانب مخالف کی اس تقریر سے یہ ہرگز نہیں ثابت ہو سکتا کہ آن حضرت کو امور غیب کا علم اللہ نے مرحمت نہ فرمایا تھا۔ بلکہ اس سے یہی ظاہر ہے کہ آپ کو علم تھا اور اسی وجہ سے آپ پر بغیر علم کہدینے کی تہمت نہیں لگ سکتی اور اگر جانب مخالف کی رائے کے موافق ہو کا مرجع قرآن ہو تو بھی کچھ مضر نہیں بلکہ ہمارا ہی مدعا ثابت ہی اس لئے کہ کلام اللہ میں جمیع اشیاء کا علم ہی چنانچہ ارشاد فرمایا ونزلنا علیك الكتاب تبيانا لكل شيء یعنی اے محمد صلی اللہ تعالے علیہ وسلم ہم نے تمپر کتاب نازل فرمائی جو ہر چیز کا بیان واضح ہے اور یہ مسلم کہ حضرت اس کے عالم تو بیشک جمیع اشیاء کے عالم ہوئے نہ معلوم کہ اس آیۃ کے متعلق جانب مخالف نے کیون بحث کی جبکہ وہ اس سے اپنے مدعا کے موافق ایک حرف نہ ثابت کر سکے البتہ اپنے خلاف مدعا کو تائید کی ہم اُنکی اس عنایت کے ممنون ہین۔ ایسے ہی جانب مخالف نے آیۃ شریفہ وما كان الله ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء کے متعلق بھی وہ بے فائدہ تقریر کی ہے جس سے اُنکے مُدعا کو کچھ ربط نہیں بلکہ خلاف مُدعا ثابت ہوتا ہے۔ کسی مفسر کا یہ کہدینا کہ فيوحى اليه ويخبره ببعض المغيبات نقص علم آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم پر ہرگز دال نہیں اس لئے کہ جائز ہے کہ ایام نزول وحی مین وقتاً فوقتاً بعض بعض مغیبات پر مطلع فرمایا جاتا ہو اور جب تمام کلام اللہ نازل ہو چکا تو تمام اشیاء پر اطلاع ہو گئی ہو چنانچہ تبيانا لكل شيء تمام کلام اللہ کی صفت ہی نہ بعض کی پس جائز ہے کہ ایام نزول قرآن شریف میں بعض بعض مغیبات کا جتنا کلام اللہ اترتا تھا علم ہوتا ہو۔ اس سے یہ لازم نہیں کہ تمام کلام اللہ کے نزول کے بعد بھی آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو جمیع اشیاء کا علم نہ ہوا ایک۔ دوسرے یہ کہ تفسیر میں نفی کا کونسا لفظ ہی

وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب

یا جانب مخالف ثبوت شے کو نفی ما عدا جانتے ہین اہل علم کے نزدیک کسی طرح اس عبارت سے حضور کے عدم علم یا نقص علم پر استدلال ممکن نہین مگر جانب مخالف تو بحکم الغریق یتشبث بالحشیش تنکے کا سہارا ڈھونڈتے ہین اور عبارات اثبات کو نفی کی برہان سمجھتے ہین ؎

کچھ ایسی سمائی ہے آنکھون مین اُن کی   جدہر دیکھتے ہین نفی ہی نفی ہے ع

آنچہ پیدا می شود از دور پندار دنفی است علاوہ برین جمیع اشیاء بے شبہ غیوب کا بعض ہین تو جبکو حق تعالے جمیع اشیاء کا علم مرحمت فرمائے کہہ سکتے ہین کہ اُس کو بعض غیوب کا علم ہے سلیقہ بھی تو درکار ہے تاکہ یہ سمجھ مین آسکے کہ بعض غیوب جمیع اشیاء کے منافی نہین ؎

ہنوز طفلی واز نوش و نیش بیخبری   زعلم غیر چہ از جہل خویش بے خبری

ہنوز جناب کو یہ خبر نہین کہ بعض غیوب جمیع اشیاء سے وسیع ہو سکتے ہین کیونکہ جمیع اشیاء متناہی اور غیوب غیر متناہی اور نیز ہم خوب اچھی طرح ثابت کر آئے ہین کہ مفسرین کا نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی نسبت بعض غیب یا اُس کی مثل اور کوئی لفظ لکھنا اس عظمت کے منافی نہین اس لئے کہ وہ بہ نسبت علم الٰہی کے لکھتے ہین اور بیشک تمام آسمانون اور زمینوں کے غیوب جناب باری عز اسمہ کے علم کا ایک قطرہ ہین اور تمام مخلوق کا علم اُس کے مقابلہ مین قلیل چنانچہ ارشاد ہوا وما اوتیتم من العلم الا قلیلا ۹ چونکہ ابتدا رسالہ ہذا مین اس مطلب پر کافی بحث کر چکا ہوں۔ اس لئے یہاں چھوڑتا ہون یہی صاحب روح البیان جن سے آپ نے بعض کا لفظ نقل کرکے اپنے مدعا کو جو اس سے کوسون دور ہے ثابت کرنا چاہا ہے اسی تفسیر روح البیان کی جلد سادس صفحہ ۳۴ مین فرماتے ہین وکذ اصاد علمہ محیطا بجمیع المعلومات الغیبیۃ الملکوتیۃ کما جاء فی حدیث اختصام الملئکۃ اس عبارت سے صریح ہے کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا علم جمیع معلومات غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہے پھر کیا انہی صاحب روح البیان نے اس علم سے انکار کیا ہے۔ نہین نہین۔ ہرگز نہین۔ آپ سے اُس عبارت کے سمجھنے مین خطا ہوئی۔ اب یہ بھی ملحوظ رہے کہ اسی آیۃ ماکان اللہ کے شان نزول میں محی السنۃ امام بغوی نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر میری اُمت کی صورتین پیش کی گیئن جیسے کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھیں۔ اور

Marfat.com

مجھے معلوم ہو گیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا جب یہ خبر منافقین کو پہنچی تو وہ تمسخر سے کہنے لگے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو گمان ہو کہ وہ جانتے ہین کہ کون اُنپر ایمان لائیگا اور کون کفر کریگا اُن لوگوں مین سے جو ابھی نہین پیدا ہوئے اور آیندہ پیدا کئے جائینگے یہ تو بڑی بات ہے ہم تو اب موجود ہین وہ بتائین کہ ہم مین سے کون مومن اور کون کافر ہے یہ خبر سُنکر آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم منبر پر تشریف لیگئے اور اللہ کی حمد و ثنا کر کے فرمانے لگے کہ اُن لوگوں کا کیا حال ہے جنہون نے میرے علم مین طعن کیا آج سے قیامت تک کوئی شے ایسی نہین جسکو مجھ سے تم دریافت کرو اور مین تمہین نہ بتا سکون اب سے قیامت کی جس چیز کو چاہو مجھ سے دریافت کرو مین تمہین اس کی خبر دونگا پس عبد اللہ بن حذافہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے فرمایا حذافہ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ہم اللہ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے قرآن کے امام ہونے آپ کے نبی ہونے پر راضی ہوئے پس ہماری تقصیر معاف فرما دیجئے چنانچہ وہ حدیث یہ ہو قال السدی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرضت علی امتی فی صورھا فی الطین کما عرضت علی آدم واعلمت من یومن بی ومن یکفر فبلغ ذلک المنافقین قالوا استھزاء زعم محمد صلے اللہ علیہ وسلم انہ یعلم من یومن بہ ومن یکفر ممن یخلق بعد ونحن معہ وما یعرفنا فبلغ ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقام علی المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ما بال اقوام طعنوا فی علمی لا تسئلونی عن شئ فیما بینکم وبین الساعۃ الا انباتکم بہ فقام عبد اللہ بن حذافۃ السھمی فقال من ابی یا رسول اللہ قال حذافۃ فقام عمر فقال یا رسول اللہ رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا وبالقرآن اماما وبک نبیا فاعف عنا عفا اللہ عنک فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فھل انتم منتھون ثم نزل عن المنبر جناب مخالف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۸ پر آیۂ شریفہ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب نقل کر کے آنحضرت سراپا برکت (صلی اللہ تعالے علیہ وسلم) سے علم غیب کی نفی کرنا چاہی ہے اور یہ محض اُنکا خیال ہو آیت سے اس مدعا پر استدلال محال ہی یہان جو نفی ہے وہ غیب ذاتی کی ہے یا تواضعا نفی کی گئی تفسیر خازن مین ہو انما نفی عن نفسہ

[1] یہ حدیث تفسیر خازن جلد اول صفحہ ۳۰۹ مین بھی موجود ہے ۱۲

حضور کو اپنی امت کے ہر مومن و کافر کی اطلاع۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دعویٰ کہ قیامت تک کا ہر سوال پوچھو۔

محمد الفتاوی ... اور رسالہ ... منافقین ... شبہ پیش کیا گیا ہے یہاں اسکا جواب کافی دیا گیا ہے حضرات بغور ملاحظہ فرمالین ۱۲

الشریفۃ ھذہ کالاشیاء تواضعا للہ تعالیٰ واعترافا بالعبودیۃ تفسیر عرائس البیان میں ہے (ولا اعلم الغیب) وتواضع حین اقام نفسہ مقام الانسانیۃ بعد ان کان اشرف عن خلق اللہ من العرش الی الثریٰ واطھر من الکروبیین والروحانیین خضوعا للجبروت وخشوعا فی ابواب ملکوتہ۔ ان عبارتون سے آفتاب کی طرح روشن ہے کہ آیت میں نفی بطریق تواضع ہے اس لئے استدلال کرنا اور اسکو حجت وسند بنا کر پیش کرنا نہایت عجیب وغریب ہے۔ تمام علماء کا دستور ہے کہ وہ اپنے لئے ہیچمیرز اور ہیچمدان اور اسی قسم کے انکسار کے الفاظ تحریر فرمایا کرتے ہین ان الفاظ سے استدلال کر کے جو شخص اُنکے علم کا انکار کرے لایعقل نہین تو کون ہے تفاسیر مین صاف فرمایا کہ حضور نے تواضعا نفی فرمائی اُسکو حضور کے عدم علم کی دلیل بنانا کیسی دون ہمتی اور فرومایگی ہے۔ علاوہ برین آیت میں علم غیب کی نفی ہی کب ہے نفی ہے تو قول ودعوے کی۔ یہی تو فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرما دیجئے کہ مین تم سے یہ نہین کہتا اور دعوے نہین کرتا کہ میرے پاس خزائن الٰہیہ ہین اور مین غیب کا عالم ہون تفسیر علامہ ابوالسعود مین ہے ولا اعلم الغیب عطف علی محل عندی خزائن اللہ ای ولا ادعی ایضا انی اعلم الغیب الخ (کذا فی روح البیان) ان تفاسیر سے صاف معلوم ہو گیا کہ حضور نے دعوے کی نفی فرمائی دعوے کی نفی علم کی نفی کو کب مستلزم ہے میں دعوے نہین کرتا کہ میں غیب کا عالم ہون اس کے یہ معنی کس طرح ہو سکتے ہین کہ مجھے غیب کا علم ہی نہین۔ بلکہ مطلقاً دعوے کی بھی نفی نہین ہے جس کی طرف لکم تشیر ہے۔ خطاب کفار و مشرکین سے ہے تفسیر خازن مین ہے قل یا محمد لھولاء المشرکین لا اقول لکم تو مطلب آیہ کا یہ ہوا کہ فرما دیجئے اے حبیب اکرم علیہ الصلوٰۃ ان کفار ومشرکین سے کہ مین تم سے یہ دعوے نہین کرتا کہ میرے پاس خزائن الٰہیہ ہین اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہون اور بے الواقع نااہل کب اس قابل ہین کہ اُنکے سامنے ایسے دعوے کئے جائین دکیا دہا بیہ بھی اپنے آپ کو ان ہی نااہلون مین سے سمجھتے ہین ؟) علامہ نیشاپوری تفسیر غرائب القرآن مین فرماتے ہین۔ وقد لا اقول لکم نقل لیس عندی خزائن

اللہ لیعلموان خزائن اللہ ومن العلم بحقائق الاشیاء وماھیاتھا عندہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم ولکنہ یکلم الناس علی قدر عقولھم ولا اعلم الغیب ای لا اقول لکم ھذا مع انہ قال صلے اللہ تعالی علیہ وسلم علمت ما کان وما سیکون یعنی اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب اکرم آپ کفار و مشرکین سے فرما دیجئے کہ اے کفار نابکار میں تم سے یہ دعوے نہیں کرتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہین یہ نہیں فرمایا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے نہیں (بلکہ یہ فرمایا کہ مین تم سے نہیں کہتا) تاکہ معلوم ہوجائے کہ اللہ کے خزانے حضور کے پاس ہین۔ لیکن حضور لوگون سے بقدر انکے عقل وفہم کے کلام فرماتے ہین اور وہ خزانے تمام چیزونکی حقیقت وماہیت کا علم ہے اس کے بعد ارشاد ہوا، ولا اعلم الغیب یعنی ہین تم سے یہ دعوے نہیں کرتا کہ مجھے غیب کا علم ہے باوجودیکہ حضور اقدس علیہ الصلاۃ خود فرماتے ہین کہ جو کچھ ہوچکا ہو نیوالا ہے سب کا علم مجھے عطا ہوا۔ اب ان تفاسیر کی عبارات پر غور فرماکر انصاف فرمایئے کہ جانب مخالف نے ان آیات سے حضور کے علم کے انکار پر استدلال کرنے ہین کیسا ظلم صریح کیا ہے۔ نوضیع کو عدم علم کی دلیل بنانا اور عدم دعوے سے عدم علم پر استدلال کرنا کس درجہ کی انتہائی جہالت ہے۔

قولہ علمت ماکان وما سیکون ہیں جو لفظ کان ماضی کا صیغہ ہے یہ بالقتبار اپنے حدوثی معنی کے زمانہ گذشتہ پر دلالت کرتا ہے اس سے گذشتہ زمانہ ہین زمانی چیزونکا تحقق ثابت ہوتا ہے اگر علم انہی چیزونکے ساتھ متعلق ہوا ہے جیسا کہ علمت ماکان وما سیکون سے واضح ہے تو وہ علم ازلی نہیں کیونکہ نہ خود زمانہ ہے نہ زمانیات کا ظرف الخ

اقول

اس موقع پر جانب مخالف کو نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے علم سے جو زمانہ سے متعلق ہے۔ یعنی بدالخلق سے قیامت تک جس کا زید کو دعوے ہے انکار نہیں اور نہ باوجود اس صراحت کے انکار ہو سکتا ہے مگر اسی رسالہ مین انہی حضرت کی تقاریر سے انکار بھی ملیگا یہ اک حیرتناک قصہ ہے رہا اس موقع پر جناب کا کان کے معنی ہین جدت طبع کو صرف فرمانا اسکی

جانب مخالف کو آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے لئے بدالخلق سے قیامت تک کے ماکان ومایکون کے علم کا اقرار ہے۔

لطیفہ ماکان اور ماسیکون کی بحث

Marfat.com

بھی ملاحظہ فرمایئے کہ عجب سے خالی نہ ہوگا چونکہ اس موقع پر عربیت سے بحث کرنے میں طول ہوتا ہے اس لئے اس سے درگذر کر کے یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر جانب مخالف کے فرمانیکے بموجب تسلیم کرلیا جائے کہ لفظ کان زمانہ گذشتہ پرہی دلالت کرتا ہے اور اس سے گذشتہ زمانہ میں زمانی چیزونکا ثبوت ہوتا ہے تو آیہ شریفہ ویخافون یوما کان شرہ مستطیرا مین کیون کر لفظ کان زمانہ گذشتہ پر دلالت کرے گا کہ یہان تو استقبال پر دال ہے اور آیہ کریمہ کیف نکلم من کان فی المھد صبیا مین اگر جانب مخالف کے فرمانے کے بموجب کان سے زمانہ گذشتہ مراد لیا جاوے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ثابت ہوسکے اس لئے حضرت مریم نے حضرت عیسےٰ (علیہم السلام) کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ان سے دریافت کرلو تو یہودیون نے کہا کہ ہم کیون کر ایسے شخص سے دریافت کرین کہ جو اپنے ہنڈولے مین بچہ ہے یہان وہی لفظ کان ہے ذرا جانب مخالف صاحب اب ماضی کا صیغہ فرما کر مطلب تو کہین اور آیہ شریف و کان اللہ بکل شیئ علیما میں بھی اگر حسب رائے جانب مخالف کے کان زمانہ ماضی مین زمانی چیزون کے ثبوت کے لیے ہو تو نعوذ باللہ خدائے کریم کے اوصاف علم وغیرہ بھی زمانی ہوجائین گے بلکہ بعض مواقع مین کان کو اس معنی پر محمول کرنے سے وجود الٰہی کو بھی ایسا ہی کہنا پڑے گا چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کان اللہ ولم یکن معہ شئیا اب اس فقیر کا التماس ہے کہ مولف رسالہ اعلاء کلمۃ الحق تو بہ کرین کہ انھون نے اعتراض کرنیکے شوق مین ایک ایسی نازیبا تقریر کی جس سے ازلیت صفات الٰہی کا اور معجزہ نبی کا بلکہ خود وجود الٰہی کا انکار لازم آتا ہے۔ ایسی دقتین جب ہی پیش آتی ہین جبکہ آدمی باوجود علم نہ ہونے کے محض طباعی سے مسائل دینیہ مین دخل دے اور اسی لئے سرور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا اتنا نیا یہ کہ محدثین کے نزدیک یہی مقرر و مشہور ہے اور جمہور کا یہی مذہب ہے کہ لفظ کان دوام و استمرار کے معنی مین آتا ہے۔ چنانچہ یہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالےٰ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۱۲۵ مین فرماتے ہین۔ در لفظ کان محذ ما زا سخن است مقرر و مشہور

جانب مخالف کی خوش فہمی۔

درمیان جمہور آنست کہ افادۂ دوام واستمرار میکند پس جناب نے کس طرح سے علم نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے موقع پر کان کا زمانی ہونا ضروری سمجھ لیا ہی حضرت محض ایجاد سے کام نہ لیجے کہ دین کے مسائل مین نہایت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ فقیر اس موقع پر اس بحث کو اختصار کے لیے چھوڑتا ہی کہ مقربان بارگاہ زمانہ مین فرق نہین کرتے جیسا کہ احادیث سے ثابت اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ کی عبارت سے مصرح ہے رہا جانب مخالف کا سیکون کو سین کی وجہ سے استقبال قریب کے لئے بتانا تو یہ خود ظاہر ہے کہ جب یکون کو زمانہ سے تعلق کامل ضرور نہین تو سین اسپر داخل ہو کر اپنا پورا اثر کرے یہ بھی کچھ ضرور نہین پھر نہ معلوم کہ جانب مخالف کے نزدیک سین کیا معنی دیتا ہے اور اس موقع پر کسطرح اپنے معنی بتاتا ہی۔ بہ تقدیر استقبال قریب مراد ہونے کے اس کے قرب کی کیا حد ہے۔ آیا ایک دن یا دو دن یا چھ مہینے قریب اور اس سے زیادہ زمانہ بعید ہے یا کیا پہلے قرب اور بعد کی سند سمجھانی ضرور ہے تاکہ دریافت ہو جائے کہ اس سے بر تقدیر لحاظ معنی قرب کے کتنا زمانہ مفہوم ہوتا ہے۔ شاید آپ نے کبھی سنا ہو کہ رب العزۃ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا اقتربت الساعۃ وانشق القمر قریب آئی قیامت اور پھٹ گیا چاند اور فرمایا یرونہ بعیدا ونراہ قریبا کفار قیامت کو دور سمجھ رہے ہین اور ہم قریب جان رہے ہین بلکہ فرمایا اقترب للناس حسابہم وہم فی غفلۃ معرضون قریب آیا ان کے لئے انکا حساب اور وہ غفلت میں روگردان پڑے ہین دیکھیے کہ رب العزۃ ساعۃ وحساب کو قریب بتا رہا ہی اور زید کا دعوے اسی قدر تھا کہ بدء الخلق سے یوم آخر تک کا کام تمام ما کان وما یکون حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو عطا ہوا ہے پھر اس کے قرب سے اس کے دعوے مین کیا بعد پیدا کیا۔ شاید جانب مخالف کہ نہایت ذہین ہین اپنی کمال ذہانت سے یہ وہم تراش لین کہ لفظ قرب جو خاص نزدیکی کے معنی کے لئے وضع کیا گیا ہی اتنی وسعت رکھتا ہے کہ قیامت وحساب تک کے لئے اطلاق کیا جائے مگر سین اسپر دلالت کرتا ہے کہ ہرگز قیامت تک کی وسعت نہین بلکہ وہ زمانہ جسپر سین مدخول سین دلالت کرتا ہے ایک دو روز سے زیادہ نہین۔ اس لئے میں دو ایک مثالین اس کی بھی پیش کرون کہ جب فعل پر سین داخل ہوا

سیکون کے قریب پر دلالت کرنے کی بحث۔

Marfat.com

اُس میں بھی قیام قیامت تک تو داخل ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ چنانچہ پروردگار عالم نے ان لوگون کے بارے میں کہ جو ظلم سے یتیمون کا مال کھاتے ہین ارشاد فرمایا ان الذین یاکلون اموال الیتٰمٰی ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا وسیصلون سعیرا یعنی بے شبہہ جو لوگ یتیمون کے مال ناحق کھاتے ہین جز این نیست کہ وہ کھاتے ہین اپنی پیٹون میں آگ اور قریب ہو کہ وہ داخل ہونگے آگ مین **دوسری آیت** سارھقہ صعودا یعنی اب چڑھاؤنگا اُسے بُری چڑھائی اور ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صعود آگ کا ایک پہاڑ ہی اسپر ستر برس چڑھایا جاتا ہے پھر گرایا جاتا ہے **تیسری آیت** ساصلیہ سقر یعنی قریب ہے کہ داخل کرونگا مین اُسکو سقر مین اور سقر جہنم کا نام ہے اِن تینوں آیتون میں جو وعید فرمائی ہو اُن مین مضارع کے صیغہ پر مین داخل ہی جو جانب مخالف کے نزدیک قریب معنی کے لئے آتا ہی اس سے معلوم ہوتا ہو کہ اُس قرب میں بھی اتنا بُعد ہے کہ اُسکا تحقق بعد قیام قیامت کے ہوگا غرضکہ جب سین کی داخل ہونے کے بعد بھی اُسمین اتنا قرب نہ پیدا ہوا کہ جس سے علم الی یوم القیمۃ کی نفی ہوسکتی تو زید کے قول کا کیا رد ہوا ۔ اس کے علاوہ اور بہت سی تحقیقات اس مسئلہ سین کے متعلق تھی جو بنظر اختصار چھوڑ دی گئی ۔

قولہ علمت ما کان وما سیکون کے یہ معنی ہوئے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جان لیا مین نے جو کچھ زمانہ گذشتہ مین ہوگیا اور جو عنقریب زمانہ آئندہ مین ہوگا ۔ وہ حدیث ہی اور یہ معنی ہین ۔ **اقول** ذرا تو انصاف فرمائیے جب زید کا بھی یہی مُدعا ہی کہ آنحضرت سراپا برکت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کو اللہ جل جلالہٗ نے دُنیا مین جو کچھ ہوا اُسکا یا جو کچھ آئندہ ہوگا خصوصاً کہ بدا الخلق یعنی ابتدائی آفرینش یعنی مخلوق کے پیدا ہونیکے وقت سے لیکر جنت اور دوزخ میں داخل ہونے تک تمام احوال اولا ثمت کا سب خیر و شر تعلیم فرمایا اور آپ بھی اس وقت یہی تسلیم فرمارہے ہین ۔ پھر کیا ضرورت رسالہ تحریر کرنے کی ہوتی کہ بیفائدہ کاغذ سیاہ کئے چند مسئلہ غلط لکھکر اُن کا ہار گردن پر لیا علماء کی جناب مین گستاخیان کین جبراً تسلیم فرماتے ہو ۔ اب ہی اپنی تمام گذشتہ حرکتون سے توبہ کرو ۔

صیغہ مضارع حقیقی معنی دیتا ہے ۔

وہم جانب مخالف جانب مخالف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۴۳ پر جو وہم کیا ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ آیۂ شریفہ وعلمک ما لم تکن تعلم کے نزول کے بعد بھی وحی نازل ہوئی تو اگر اس آیۂ شریفہ ہی سے جمیع اشیاء کا علم آن حضرت سراپا برکت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہو تو نزول وحی اس آیۂ شریفہ کے نزول کے بعد کیوں ہوا۔ اور اس کا کیا فائدہ ہے؟ اللہ اللہ کیا عجب تقریر ہے بھلا ان حضرات کو ابھی تک خبر نہیں کہ کلام اللہ میں احکام مکرر نازل ہوئے ہیں آیتیں مکرر آئیں کئی سورتوں کا نزول علمائے مکرر بتایا ہے پھر کیا اور جو شبہہ بیان کر کے علم نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا انکار کیا ہے وہی شبہہ ان آیتوں میں کر کے ان کے کلام اللہ ہونیکا انکار کرنا ممکن ہے خدا محفوظ رکھے ایسے تعصب سے کہ جو حق اور ناحق میں تمیز نہ ہونے دے ایسی خرافات تو کب اس قابل تھی جس کی طرف توجہ کی جاتی مگر صرف اس نظر سے کہ لوگ دھوکہ نہ کھائیں ایک عبارت لکھی جاتی ہے جس سے معلوم ہو جائے گا کہ آیات کے نزول میں بھی تکرار ہوتی ہے اور کیوں اور کس لئے مشکوٰۃ شریف کی حدیث معراج کے جملہ فاعطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوٰۃ الخمس واعطی خواتیم سورۃ البقرۃ کی شرح میں علامہ علی قاری رحمہ الباری اپنی کتاب مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں تحریر فرماتے ہیں یشکل ھذا بکون سورۃ البقرۃ مدینۃ وقصۃ المعراج بالاتفاق مکیۃ۔ یعنی معراج میں خواتیم سورۂ بقرہ دیے جانے پر یہ اشکال آتا ہے کہ سورۂ بقرہ مدنی ہے مدینہ میں نازل ہوئی اور قصہ معراج بالاتفاق مکی ہے کہ معراج مکہ میں ہوئی تو جب خواتیم سورۂ بقر معراج میں عطا ہو چکی تھی تو پھر مدینہ میں انکا نزول کیوں ہوا اور اس کا کیا فائدہ یہ اعتراض بعینہ جانب مخالف کا سا اعتراض ہے۔ اس کے جواب میں مُلا علی قاری رح یہی فرماتے ہیں کہ حاصلہ انہ ما وقع تکرار الوحی فیہ تعظیما لہ واہتماما بشانہ فاوحی اللہ الیہ فی تلک اللیلۃ بلا واسطۃ جبریل وھذا یتوان جمیع القرآن نزل بواسطۃ جبریل اب ثابت ہوا کہ اول شب معراج میں بلا واسطہ وحی ہوئی پھر بواسطہ جبرئیل علیہ السلام کے تعظیم اور اہتمام شان حضور

آیۂ وعلمک ما لم تکن تعلم پر جو مخالفین کا اعتراض وارد ہے اس کا جواب۔

سہم الغیب والآیۃ الحفار سائل جو مخالفین کے ہیں ان میں یہ شبہہ لکھا ہے یہاں سب کا جواب دیا گیا ہے۔

نزول وحی کے لئے یہ ضرور نہیں کہ اس سے پیشتر اس کا علم نہ ہو۔

Marfat.com

صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے وحی نازل ہوئی۔ پس صاحب عقل دریافت کرسکتا ہی کہ ایسے اعتراض پر رہنا تعصب وعناد ہین۔ تفسیر مدارک التنزیل مطبوعہ مصر کے صفہ ا ہین (وفاتحۃ الکتاب) مکیۃ وقیل مدنیۃ والاصح انہا مکیۃ ومدنیۃ نزلت بمکۃ حین فرضت الصلوٰۃ ثم نزلت بالمدنیۃ حین حولت القبلۃ الی الکعبۃ۔ اب جانب مخالف سے استفسار ہو کہ سورۂ فاتحہ دوسری مرتبہ جب مدینہ مین نازل ہوئی تو اُس کے نزول سے کچھ فائدہ ہوا یا نہین نہ تھا جو ابکم نہو جوابنا معہذا قرآن عظیم وحی دایم مستمر اور الی یوم القیمۃ اُس کا ایک ایک لفظ اُمت مرحومہ کے لئے قراءۃً وسماعۃً وکتابۃً وحفظاً ونظراً وفکراً بیشمار برکات کا مثمر اور ائمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کا استنباط احکام مین پہلا مرجع ومخرج اور جسقدر سے حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو علوم حاصل ہوئے مجتہدین واولیاء وعلماء کو بھی اُسی قدر کافی ہونا اور اپنی استعداد کے لایق قرآن عظیم سے اخذ علوم کے لئے زیادہ کی حاجت نہ پڑنا محض باطل وممنوع علاوہ برین یہ اُس تقدیر پر ہے کہ علم تمامی تعلیم کو زمانہ نزول آیہ سے پہلے منقضی ہوجانے پر دلالت کرے حالانکہ یہ ممنوع خود قرآن پاک مین ارشاد ہوا۔ نزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شئ کیا اس کے معنی یہ ہین کہ جسوقت یہ آیت اُتری تمام کتاب نازل ہو چکی تھی اس کے بعد کچھ نہ اُترا ولکن النجدیۃ قوم یجھلون **جانب مخالف** نے یہ بھی اعتراض کیا ہی کہ آن حضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو ظہار کے مسئلہ مین بعد کفارہ کے عود کا جائز ہونا معلوم نہین تھا یہ اعتراض جانب مخالف ہی کے قول سے رد ہوتا ہی چنانچہ وہ اپنے رسالہ اعلاء کلمۃ الحق کے صفہ ۳۶ مین تفسیر خازن سے یہ عبارت نقل کرکے فرماتے ہین وعلمک مالم تکن تعلم (یعنی من احکام الشرع وامور الدین) تو ہمارے شرع کے احکام اور دین کے کام مراد ہوئے انتہیٰ بلفظہ اب فرمایئے کہ جب آپکے نزدیک بھی اس آیہ شریفہ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے شرع کے احکام کا علم ثابت ہے تو پھر آن حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعد کفارہ کے عود کا جائز ہونا ایک شرعی حکم ہے کیوں معلوم نہ تھا۔ جانب مخالف اسی رسالہ کے صفحہ ۳۸ مین فرماتے ہین۔

مسئلۂ ظہار کے متعلق جانب مخالف کا شبہ اور اُسکے قول سے اُسکا جواب

علمك ما لم تكن تعلم میں ما سے وہی امور حقہ اور کلمات حکمیہ اور احکام شرعیہ
اور علوم کمالیہ جو شان مصطفوی کے شایان اور ختم رسالت کے سزاوار ہیں مراد ہیں
اِس سے بھی معلوم ہوا کہ آیہ شریفہ (علمك ما لم تكن تعلم سے ثابت ہی کہ آن حضرت
صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو تمام احکام شرعیہ کی تعلیم ہوئی اس لئے کوئی حکم شرعی ایسا
نہین ہی جو شان مصطفوی کے شایان[۱] نہ ہو پس لامحالہ تمام احکام شرعی کا علم آن حضرت
صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو ہونا جانب مخالف کو بھی مسلم اور اُن کے نزدیک اس آیہ شریفہ
سے ثابت لیکن تعجب ہی کہ پھر یہ کہدیا کہ بعض احکام شرعیہ کا علم آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ
وسلم کو اس آیہ کے نزول تک نہ تھا اب صاحبان عقل انصاف فرمائین کہ ایک جگہ اُس
آیت سے تمام احکام شرعیہ کا علم سرور اکرم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے لئے تسلیم کرلیا اور
پھر اُسی کا انکار کرجانا کسی ذی ہوش کا کام ہے اور لیجئے جانب مخالف کو یہ وہم ہوا کہ کوئی
عام ایسا نہیں ہی جو خاص نہ کرلیا گیا ہو اور امام شافعی رحمہ اللہ کا مقولہ (ما من عام الا وقد
خص منہ البعض استدلال میں پیش کیا اس سے معلوم ہوا کہ مستدل صاحب کو کتب دینیہ کے
دیکھنے کا کبھی اتفاق نہین ہوا۔ اور اگر ہوا بھی تو تعصب نے سمجھنے سے محروم رکھا اسلئے کہ کتب
اصول فقہ میں جہان یہ قاعدہ مذکور ہی وہین انکار بھی ہی اور یہ مصرح ہے کہ حنفیو نکے نزدیک
یہ قاعدہ معتبر نہین اور نہ شافعیون کے نزدیک اُس کی کلیتہ صحیح اسلئے کہ اگر ہر عام خاص
ہوجائے تو وضع کیا معتبر اور وضع کیا قابل اعتبار رہے جب صیغہ کو واضع نے عموم
کیلئے وضع کیا وہ اگر کبھی عموم کے لئے استعمال نہ کیا جائے تو واضع کی وضع کس کام آئے
تمام صحابہ اور تابعین رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین عمومات قرآن سے استدلال کرتے آئے
ہین نور الانوار ص۶۸ ملاحظہ ہو وقولہ قطعا رد علی الشافعیؒ حیث ذھب الی ان العام
ظنی لانہ ما من عام الا وقد خص منہ البعض فیحتمل ان یکون مخصوصا منہ البعض ان لم
نتن علیہ فیوجب العمل لا العلم کخبر الواحد والقیاس نقول ھذا

یہ شبہہ مولوی محمد ادریس صاحب نے رسالہ تحقیق الحق مین اور مولوی عبد الحمید بریلوی نے ... مین اور دیگر حضرات نے بھی اپنی تصانیف مین کیا ہے۔

شافعی کا یہ قول ما من عام الا وقد خص منہ البعض ... اور اس کا جواب۔

[۱] اگر ... سے کچھ بعید نہین جو یہ کہہ بیٹھے کہ بعض احکام شرعیہ شان مصطفوی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شایان نہیں

احتمال ناش بلا دلیل وھو لا یعتبر و اذا خص عنہ البعض کان احتمالاً ناشیاً عن دلیل فیکون معتبرا فعندنا العام قطعی فیکون مساویاً للخاص اور قمر الاقمار میں سطور ہے (قولہ وھذا الاحتمال الخ) توضیحہ ان دلالۃ صیغ العموم علی العموم بحسب الوضع فانہ قد تواتر ان الصحابۃ رضوان اللہ علیھم یستدلون بالعمومات ولا یحتاجون الی القرائن فلو لم یکن تلک الالفاظ موضوعۃ للعموم لاحتیج فی فہم العموم الی القرائن و دلالۃ اللفظ علی المعنی بدون طلوع القرینۃ الصارفۃ قطعی وما ھذا الا احتمال الانصراف عن المعنی الموضوع لہ فھو ناش بلا دلیل فلا یعتبر والا یلزم ان لا یقطع بمطلوب فی جمیع العقود والفسوخ وان یرتفع الامان عن اللغۃ والحس فیقال لا یجوز اکل ما فی بیتک لاحتمال ان یکون غیر ملکک ولا یحکم علی شیئ شیئ لاحتمال ان یکون ھو غیرہ وما ابصرناہ یحتمل ان یکون غیر مبصرنا وھذا کلہ سفہ فاحتمال التخصیص فی کل خاص ثم اذا المریض ھذا فی قطعیۃ الخاص کما مر بعینہ ذلک فی قطعیۃ العام ایضاً اور توضیح مطبوعہ مطبع نولکشور کے صہ۷ا میں سطور ہے وعندنا ھو قطعی مساو للخاص وسیجیئ معنی القطع فلا یجوز تخصیصہ بواحد منھما مالم یخص بقطعی لان اللفظ متی وضع لمعنی کان ذلک المعنی لازماً لہ الا ان تدل القرینۃ علی خلافہ لو جاز ارادۃ البعض بلا قرینۃ لارتفع الامان عن اللغۃ والشرع بالکلیۃ لان خطابات الشرع عامۃ فالاحتمال الغیر الناشی عن دلیل لا یعتبر فاحتمال الخصوص ھھنا کاحتمال المجاز فی الخاص فالتاکید یجعلہ محکماً اور اس کے تحت تلویح میں سطور ہے ھذا جواب عما قال الواقفیۃ انہ یؤکد بکل واجمع وایضاً عما قال الشافعی انہ یحتمل التخصیص فنقول نحن لا ندعی ان العام لا احتمال فیہ اصلاً فاحتمال التخصیص فیہ کاحتمال المجاز فی الخاص فاذا اکد یصیر محکماً

اى لا يبقى فيه احتمال اصلا لا ناش عن دليل ولا غير ناش فان قيل احتمال المجاز الذى فى الخاص ثابت فى العام مع احتمال اخر وهو احتمال التخصيص فيكون الخاص كالنص والعام كالظاهر قلنا لما كان العام موضوعا للكل كان ارادة البعض دون البعض بطريق المجاز وكثرة احتمالات المجاز لا اعتبار بها الخ اور تلويح كے صـ٣٢ ميں موجود ہے قوله لكن عند الشافعیؒ قد سبق ان القائلين بان العام يوجب الحكم فيما يتناوله منهم من ذهب الى ان موجبه ظنى ومنهم من ذهب الى انه قطعى بمعنى انه لا يحتمل الخصوص احتمالا ناشيا عن الدليل تمسك الفريق الاول بان كل عام يحتمل التخصيص و التخصيص شائع فيه كثيرا بمعنى ان العام لا يخرج عنه الا قليلا بمعونة القرائن كقوله تعالى ان الله بكل شيء عليم ولله ما فى السموات والارض حتى صار بمنزلة المثل انه ما من عام الا وقد خص منه البعض وكفى بهذا دليلا على الاحتمال وهذا بخلاف احتمال الخاص المجاز فانه ليس بشائع فى الخاص شيوع التخصيص فى العام حتى ينشأ عنه احتمال المجاز فى كل خاص فان قيل بل لا معنى لاحتمال المجاز عند عدم القرينة لان وجود القرينة المانعة عن ارادة الموضوع له ماخوذ فى تعريف المجاز قلنا احتمال القرينة كاف فى احتمال المجاز وهو قائم اذ لا سبيل للقطع بعدم القرينة الا نادرا ولما كان المختار عند المص ان موجب العام قطعى استدل على اثباته اولا وعلى بطلان مذهب المخالف ثانيا واجاب عن تمسكه ثالثا اما الاول فتقريره ان اللفظ اذا وضع لمعنى كان ذلك المعنى لازما ثابتا بذلك اللفظ عند اطلاقه حتى يقوم الدليل على خلافه والعموم مما وضع له اللفظ فكان لازما قطعا حتى يقوم دليل الخصوص كالخاص يثبت مسماه قطعا حتى يقوم دليل المجاز واما الثانى فتقريره انه لو جاز ارادة بعض مسميات العام من غير قرينة لارتفع الامان عن اللغة لان كل ما وقع فى كلام العرب من الالفاظ

Marfat.com

العامة يحتمل الخصوص فلا يستقيم ما يفهم السامعون من العموم
وعن الشرع لان عامة خطابات الشرع عامة فلو جوزنا ارادة البعض
من غير قرينة لما صح فهم الاحكام بصيغة العموم الخ اور تلویح کے حاشیہ صـ۲
میں مسطور ہے قولہ ما من عام الا وقد خص منه البعض قيل هذا امثال
لا يخلو اما ان يكون مخصصا اولا فعلى الاول لا يكون حجة وعلى الثاني يكون مناقضا
واجيب عنه باختيار الشق الاول لانه مخصص بعدم التخصيص مع انه مخصص من
بين العموم بانه لا تخصيص بخلاف سائر الفاظ العموم وهو مردود بان هذا
المثال ايضا مخصص بالمعنى يخرج مثل قوله تعالى ان الله بكل شيئ عليم
وقوله تعالى ولله ما في السموات والارض عن عمومه والحسن في الجواب
ان يقال انه محمول على المبالغة والحاق القليل بالعدم فيصح موسّس الدليل
وان لم يصلح للاستدلال بالاستدلال اور مسلم الثبوت میں ہے قد اشتهر
ما من عام الا وقد خص منه البعض وقد خص بنحو والله بكل شئ عليم
اور اسی مسلم الثبوت میں قطعیت عام کی بحث میں مسطور ہے لنا انه موضوع للعموم
قطعا فهو مدلوله ثابت به قطعا كالخاص الا بدليل واستدل لو جاز
ارادة البعض بلا دليل لارتفع الامان عن اللغة والشرع الخ اور شرح مسلم
الثبوت میں علامہ بحر العلوم عبارت اول کے متعلق یہ فرماتے ہیں قد اشتهر
ما من عام الا وقد خص منه البعض وقد خص هذا العام بنحو قوله ان الله
بكل شئ عليم حتى صار مثلا فالعموم مغلوب والخصوص غالب والمغلوب
هو المجاز فالعموم مجاز وقوله وقد خص نعم لما يتوهم التشكيك بان هذه القضية
مبطلة لنفسها فانها ايضا مشتملة على العموم ووجه الدفع ان هذا العام مخصوص
فلا يبطل اور یہی علامہ عبد العلی بحر العلوم عبارت دوم کی شرح میں فرماتے ہیں لنا
انه موضوع للعموم قطعا للدلائل القطعية التي مرت فهو اي العموم مدلوله
ثابت به قطعا لان اللفظ لا يحتمل غير الموضوع له كالخاص الا بدليل

Marfat.com

صادف عنه وح لا نزاع فی الخصوص اعتراض علیه ان ثبوت المدلول للفظ
قطعاً مطلقا صورا نما یثبت لو لم یحتمل الانصراف عنه بدلیل وههنا قد دل
کثرة التخصیص حتی صار ما من عام الا وقد خص منه البعض مثلا علی ان احتمال
التخصیص قائم فی کل عام عام ان ادیان الدلالة علی العموم لازمة
قطعاً فلا کلام فیه انما الکلام فی الارادة ولیست لازمة قطعا للکثرة المذکورة
والجواب عنه ان من ضرورتیات العربیة اللفظ المجرد عن القرینة الصارفة الظاهرة
تتبادر منه الموضوع له ولا یحتمل غیره فی العرف والمحاورة ومن اراد منه غیر
الموضوع له ینسب الی المکروه واما کثرة وقوع التخصیص بالانواع المختلفة
حسب اقتضاء القرائن الصارفة لا یورث الاحتمال فی العام المجرد اصلا والکلام
ههنا فی العام المجرد عن القرائن فلا مجال للاحتمال کالخاص فان قلت کثرة
وقوع التخصیص قرینة علی احتماله قلنا انما یصح الکثرة لو کانت بحیث یکون
کثیر الاستعمال فی بعض معین بحیث یفهم مع عدم الصارف کما اذا صارت
الحقیقة مهجورة او المجاز متعارفا ولیس الامر ههنا کذلک فان کثرة
التخصیص فی العام لیست الا بان یراد فی استعمال بعض بالقرینة وفی بعض آخر
بقرینة اخری فلا یکون هذه الغلبة قرینة وهل هذا الا ما یکون للفظ
معان مجازیة یستعمل فی کل منها مع قرینة ولا یصلح هذه الکثرة قرینة وایضا
نقول لو کان الکثرة قرینة للتخصیص لما صح ارادة العموم اصلا فی عام وهذا
خلاف رائکم ایضا فاحفظ هذا فانه بالحفظ حقیق اور بعد ایک تقریر طویل کے
لکھتے ہیں وثالثا ان غایة ما لزم منه ان بقاء العموم مغلوب من المخصص والمغلوب
انما یحمل علی الاغلب اذا کان مشکوکا ولیس العام الواقع فی الاستعمال المجرد
عن القرینة الصارفة مشکوکا فی عمومه کیف وقد دلت الادلة القاطعة علی
انه موضوع للعموم والضرورة العربیة شهدت بان اللفظ المجرد عن القرینة
یتبادر منه الموضوع له ولا یخطر بالبال معناه المجازی البتة فتامل فانه دقیق

لا یتجاوز الحق عنہ اور غایۃ التحقیق شرح حسامی کے صلا میں مسطور ہے ثم صیغۃ العموم
موضوعۃ لہ وحقیقۃ فیہ فکان معنے العموم ثابتا بھا قطعا حتے یقوم الدلیل علے
خلافہ۔ یہ تو حنفیون کی تقریرین تھین جن سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ عام اپنے عموم پر
رہیگا جب تک کہ دلیل اس کے خلاف پر قایم نہ ہو۔ اب شافعیوں سے سنیئے کہ وہ
بھی اس امر کو تسلیم نہین کرتے کہ ہر عام میں تخصیص کا احتمال ہے بلکہ انھون نے اس
بارہ میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ قاعدہ احکام فرعیہ کے بارہ میں ہے اور احکام فرعیہ کے
سوا ہر جگہ یہ قاعدہ جاری نہین ہوتا چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رح نے
اتقان کے صفحہ ۲۴۴ میں فرمایا العام علے ثلثۃ اقسام الاول الباقی علے عمومہ
قال القاضی جلال الدین البلقینی ومثالہ عزیز اذ ما من عام الا ویتخیل
فیہ التخصیص فقولہ یا ایھا الناس اتقوا ربکم قد یخص منہ غیر المکلف
وحرمت علیکم المیتۃ خص منہ حالۃ الاضطرار ومیتۃ السمک و
الجراد وحرم الربا خص منہ العرایا وذکر الزرکشی فی البرھان انہ کثیر فی
القرآن واورد منہ واللہ بکل شیٔ علیم وان اللہ لا یظلم الناس شیئا
ولا یظلم ربک احدا واللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم
اللہ الذی خلقکم من تراب ثم من نطفۃ اللہ الذی جعل لکم الارض قرارا
قلت ھذہ الآیات کلھا فی غیر الاحکام الفرعیۃ فالظاھر ان مراد البلقینی
انہ عزیز فی الاحکام الفرعیۃ وقد استخرجت من القرآن بعد تفکر آیۃ فیھا
وھی قولہ حرمت علیکم امھاتکم الآیۃ فانہ لا خصوص فیھا اب روشن
ہوگیا کہ قاعدہ وما من عام الا وقد خص منہ البعض جس سے جانب مخالف نے
کریمہ وعلمک ما لم تکن تعلم کے ما کے عام مخصوص البعض ہونے پر تمسک
کیا ہے نہ علمائے حنفیہ کے نزدیک درست ہے نہ شافعیہ کے نزدیک حتے کہ
یہ قاعدہ احکام فرعیہ مین بھی کلیہ نہیں جیسا کہ اوپر کی عبارت سے ظاہر ہے
پس اس موقع پر کہ یہ آیہ شریفہ علم نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی ثبت ہو اور اس

تا مسلم ہے علمائے حنفیہ کے نزدیک اور نہ شافعیہ کے نزدیک صحیح

آیہ سے وہ مسئلہ دریافت ہوتا ہی جو احکام فرعیہ کا غیر ہے تو یہان اس میں شافعیون کے نزدیک بھی احتمال تخصیص کا نہین ہے بلکہ اوپر کی عبارت سے ثابت ہوا کہ عام افادہ عموم میں قطعی ہے اس لئے اس آیہ شریفہ سے آنحضرت سراپا رحمت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے لئے جمیع اشیاء کا علم قطعی طور پر ثابت ہوا اب ضرور ہوا کہ جانب مخالف اس آیت کا ناسخ لائے مگر نہ لاسکے لگا اور ہرگز نہ لاسکے گا اس لئے کہ اخبار کا نسخ ناممکن ہے۔ اب ذرا غور فرمائیے کہ جانب مخالف اپنے اس قاعدہ ما من عام الخ پر کہانتک جمتا ہی جس سے آیت کو خاص کر کے تنقیص علم نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کرتا تھا۔ ہان ذرا کوئی سنے تو مردمیدان قرآن شریف میں ہی لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ یعنی خدا ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینون میں ہے کیا جانب مخالف کو جرأت ہے کہ یہاں بھی ما کو اپنے قاعدہ ما من الخ سے خاص کر کے کہدے کہ بعض چیزیں اللہ کی ہین بعض نہین (نعوذ باللہ من ذلک) کیا ہمت ہے کہ ان اللہ بکل شیٔ علیم کو بھی اسی قاعدہ سے خاص کر کے لکھدالے کہ اللہ کو بھی بعض چیزونکا علم نہین (معاذ اللہ) پس جب قرآن شریف مین وہی ما کا کلمہ اس قاعدہ سے خاص نہین کیا جاسکتا تو آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم سے کیا دشمنی ہی کہ اُن کا علم گھٹانے کو وہی کلمۂ ما اُسی قرآن شریف ہیں اسی مردود قاعدہ سے خاص کیا جاتا ہے جو بالکل نامعتبر ہے اور جس کی کلیت کسی طرح ٹھیک نہین جو خود باطل ہے جس کو قرآن شریف ہی مین جاری نہین کیا جاتا۔ رہا آیہ وما علمناہ الشعر الآیہ کو قرینۂ تخصیص بنانا یہ صحیح نہین اسلئے کہ یہ آیت نافی علم نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نہین ہے جیسا کہ پہلے مذکور ہوچکا ہی۔ اب جانب مخالف کا یہ کہنا کہ آن حضرت علوم ضارہ کے ساتھ کیونکر متصف ہو سکتے ہین۔ اس کا جواب بھی گذرچکا اور جانب مخالف نے اپنی کتاب کے صـ ۳۹ پر لکھا ہے۔ **قول** آنحضرت علی الصلوٰۃ والسلام نے خود زبان فیض ترجمان سے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ دُنیا کے امور مین تم مجھ سے زیادہ جاننے والے ہو۔

اقول یہ کسی حدیث مین نہین بلکہ جانب مخالف نے اپنی طبیعت کے زور سے

جانب مخالف کے قاعدے مامن الخ سے لازم آتا ہی کہ بعض چیزین اللہ کی ہون اور بعض غیر کی اور اللہ تعالے کو بعض اشیاء کا علم ہو بعض کا نہ ہو (معاذ اللہ)

Marfat.com

ایجاد کر دیا غالباً حدیث تلقیح کے ترجمہ میں تصرف بیجا کیا۔ اب میں وضاحت کے لئے اس حدیث کو مع شرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ کے نقل کرتا ہوں شرح شفا قاضی عیاض کے صفحہ ۲، جلد اول میں علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے روشن معجزات میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے واسطے معارف جزئیہ اور علوم کلیہ اور مدرکات ظنیہ اور یقینیہ اور اسرار باطنہ اور انوار ظاہرہ جمع کئے اور آپ کو دنیا و دین کی تمام مصلحتوں پر اطلاع دیکر خاص کیا اسپر یہ اشکال وارد ہو سکتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ انصار تلقیح نخل کر رہے تھے یعنی خرما کی نر کی کلی کو مادہ کی کلی میں رکھتے تھے تاکہ وہ حاملہ ہو اور پھل زیادہ آئے آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر ایسا نہ کرتے تو شاید بہتر ہوتا لوگوں نے چھوڑ دیا بس پھل نہ آئے یا کم اور خراب آئے تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے دنیوی کاموں کو خوب جانتے ہو اس اشکال کے جواب میں کہا گیا کہ آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے خود گمان فرمایا تھا اور کوئی وحی اس بارہ میں نازل نہ ہوئی تھی شیخ سنوسی رح نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے انکو خرق و خلاف عوائد پر برانگیختہ کرنے اور باب توکل کی طرف پہنچانے کا ارادہ کیا تھا انہوں نے اطاعت نہ کی اور جلدی کی تو حضرت نے فرمادیا کہ تم اپنے دنیا کے کام کو خود ہی جانو۔ اگر وہ سال دو سال اطاعت کرتے اور تلقیح نہ کرتے اور امر نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا امتثال کرتے تو انھیں تلقیح کی محنت نہ اٹھانی پڑتی چنانچہ وہ عبارت یہ ہے (ومن معجزاتہ الباہرۃ ای آیاتہ الظاہرۃ (ما جمعہ اللہ لہ من المعارف) ای الجزئیۃ (والعلوم) ای الکلیۃ والمدرکات الظنیۃ والیقینیۃ والاسرار الباطنۃ والانوار الظاہرۃ (وخصہ من الاطلاع علی جمیع مصالح الدنیا والدین) ای ما یتعلق بہ اصلاح الامور الدنیویۃ والاخرویۃ واستشکل بانہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وجد الانصار یلقحون النخل فقال لو ترکتموہ فترکوہ فلم یخرج شیئا او خرج شیصا فقال انتم اعلم بامر دنیاکم واجیب بانہ کان ظنا منہ

حدیث تلقیح پر مخالفین کا اعتراض اور اس کا جواب

حضور کو دنیا و دین کی ہر مصلحت کا علم ہوا۔

Marfat.com

لاوحیاد قال الشیخ سید ی محمد السنوسی اراد ان یحملہم علی خرق العوائد فی ذلک
الی باب التوکل واما ھناک فلم یمتثلوا فقال انتم اعرف بدنیاکم ولو امتثلوا
وتحملوا فی سنۃ او سنتین لکفوا امر ھذہ المحنۃ اب علامہ سنوسی کی تقریر سے
ظاہر ہوگیا کہ آں حضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے جیسا فرمایا تھا وہ
حق اور سچا تھا اگر اُس کے موافق عمل کیا جاتا تو بیشک تمام تکلیفیں رفع ہوجاتیں
جو تلقیح میں اُٹھانی پڑتی ہیں چنانچہ علامہ علی قاری رحمۃ الباری اسی شرح شفا
کی جلد ثانی میں صفحہ ۳۳۰ پر تحریر فرماتے ہیں وعندی انہ علیہ السلام اصاب
فی ذلک الظن ولو ثبتوا علی کلامہ لفاقوا فی الفن ولارتفع عنہم کلف المعالجۃ
فانما وقع التغیر بحسب جریان العادۃ الا تری ان من تعود باکل شیٔ او شربہ
یتفقدہ فی وقتہ واذا لم یجدہ یتغیر عن حالہ فلو صبروا علی نقصہا سنۃ او
سنتین لرجع النخل الی حالہ الاول وربما کان یزید علی قدرہ المعمول
وفی القصۃ اشارۃ الی التوکل وعدم المبالغۃ فی الاسباب وغفل عنہ ارباب
المبالغۃ من الاصحاب واللہ اعلم بالصواب شیخ عبدالحق محدث دہلوی
رحمہ اللہ نے یہ فرماکر کہ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ و علے آلہ واصحابہ وسلم کو
اس طرف التفات نہ تھا یہ فرمایا کہ والاوے صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم دانا تر است از ہم
در ہمہ کارہائے دنیا وآخرت. فصل الخطاب میں علامہ قیصری سے نقل کیا ہو کہ آن
حضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر زمین وآسمان میں کچھ ذرہ بھر بھی پوشیدہ نہیں اگرچہ
بشریت کے اعتبار سے یہ فرما دیں کہ تم دُنیا کا کام خوب جانتے ہو وہ عبارت فصل
الخطاب کی یہ ہو ولا یعزب عن علمہ صلے اللہ علیہ وسلم مثقال ذرۃ فی الارض
ولا فی السماء من حیث مرتبتہ وان کان یقول انتم اعلم بامور دنیاکم بھر کسی
سادہ لوح کا یہ کہنا کہ حضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دُنیا کے اُمور میں
تم مجھ سے زیادہ جاننے والے ہو بالکل ناانصافی ہے. بھلا (مجھ سے) کس لفظ
کا ترجمہ ہو. جانب مخالف نے اسکو قرینہ تخصیص بنایا ہو کوئی پوچھے کہ کتاب کے عموم کی

[illegible]

تخصیص خبر واحد سے ہوسکتی ہے اور خبر واحد بھی ایسی جس سے وہ مراد حاصل نہیں جسکے لئے جانب مخالف نے اس کو نقل کیا۔

ایں گل دیگر شگفت۔ جانب مخالف کو تخصیص عام میں وہ جوش آیا کہ کریمہ والسارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما جزاء بما کسبا نکالا من الله والله عزیز حکیم میں بھی ما کو خاص کر ڈالا اور یہ کہدیا قولہ اگر اس عام کو ظاہر سے نہ پھیریں اور خاص کسب سرقہ مراد نہ لیں تو لازم آتا ہے کہ جس سارق نے سرقہ کے ساتھ زنا بھی کیا اور شراب خمر وغیرہ مختلف منہیات شرعیہ کا مرتکب ہوا سب کی جزا اس فقط قطع ید کافی ہوجاوے انتہی ملخصا۔

اقول۔ کسی اسلامیہ مدرسہ کا ایک چھوٹا سا لڑکا جو اصول شاشی شروع کرچکا ہو سنتے ہی کہدیگا کہ اس آیہ میں ما کو اصولیوں نے عام کہا اور اس کے عموم سے استدلال کر کے مسائل دینیہ نکالے ہیں مجھ کو تعجب ہے کہ جانب مخالف کیسے عقلمند ہیں جنہوں نے ایسی تحریرات لکھی سنو صاحب سارق کے معنے شاید آپکو معلوم نہیں ہیں۔ وہ اسم فاعل ہے اور اسم فاعل اس اسم مشتق کا نام ہے کہ جو من قام بہ الفعل کیلئے وضع کیا گیا ہو تو سارق کا مدلول مطابقی من قام بہ السرقہ ہے اور اس کو سارق صرف سرقہ کے اسکے ساتھ قایم ہونے کی وجہ سے کہتے ہیں۔ پس سارق من حیث ہو سارق کا کسب بجز سرقہ یا اس کے متعلق کے اور کچھ ہو نہیں سکتا۔ زنا زانی کا فعل ہے نہ سارق من حیث ہو سارق کا وعلی ہذا القیاس پس سارق من حیث ہو سارق کا کسب جو کچھ بھی ہے وہ سرقہ یا متعلق سرقہ ہے اسپر بے شک حد سرقہ جاری ہوگی اسی واسطے جناب باری تعالی نے الرجل والمرأة فاقطعوا ایدیهما بعد سرقتهما جزاء بما کسبا نہ فرمایا کہ ما کو خاص کرنا پڑتا۔ اصول فقہ میں مصرح ہے ان القطع جزاء جمیع ما اکتسبہ السارق اس سے بھی ظاہر کہ سارق من حیث ہو سارق کا کسب بجز سرقہ اور اسکے متعلقات کے کچھ بھی نہیں اگر اسکا سمجھنا دشوار ہے تو کسی جاہل سے ہی دریافت کرلیں کہ چور کا کیا کام ہے وہ فوراً کہدیگا کہ چوری۔ ابتو جانب مخالف کو بے قرینہ ہی عام کے خاص کر ڈالنے میں بڑی مشق ہوگئی ہے مجھے خوف ہے کہ کہیں

Marfat.com

للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض کے ما کے عموم پر ہاتھ نہ صاف کریں اللہ ہدایت نصیب کرے۔ اس کے بعد جانب مخالف نے اور کچھ کاغذ بیفائدہ سیاہ کرکے یہ لکھا ہے

قولہ قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ ط وما یشعرون ایان یبعثون یعنی کہو اے محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کہ نہیں جانتا جو کوئی کہ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ غیب کی بات کو مگر اللہ تعالےٰ جانتا ہے اور وہ نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائینگے

اقول اس آیہ شریفہ میں بھی نفی علم ذاتی ہی کی ہے اور یہی مطلب ہے کہ خود بخود نہیں جانتے۔ یہ مطلب نہیں کہ بتانے سے بھی نہیں جان سکتے جیسا کہ عجیب الفہم جانب مخالف نے سمجھا ہے چنانچہ روض النضیر شرح جامع صغیر میں امام مناوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں اما قولہ لا یعلم نفسر بانہ لا یعلمھا احد بذاتہ ومن ذاتہ الا ھو امام نووی کے فتاویٰ میں ہے مسئلۃ ما معنے قول اللہ تعالیٰ لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ واشباہ ذلک مع انہ قد علم ما فی غد من معجزات النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام وفی کرامات الاولیاء رضی اللہ عنہم الجواب معناہ لا یعلم ذلک استقلالا و اما المعجزات والکرامات فحصلت باعلام اللہ لا استقلالا اور امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ کے فتاوےٰ حدیثیہ میں ہے معناھا لا یعلم ذلک استقلالا و علم احاطۃ بکل المعلومات الا اللہ تعالیٰ واما المعجزات والکرامات فباعلام اللہ تعالےٰ لھم علمت وکذا ما علم باجراء العادۃ شرح شفا خفاجی میں ہے ھذا لا ینافی الآیات الدالۃ علی انہ لا یعلم الغیب الا اللہ تعالیٰ فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ و اما اطلاعہ علیہ باعلام اللہ تعالیٰ فامر متحقق بقولہ فلا یظھر علی غیبہ احدا ان عبارات سے خوب واضح ہوگیا کہ آیہ شریفہ مسطورۂ بالا میں علم بذاتہ ومن ذاتہ کی نفی کی ہے اور جو تعلیم الٰہی سے ہو اس کی نفی نہیں بلکہ ایسا علم انبیاء و اولیا کو حاصل ہے اور پچھلی عبارت نے تو فیصلہ کردیا کہ جتنی آیتوں میں غیب کی نفی ہے ان کا یہی مطلب ہے کہ غیب بے واسطہ سوائے خداوند کریم کے اور کسی کے لیے نہیں لیکن بواسطہ تعلیم الٰہی بیشک انبیاء اور اولیاء کے لیے ثابت ہے چنانچہ کریمہ فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضٰی

Marfat.com

من رسول سے ظاہر ہے۔ حق تو بحمد اللہ تعالےٰ واضح ہے مگر منکر متعصب کی چشم بصیرت وا نہیں قولہ ان اللہ عندہ علم الساعۃ و ینزل الغیث ۔ و یعلم ما فی الارحام ۔ وما تدری نفس ماذا تکسب غدا ۔ وما تدری نفس بای ارض تموت ۔ ان اللہ علیم خبیر ۔ بیشک اللہ جو ہے اسی کے پاس ہے قیامت کی خبر اور برساتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے لڑکا لڑکی پورا ناقص اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ کیا کمائی کریگا کل اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ کس زمین میں مرے گا بیشک اللہ ہی سب جانتا ہے۔ خبردار۔

اقول۔ یہ آیہ شریفہ منکرین کی بڑی دستاویز ہے کہ اس کو ہمیشہ بے سمجھے پڑھ دیا کرتے ہیں اُن کے خیال میں یہ ہے کہ یہ آیت حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے عالم جمیع اشیاء ہونے پر نص ہے نقیر جیسا کہ بارہا کہہ چکا ہے کہ قرآن شریف میں اور نیز احادیث میں جہاں کہیں ایسے کلام ہیں اُن سے نفی ہر علم کی مقصود ہے کہ جس پر دلیل نہیں اور جو حق سبحانہ تعالےٰ نے خود تعلیم فرمائے ہیں اُن کی نفی کیونکر ہو سکتی ہے کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ ان آیات کا یہ مطلب ہو کہ کسی مخلوق کو غیب کا علم خدا وند عالم جل شانہ کے بتانے پر بھی نہیں نعوذ باللہ۔ یہ کوئی ہرگز نہیں کہہ سکتا بیشک اُس نے جس کو تعلیم فرمایا اُس کے سامنے جمیع اشیاء ظاہر ہیں ہاں اگر یہ مدعا ہے کہ ان اشیاء کا علم بے تعلیم الٰہی کسی کو نہیں تو مسلم اور اگر یہ مطلب ہو کہ اللہ تعالےٰ جل شانہ کے بتانے سے بھی کسی کو معلوم نہیں ہوتا تو یہ سخت بیدینی ہے اور اگر یہ منشاء ہے کہ اللہ جل شانہ نے کسی کو ان اشیاء کا علم عطا ہی نہیں فرمایا تو بھی غلط چنانچہ مشکوٰۃ شریف۔ کی کتاب الایمان کی پہلی حدیث میں ہے کہ جب جبرئیل علیہ السلام نے سرور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے وقت قیام قیامت دریافت کیا تو آنحضرت سراپا رحمت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ما المسئول عنہا باعلم من السائل فرما کر یہی آیہ شریفہ جو جانب مخالف نے نقل کی تلاوت فرمائی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اشعۃ اللمعات میں یہ تحریر فرمایا۔ مراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل ہیچ کس ایں ہا را نداند آنہا از امور غیب اند کہ جز خدا

کے آنزاند اند مگر آنکہ دوسے تعالیٰ از نزد خود کسے را بوحی و الہام بدانا ند۔ اب ایک فارسی داں بھی سمجھ سکتا ہے کہ جس کو جناب حق سبحانہ تعالیٰ نے یہ علم تعلیم فرما دیا اس سے اس آیت میں علم کی نفی نہیں ہے بلکہ صرف اسی شخص سے ہے جو اٹکل سے ان علوم کے جاننے کا مدعی ہو۔ علامہ ابراہیم بیجوری شرح قصیدہ بردہ صفحہ میں فرماتے ہیں ولم یخرج صلے اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم من الدنیا الا بعد ان اعلمہ اللہ تعالیٰ بھذہ الامور الخمسۃ کتاب ابریز صفحہ ۱۵۸ میں ہے قلت للشیخ رضی اللہ عنہ فان علماء الظاھر من المحدثین وغیرھم اختلفوا فی النبی صلے اللہ علیہ وسلم ھل کان یعلم الخمس المذکورات فی قولہ تعالیٰ ان اللہ عندہ علم الساعۃ الآیہ فقال کیف یخفے امر الخمس علیہ صلے اللہ علیہ وسلم والواحد من اھل التصرف من امتہ الشریفۃ لا یمکنہ التصرف الا بمعرفۃ ھذہ الخمس یعنی میں نے اپنے شیخ عبد العزیز عارف رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ علماء ظاہر یعنی محدثین وغیرہ کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ان پانچ چیزوں کا علم تھا کہ جن میں آیہ ان اللہ عندہ علم الساعۃ الخ وارد ہوئی تو شیخ رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ ان پانچوں کا علم حضور پر کیسے مخفی رہ سکتا ہے جبکہ اک صاحب تصرف اُمتی کو بغیر ان پانچوں کے علم کے تصرف ممکن نہیں۔ اس عبارت نے واضح کر دیا کہ حضور اور حضور کے خدام ان پانچوں کے عالم ہیں خلاصہ یہ ہے کہ سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس عالم سے تشریف لیجانے کے قبل ان پانچوں چیزوں کا علم عطا ہو گیا تھا۔ چونکہ اب اختصار پر نظر ہے اس لیئے اس موقع پر صرف ان تین گواہوں پر کفایت کر کے مزید اطمینان کے لئے جدا جدا ثابت کیا جاتا ہے ان پانچوں میں سے ہر اک کا علم سرور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے اور سوائے قیامت کے اور چیزوں کی خبریں لوگوں کو اکثر حضرت نے سنائی ہیں تفسیر روح البیان جلد ۲ کے صفحہ ۳۴۵ پر آیہ یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰھا کے تحت میں ہے قد ذھب بعض المشایخ الی ان النبی صلے اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کان یعرف وقت الساعۃ باعلام اللہ تعالیٰ وھو لا ینافی الحصر فی الآیۃ کما لا یخفی فتوحات وہبیہ شرح اربعین نوویہ کے صفحہ ۴۲ میں ہے فان قیل قولہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت انا والساعۃ کھاتین یدل علی ان عندہ منھا علما والآیات تقتضی ان اللہ تعالیٰ متفرد بعلمھا فالجواب کما قال الحلیمی ان معناہ انا النبی الاخیر فلا یلینی نبی آخر وانما یلینی القیمۃ والحق کما قال جمع ان اللہ سبحانہ وتعالیٰ لم یقبض نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام حتی اطلعہ علی کل ما ابھمہ عنہ الا انہ امرہ بکتم بعض والاعلام ببعض ان عبارتوں سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وقت قیامت بتعلیم الٰہی معلوم تھا بلکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کا علم دیکر اس عالم سے اٹھایا کہ جن کو آپ سے مبہم رکھا تھا اور بعض علوم کے پوشیدہ رکھنے اور بعض کے ظاہر کرنے کا حکم دیا اور مینہ کے بارہ میں بھی آیت کے یہ معنی نہیں کہ بتعلیم الٰہی بھی کوئی مینہ برسنے کا وقت نہیں جان سکتا مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۷۳ میں ایک طویل حدیث ترمذی کی نواس بن سمعان کی روایت سے باب العلامات بین یدی الساعۃ میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مروی ہیں ثم یرسل اللہ مطرا لا یکن منہ بیت مدر ولا وبر جس سے صاف ظاہر ہے کہ بعد فتنہ یاجوج وماجوج کے اللہ تعالیٰ ایک عالمگیر مینہ بھیجے گا جس سے کسی شہر یا گاؤں کا کوئی مکان خالی نہ رہے گا الخ اور اسی مشکوٰۃ شریف کے صفحہ ۴۸۱ باب لا تقوم الساعۃ الا علیٰ شرار الناس میں عبداللہ بن عمرو کی روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں ثم یرسل اللہ مطرا کانہ الطل فینبت منہ اجساد الناس اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سب آدمی مرجائیں گے تو اللہ تبارک وتعالیٰ مینہ کو بھیجے گا گویا کہ وہ شبنم ہے پس اس مینہ سے آدمیوں کے جسم اُگیں گے۔ اب خوب ثابت ہوگیا کہ سرورِ اکرم نے مینہ برسنے کی خبر قبل از وقت سنائی اور قبل از وقت بھی کیسی سینکڑوں سال پہلے اب یہ بھی خیال رکھئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت یہ دولت

آپ کے خادموں کو بھی میسر ہے چنانچہ تفسیر عرائس البیان میں اسی آیت شریفہ کے تحت میں فرمایا ہے ولکن کثیرا ما سمعت من الاولیاء یقول یمطر السماء غدا او لیلا فیمطر کما قال کما سمعنا ان یحیی بن معاذ کان علی راس قبر ولی وقت دفنه وقال لعامة من حضروا ان هذا الرجل من اولیاء الله الٰهی ان کنت صادقا فانزل علینا المطر قال الراوی فنظرت الی السماء وما رائت فیها راحة سحاب فانشاء الله سبحانه سحابه مثل ترس فمطرت فرجعنا مبتلین خلاصہ یہ کہ میں نے اولیا سے یہ بہت سنا ہے کہ کل کو مینہ برسے یا رات کو پس برستا ہے یعنی اسی روز کہ جس روز کی انہوں نے خبر دی ہے اور ہم نے سنا ہے کہ یحییٰ بن معاذ ایک ولی کے دفن کے وقت قبر پر موجود تھے اور انہوں نے عام حاضرین سے کہا یہ شخص یعنی جو دفن کیے گئے ہیں ولی ہیں اور یا الٰہی اگر میں سچا ہوں تو مینہ برسا دے۔ راوی نے کہا کہ میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو بادل کا پتہ نہ تھا پس اللہ نے بادل پیدا کر کے مینہ برسایا کہ ہم لوٹ کر بھیگے ہوئے آئے۔

(۳) اور اسی طرح آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے ما فی الارحام کی بھی خبر دی یعنی قبل پیدا ہونے کے بتا دیا کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی چنانچہ امام مہدی کے پیدا ہونیکی خبر جو آنحضرت نے سنائی ہے اور صحیح حدیثوں میں مذکور اور عام لوگوں کی زبانوں پر ہے صاف بتا رہی ہے کہ آپ کو لڑکا پیدا ہونے کی خبر اس وقت سے ہے کہ جب نطفہ بھی باپ کی پیٹھ میں نہیں بلکہ اس سے بھی بہت پہلے۔ ایسے ہی حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسین علی جدہ وعلیہ السلام کے پیدا ہونے کی خبر دی چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے ص۵۷۲ باب مناقب اہل بیت میں بروایت ام فضل وارد ہے کہ ام فضل نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے آج شب ایک نہایت ناپسند خواب دیکھا ہے فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ کیا عرض کیا کہ وہ بہت سخت ہے فرمایا کیا ہے عرض کیا میں نے دیکھا ہے کہ گویا ایک ٹکڑا حضور کے جسم کا کاٹا گیا اور میری گود میں رکھا گیا حضرت نے فرمایا کہ یہ خواب تو اچھا ہے انشاء اللہ تعالےٰ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ

ما فی الارحام کی خبر

Marfat.com

عنہا، کے لڑکا ہوگا اور وہ تیری گود میں ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ الفاظ حدیث کے یہ ہیں
قلت فاطمۃ انشاء اللہ غلامایکون فی حجرک۔ ذرا تفسیر عرائس البیان میں و یعلم ما فی
الارحام کے تحت صفحہ ۱۴۴ میں ملاحظہ کیجئے فرماتے ہیں وسمعت ایضا من بعض ولیاء اللہ
انہ اخبر ما فی الرحم من ذکر و انثی ورایت بعینی ما اخبر حاصل یہ کہ میں نے بعض
اولیاء اللہ سے یہ بھی سُنا کہ اُنہوں نے مافی الرحم کی خبر دی کہ پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی
اور میں نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا کہ انہوں نے جیسی خبر دی ویسا ہی وقوع میں آیا۔
ذرا بستان المحدثین حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ
کی ملاحظہ ہو کہ وہ صفحہ ۱۴۲ میں فرماتے ہیں نقل می کنند کہ والد شیخ ابن حجر را فرزند نمی زیست
کشیدہ خاطر بحضور شیخ رسید شیخ فرمود از پشت تو فرزندے خواہد بر آمد کہ بعلم خود دنیا را پر کند
یعنی شیخ ابن حجر عسقلانی کے والد ماجد کی اولاد زندہ نہیں رہا کرتی تھی ایک روز
رنجیدہ ہو کر اپنے شیخ کے حضور میں پہنچے شیخ نے فرمایا کہ تیری پشت سے ایسا فرزند از جند
پیدا ہوگا کہ جسکے علم سے دُنیا بھر جائیگی۔ چنانچہ ابن حجر پیدا ہوئے۔ اب ذرا انصاف فرمایئے
کہ ایک ولی کو تو خبر ہے کہ بیٹا ہوگا اور اسکا عالم ہونا بھی معلوم مگر رسول اللہ صلے اللہ تعالے
علیہ وسلم ہی کو خبر نہ ہو گی کہ پیٹ میں کیا ہے صاحبو للہ انصاف اور اسی طرح کل کی بات کا
جاننا۔ اس کے متعلق بھی تفسیر عرائس البیان صفحہ ۱۴۹ جلد ۲ میں یوں مسطور ہے وما سمعت
واقعۃ عن منھم قبل المجی یعنی میں نے اولیاء سے اکثر اگلے روز کا واقعہ قبل آنے کے
سُنا ہے اور رسول اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے تو قیامت تک کی خبریں دیدیں چنانچہ
مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۴۳ باب معجزات میں بروایت عمرو بن اخطب انصاری مروی ہے کہ انہوں
نے کہا کہ ہم کو ایک روز رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے امام ہو کر نماز
فجر پڑھائی پھر منبر پر چڑھکر ظہر تک خطبہ کیا پھر اُتر کر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھکر عصر تک خطبہ کیا
پھر اُتر کر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھکر غروب تک خطبہ کیا اور جو کچھ قیامت
تک ہونے والا ہے اُس کی خبر دیدی۔ پس ہم میں وہی سب سے
زیادہ عالم ہے جو سب سے زیادہ یاد رکھنے والا ہے الفاظ حدیث کے

Marfat.com

یہ ہیں صلی بنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوما الفجر وصعد علی
المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلے ثم صعد المنبر حتی غربت
الشمس فاخبرنا بما ھو کائن الی یوم القیمۃ قال فاعلمنا احفظنا رواہ مسلم
دو چار باتیں ہوں تو گن لیں کہ حضرت نے فلاں کی خبر دی جب آنہوں نے قیامت تک کے
احوال بتا دیئے تو کہاں تک گنے جاویں لیکن مخالفین کی سختی دیکھ کر اس موقع پر ایک
اور حدیث جس میں صاف لفظ غد موجود ہے نقل کیجاتی ہے تاکہ پھر کسی طور پر انکار
کی مجال نہو وہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے یوم خیبر
میں فرمایا کہ میں کل کو ضرور یہ جھنڈا ایسے شخص کو دونگا کہ اللہ اس کے ہاتھ پر فتح
کرائے[۱] گا اور وہ شخص اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا
رسول اس شخص کو دوست رکھتے ہیں چنانچہ الفاظ اس حدیث کے کہ بروایت سہل ابن سعد
سرور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں اور مشکوۃ شریف کے صفحہ ۵۶۳ باب مناقب علی بن
ابی طالب میں موجود ہیں یہ ہیں قال یوم خیبر لاعطین ھذہ الرایۃ غدا رجلا یفتح
اللہ علی یدیہ یحب اللہ و رسولہ ویحبہ اللہ و رسولہ اور یہیں مخالفین کے
اس شبہہ کا بھی جواب سن لینا چاہیئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کو جنہوں
نے اپنے آبا مقتولین یوم بعاث کا مرثیہ گانے میں وفینا نبی یعلم ما فی غد کہدیا تھا
یہ فرمایا کہ اس قول کو چھوڑ دے اور جو کچھ کہہ رہی تھی وہی کہے جاؤ۔ یہ بھی وہابیوں کا ایک
بڑا اعتراض ہے اس کو انکے مرشد نے تقویۃ الایمان میں بھی لکھا ہے۔ اور مولوی
غلام محمد راندہیری نے غیبی رسالہ میں اور مخالفین نے اپنی اپنی تحریروں میں لکھا ہے حرز جنید
کہ ادہر کی منقولہ عبارات سے منصف مزاج آدمی دریافت کر سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ما فی غد بتا دیا اور آپ کو اس کا علم تھا پھر یہ اعتراض قابل جواب نہیں مگر دفع توہم
کے لیئے مرقاۃ المفاتیح سے اس کی شرح بھی نقل کیجاتی ہے وانما منع القائلۃ بقولہا وفینا
نبی الخ لکراھۃ نسبۃ علم الغیب الیہ لانہ لا یعلم الغیب الا اللہ وانما یعلم الرسول

۱ چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ حدیث میں موجود ہے۔ ۱۲

Marfat.com

من الغیب ما اعلمہ او لکراھۃ ان یذکر فی اثناء ضرب الدف و اثناء مرثیۃ المقتلی لعلو منصبہ عن ذلک اس سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کو اس واسطے منع کر دیا کہ انہوں نے غیب کی نسبت مطلقاً آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی طرف کر دی تھی درآنحالیکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام بتعلیم الٰہی جانتے ہیں یا اس واسطے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اس بات کو مکروہ جانا کہ دف بجانیمیں آپکا ذکر کیا جائے یا مقتولین کا مرثیہ گانیمیں آپ کی ثنا کیجائے اس لئے کہ یہ آپکے علوئے منصب کے خلاف ہے۔ رہی یہ بات کہ کوئی نہیں جانتا کہ کہاں مریگا۔ اس کے متعلق بھی تفسیر عرائس البیان میں ملاحظہ کیجئے۔ وربما قالوا انی امرت بموضع کذا ومنھم ابو غریب الاصفھانی قدس اللہ روحہ مرض فی شیراز فی زمان الشیخ ابی عبداللہ بن حنیف قدس روحہ وقال اذا مت فی شیراز فلا تدفنونی الا فی مقابر الیھود فانی سالت اللہ ان اموت فی طرطوس فبرأ ومضی الی طرطوس ومات بھا رحمۃ اللہ علیہ حاصل یہ کہ اولیاء اللہ نے اکثر کہا ہے کہ میں فلاں جگہ مروں گا اور انہی میں سے ابو غریب اصفہانی رحمۃ اللہ بھی ہیں کہ وہ کبھی شیراز میں ابو عبداللہ بن حنیف رحمۃ اللہ کے زمانہ میں مریض ہو کر کہنے لگے کہ اگر میں شیراز میں مروں تو مجھ کو مقابر یہود[1] میں دفن کرنا میں نے اللہ سے سوال کیا ہے کہ میں طرطوس ہی میں مرولی پس وہ اچھے ہو گئے اور طرطوس جا کر وفات پائی کیا اب بھی کسی مسلمان کو شک ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو یہ علم بعطائے الٰہی حاصل نہ تھا جبکہ آپکے امتیوں کیلئے بھی ثابت ہو گیا۔ خود ہمارے حضرت نے اپنی وفات کی جگہ بتا دی چنانچہ معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجتے وقت حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم خود انکے ساتھ وصیت فرماتے ہوئے تشریف لائے اور جب وصیت فرما چکے تو فرمایا اے معاذ قریب ہی کہ اس سال کے بعد ہماری تمہاری ملاقات نہ ہو اور شاید کہ تم میری اس مسجد اور قبر پر گزرو۔ یہ کلمہ جانگزا سنکر معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فراق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال

---

[1] یعنی انہیں یقین تھا کہ ہمیں طرطوس جا کر موت آئے گی جبھی تو وہ ہوے سے فرمایا کہ اگر میں شیراز میں مر جاؤں تو مجھے یہودیوں کے گورستان میں دفن کرنا یعنی مجھے شیراز میں ہرگز موت نہ آئے گی منہ سلمہ اللہ تعالےٰ۔

Marfat.com

بے بیقرار ہو کر رونے لگے مشکوۃ شریف میں ہے وعن معاذ بن جبل قال لما بعثہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الی الیمن خرج معہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوصیہ
ومعاذ راکب ورسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یمشی تحت راحلتہ فلما فرغ
قال یا معاذ انک عسی ان لا تلقانی بعد عامی ھذا ولعلک ان تمر بمسجدی ھذا
وقبری فبکی معاذ جشعا لفراق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے علاوہ اور بہت سی
حدیثیں ان مضامین کو ثابت کرتی ہیں جنکے نقل کی اس مختصر میں گنجائش نہیں ولیوں کے احوال بھی بکثرت
ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حق سبحانہ تعالی نے انکو یہ علوم عطا فرمائے ہیں شیخ ولی الدین
ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی الکمال فی اسماء الرجال صہ۶۲ میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالی
کے حال میں لکھتے ہیں قال المزنی دخلت علی الشافعی فی علتہ التی مات فیھا
فقلت کیف اصبحت قال اصبحت من الدنیا راحلا و الاخوانی مفارقا و لکاس
المنیۃ شاربا ولسوء اعمالی ملاقیا و علی اللہ واردا یعنی مزنی نے کہا کہ جس مرض میں
امام شافعی رحمہ اللہ نے وفات پائی اسمیں میں انکے پاس گیا اور میں نے کہا کہ آپنے کس حال میں
صبح کی فرمایا اس حال کہ میں دنیا سے سفر کرنیوالا ہوں۔ اپنے بھائیوں سے جدا ہونیوالا
ہوں موت کا جام پینے والا ہوں اپنے سوء اعمال سے ملنے والا ہوں۔ اللہ پر وارد
ہونیوالا ہوں۔ کہئے صاحب یہاں تو امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی وفات کی خبر دی اور آپ کو
ابھی سرور اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے علم میں بھی شبہ ہو اب بخوبی ثابت ہوگیا کہ اس
آیت سے نفی علم عطائی کی سمجھنا مخالفین ہی کا کام ہے اور اسی مضمون کے قریب قریب
ایک دوسری آیت جو ہر دم مخالفین کی زبانوں پر رہتی ہے اور جس سے بے محل استشہاد
کیا جاتا ہے یہ ہے وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو یعنی اللہ ہی کے پاس ہیں غیب
کی کنجیاں نہیں جانتا ہے کوئی اس کو مگر وہی اس آیت سے بھی نفی علم عطائی کی ثابت کرنا ظلم ہے۔
تفسیر عرائس البیان میں اسی آیہ کے تحت میں سطور ہے قال الجریری لا یعلمھا الا ھو ومن یطلعہ
علیھا من صفی وخلیل وحبیب وولی یعنی جریری نے کہا کہ مفاتح غیب کو کوئی نہیں
جانتا مگر اللہ اور وہ شخص جس کو اللہ تعالے اس پر اطلاع دے خواہ وہ صفی ہو یا خلیل یا حبیب یا ولی

اور اس سے چند سطر اوپر اسی تفسیر میں لکھا ہے وقولہ لا یعلمہا الا ھو ای لا یعلمہا الاولون والاخرون قبل اظہارہ تعالیٰ ذالک لھم یعنی اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ظاہر کرنے کے پہلے کوئی نہیں جان سکتا۔ اب خیال فرمائیے کہ کیا اس آیت سے ثابت ہو گیا کہ اللہ کی تعلیم سے بھی ان علوم کا کوئی عالم نہیں ہو سکتا نہیں ہرگز نہیں بلکہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اظہار کے بعد اسکے اولیاء و اصفیاء تک کو ان مفاتیح غیب کا علم حاصل ہو جاتا ہے چہ جائیکہ سید الانبیاء صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو۔

الباب الثانی

ہر چند کہ گزشتہ تحریر علم نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعت ثابت کرنے میں کافی ہے اور غور کرنے والے کو اسمیں مجال انکار نہیں لیکن وہابیہ کی عادت ہے کہ وہ لوگوں کو چھوٹے چھوٹے نئے شبہے بتلاتے رہتے ہیں اس لئے اس باب میں تینے شبہات کے مختصر جوابات لکھے جاتے ہیں تاکہ مسلمانوں کو آگاہی ہو اور وہابیہ کے اعتقادات سے بچیں **شبہہ اول** قرآن شریف کی بعض آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب نہ تھا چنانچہ قل[1] لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب دوسری آیہ لو کنت[2] اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر اسپر دال ہے **جواب** ان آیتوں سے حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم نہ ہونے ویں لانا خود قرآن سے جاہل ہونیکی دلیل ہے یہاں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میں غیب جانتا ہی نہیں تواضع ہے جمل حاشیہ جلالین جلد ۲ صفحہ ۱ میں تفسیر خازن سے نقل کیا ہے فان قلت قد اخبر صلی اللہ علیہ وسلم عن المغیبات وقد جاءت احادیث فی الصحیح بذالک وھو من اعظم معجزاتہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فکیف الجمع بینہ وبین قولہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر قلت یحتمل ان یکون قالہ علی سبیل التواضع والادب والمعنی لا اعلم الغیب الا ان یطلعنی اللہ علیہ ویقدرہ لی ویحتمل ان یکون قال

له کہدو اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں ۲ه اگر میں غیب جانتا ہوتا تو خیر زیادہ کر لیتا۔

ذالك قبل ان یطلعہ اللہ عز وجل علی علم الغیب اس عبارت کا حاصل مضمون یہ ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بکثرت مغیبات کی خبریں دیں اور صحیح احادیث سے ثابت ہے اور غیب کا علم حضور کے اعظم معجزات میں سے ہے پھر آیہ ولو کنت اعلم الغیب الخ کے کیا معنی ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور نے اپنی ذات جامع کمالات سے علم کی نفی تواضعا فرمائی اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ میں غیب نہیں جانتا مگر اللہ تعالےٰ کے مطلع فرمانے سے اور اس کے مقدر کرنے سے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ علم غیب عطا ہونے سے پہلے لو کنت الآیۃ فرمایا ہو اور علم اس کے بعد عطا ہوا۔ غرضکہ یہ آیات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے غیب نہ جاننے پر دلیل نہیں یا آیات مذکورہ کا یہ مطلب ہے کہ بالذات اور بالاستقلال غیب کا علم کسی کو نہیں ہمارے حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے تو تعلیم الٰہی ہے چنانچہ تفسیر نیشا پوری میں ہے ای قل لا اعلم الغیب فیکون فیہ دلالۃ علی ان الغیب بالاستقلال لا یعلمہ الا اللہ خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت اس امر کی دلیل ہے کہ بالاستقلال کوئی غیب کا عالم نہیں سوائے خدائے تعالیٰ کے۔ علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض میں فرماتے ہیں وقولہ لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ واما اطلاعہ علیہ باعلام اللہ تعالےٰ فامر متحقق قال اللہ تعالیٰ عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول یعنی آیہ لو کنت الخ میں اس علم کی نفی ہے جو بے واسطہ ہو لیکن بواسطہ تعلیم الٰہی کے پس بیشک ہمارے حضرت کے لئے ثابت ہے جیسا کہ باری تعالےٰ نے فرمایا عالم الغیب فلا یظھر الآیہ یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ آیہ شریفہ میں لفظ لو کنت اعلم اور لاستکثرت اور ما مسنی سب صیغے ماضی کے ہیں جو زمانہ گزشتہ پر دلالت کرتے ہیں آیت شریفہ کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر میں زمانہ گزشتہ میں غیب کو جانتا تو بہت سی خیر جمع کر لیتا اور مجھ کو برائی نہ پہنچتی۔ اگر جملہ عبارات مسطورہ بالا سے قطع نظر کر کے حسب مدعا مخالف یہ فرض کر لیا جائے کہ اس آیہ شریفہ سے انکار غیب معلوم ہوتا ہے تو بھی ہمیں کچھ مضر نہیں اس لئے کہ اگر بالفرض آیت میں انکار ہے تو زمانہ گزشتہ میں حاصل ہونے کا انکار ہے کہ اگر میں پہلے غیب جانتا تو بہت سی خیر جمع کر لیتا اور برائی مجھ کو نہ پہنچتی۔ اب آیت میں اس

امر پر دلالت نہیں کہ میں اب بھی غیب نہیں جانتا یا آئندہ بھی مجھے اسکا علم نہو گا پس اگر آیت میں
بیان ہے تو اسوقت کا بیان ہے کہ جسوقت حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب پر اطلاع
نہ دی گئی تھی نہ اسکے بعد کا جیساکہ اوپر حاشیہ جمل کی عبارت سے واضح ہو چکا۔

شبہہ دوم قرآن شریف میں ہے ومنهم من قصصنا علیك ومنهم من لم نقصص علیك
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے ہمارے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ
وسلم سے بعض انبیاء کا قصہ نہیں کیا پھر وہ تمام چیزوں کے عالم کیونکر ہوئے؟

جواب۔ آیہ شریفہ کی یہ مراد ہے کہ ہمنے بواسطہ وحی جلی کے قصہ نہیں کیا یہ علم نہونیکی دلیل نہیں
اس لیئے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بواسطہ وحی خفی کے اس پر مطلع فرمایا ہے
چنانچہ ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۵۰ میں فرماتے ہیں هذا الا ینافی قوله تعالےٰ
(ولقد ارسلنا رسلاً من قبلك منهم من قصصنا علیك ومنهم من لم نقصص علیك)
لان المنفی هو التفصیل والثابت هو الاجمال والنفی مقید بالوحی الجلی والثبوت متحقق
بالوحی الخفی ہمارے حضرت سیدنا مولٰنا محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم
نے فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی ہیں اور انمیں سے تین سو تیرہ رسول ہیں پس ہمارے حضرت
کا انبیاء کی تعداد بتانا آیت کے منافی نہیں اس لیئے کہ آیت میں نفی تفصیل کی ہے اور اجمال ثابت
ہے۔ یا آیت کی نفی وحی جلی کے ساتھ مقید ہے اور ثبوت وحی خفی سے متعلق ہے۔

شبہہ سوم کلام اللہ میں ہے لا تعلمهم نحن نعلمهم اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ
رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منافقین کے حال کی خبر نہیں۔

جواب۔ اوّل تو اس آیت سے یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ سرور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
تعلیم الٰہی بھی منافقین کے حال کا علم نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تم منافقین
کے حال کو اپنی فراست اور دانائی سے نہیں جانتے چنانچہ بیضاوی میں ہے تخفی علیك حالهم
مع کمال فطنتك وصدق فراستك مگر حضرت تعلیم الٰہی ضرور جانتے ہیں چنانچہ جمل جلد ۴ صفحہ ۱۶۰
میں ہے معنی الاٰیة وانك یا محمد لتعرفن المنافقین فیما یعرضون به من القول من تهجین
امرك وامر المسلمین وتقبیحه والاستهزاء به فکان بعد هذا الاٰیة لم ینافق عند النبی

صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الاعرفہ بقولہ ولیستدل بفحوی کلامہ علی فساد
باطنہ ونفاقہ دوم یہ کہ یہ آیت پہلے نازل ہوئی اس کے بعد علم عطا فرمایا گیا چنانچہ اسی جمل میں
تحت آیہ لاتعلمہم کے مسطور ہے فان قلت کیف نفی عنہ علمہ بحال المنافقین ثم
فی قولہ تعالیٰ ولتعرفنہم فی لحن القول فالجواب ان اٰیۃ النفی نزلت قبل
اٰیۃ الاثبات فلاتنافی کذا فی الخ پس اب ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم منافقین کے حال کے بھی عالم ہیں۔

شبہہ چہارم ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی الخ
مخالفین کی خوش فہمیوں نے انھیں اس امر پر آمادہ کر دیا کہ وہ یہ کہتے پھرتے ہیں کہ
حضرت سراپا رحمت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روح کا علم نہ تھا۔

جواب سبحان اللہ جناب مخالف کس درجہ عقیل ہیں بھلا یہ آیت کے کس لفظ کا ترجمہ کہ
رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روح کا علم نہ تھا۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے اے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم تم سے روح کی نسبت سوال کرتے ہیں تم کہدو کہ روح میرے رب کے امر سے ہے اس سے
یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت کو اسکا علم نہ تھا اب محققین کا فیصلہ اس امر میں کیا ہے وہ
ملاحظہ فرمائیے امام محمد غزالی رحمۃ اللہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں ولا تظن ان
ذلک لم یکن مکشوفا لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فان من لم یعرف نفسہ
فکیف یعرف اللہ سبحانہ ولا یبعد ان یکون ذلک مکشوفا لبعض الاولیاء والعلماء
یعنی گمان نہ کر کہ رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہ ظاہر نہ تھا اس لئے کہ جو شخص روح کو نہیں
جانتا وہ اپنے نفس کو نہیں پہچانتا اور جو اپنے نفس کو نہیں پہچانتا وہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کو کیونکر
پہچان سکتا ہے اور بعید نہیں ہے کہ بعض اولیاء اور علماء کو بھی اسکا علم ہو شیخ عبدالحق محدث
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ جلد دوم میں فرماتے ہیں چہ گونہ جرأت کند

مومن عارف کہ نفی علم بحقیقت روح از سید المرسلین و امام العارفین صلی اللہ علیہ وسلم کند دادہ است
او را حق سبحانہ تعالیٰ علم ذات و صفات خود و فتح کردہ بروئے فتح مبین از علوم اولین و آخرین
روح انسانی چہ باشد کہ در جنب جامعیت وے قطرہ ایست از دریا و ذرہ ایست از بیدار

اس سے صاف ظاہر ہے کہ روح کا علم حضرت کے دریائے علم کا ایک قطرہ ہے اور حق تعالے نے حضرت کو مرحمت فرمایا

شبہہ پنجم کافروں نے حضرت عائشہ پر تہمت باندھی تھی حضرت کو نہایت رنج ہوا تھا جب بہت روزوں کے بعد خدا نے قرآن میں فرمایا کہ عائشہ پاک ہے کافر جھوٹے ہیں تب حضرت کو خبر ہوئی اگر آگے سے معلوم ہوتا تو کیوں غم ہوتا (از نصیحۃ المسلمین خرم علی بلہوری)

جواب سرمایۂ ناز مخالفین کا یہی شبہہ ہے جو ہر چھوٹے بڑے کو یاد کرا دیا گیا ہے اور اس بیباکی سے زبان پر آتا ہے کہ خدا کی پناہ پھر اگر انصاف سے غور فرمائیے تو کھل جائے کہ بجز ابلہ فریبی کے اور کچھ نہیں اللہ ہوش درست نصیب فرمائے تو سمجھ لینا کچھ مشکل نہیں ہے کہ بدنامی ہر شخص کو غم کا باعث ہوتی ہے اور پھر جھوٹی بدنامی اگر اپنی بدنامی ہوتے دیکھیں اور لوگوں کے طعن سنیں اور یقینا جانیں کہ جو ہمکو کہا جاتا ہے بالکل غلط اور سراسر بہتان ہے تو کیا حیاداروں کو رنج نہ ہوگا اور جو ہوگا تو وہ انکی بدگمانی کی دلیل ہو جائیگا ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ حضرت سراپا رحمت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا کی نسبت کسی قسم کی بدگمانی نہ تھی۔ پھر غم کیوں تھا صرف اس وجہ سے کہ کافروں کی یہ حرکت یعنی تہمت اور اسکی شہرت پریشانی کا باعث ہو گئی تھی یہ وجہ غم کی تھی نہ اصل واقعہ کی ناواقفیت جیسا کہ شہبازِ زمانہ کا خیال ہے تفسیر کبیر جلد ۶ مطبوعہ مصر میں ہے فان[۱] قیل کیف جاز ان تکون امرأۃ النبی کافرۃ کامرأتی نوح و لوط و لم یجز ان تکون فاجرۃ و ایضا فلو لم یجز ذلک لکان الرسول اعرف الناس بامتناعہ و لو عرف ذلک لما ضاق قلبہ و لما سأل عائشۃ کیفیۃ الواقعۃ قلنا الجواب عن الاول ان الکفر لیس من المنفرات

ص ۲۷۵

[۱] پس اگر کہا جاوے کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ انبیا علیہم السلام کی بیبیاں کافر تو ہوں جیسے کہ حضرت لوط اور نوح علیہم السلام کی مگر فاجرہ اور بدکار نہ ہوں اور اگر یہ ممکن ہوتا کہ انبیا علیہم السلام کی بیبیاں فاجرہ ہوں تو رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو ضرور معلوم ہوتا جب حضرت کو یہ معلوم ہوتا کہ نبی کی بی بی فاجرہ ہو ہی نہیں سکتی تو حضور تنگدل نہ ہوتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے واقعہ کی کیفیت دریافت نہ فرماتے تو پہلی بات کا جواب تو یہ ہے کہ کفر نفرت دینے والی چیز نہیں ہے مگر بی بی کا فاجرہ (بدکار) ہونا نفرت دلانیوالی چیز ہے لہذا ممکن نہیں کہ انبیا علیہم السلام کی بیبیاں فاجرہ (بدکار) ہوں دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کافروں کے اقوال سے تنگدل اور مغموم ہو جایا کرتے تھے باوجودیکہ حضور کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کفار کے یہ اقوال بالکل ناسزا ہیں چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون یعنی ہم جانتے ہیں کہ آپ انکی بیہودہ باتوں سے تنگدل ہوتے ہیں تو یہ واقعہ بھی ایسا ہی یعنی حضور کا تنگدل ہونا محض کفار کی بیہودہ گوئی پر تھا باوجودیکہ حضور صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو ان کی بیہودہ بکواس کا باطل اور جھوٹا ہونا معلوم تھا ۱۲ منہ

اما کونہا فاجرۃ فمن المنفرات والجواب عن الثانی انہ علیہ السلام کثیرا ما کان یضیق قلبہ من اقوال الکفار مع علمہ بفساد تلک الاقوال قال اللہ تعالیٰ ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون فکان ہذا من ہذا الباب جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافروں کے مفسدانہ اقوال سے تنگ ہوتے تھے جسکو خود حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے ولقد نعلم انک یضیق الآیۃ اور ان مفسدوں کے اقوال کے فساد کو جانتے بھی تھے اسی طرح اس موقع پر بھی کفار کی جھوٹی تہمت سے مغموم تھے اور یہ جانتے تھے کہ کافر جھوٹے ہیں صاحب تفسیر کبیر کی یہ تقریر نہایت معقول ہے ہر شخص جس کو زنا وغیرہ کی تہمت سے متہم کریں اور ہر جگہ اسی کا چرچا اسی کا ذکر ہو تو وہ شخص اور نیز اسکے اقارب باوجود اسکی پاکی کے اعتقاد کے بھی سخت مغموم و پریشان ہونگے یہی وجہ تھی کہ حضرت کو غم ہوا مگر مخالف عنید یا بدبخت پلید نہیں مانیگا جبتک دو الزام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی نہ لگائے ایک عدم علم کا اور ایک یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بدگمانی کی جو شرعاً ناجائز ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تقوے اور تہمت کے منافق ہونے کیطرف کچھ توجہ نہ فرمائی۔ چاہیئے تو تھا گمان نیک اور کی بدگمانی معاذ اللہ تفسیر کبیر جلد ۶ میں ہے

وثانیہا ان المعروف من حال عائشۃ قبل تلک الواقعۃ انما ہو الصون والبعد عن مقدمات الفجور ومن کان کذالک کان اللائق احسان الظن بہ وثالثہا ان القاذفین کانوا من المنافقین واتباعہم وقد عرف ان الکلام الذی المفتری ضرب من الھذیان فلمجموع ہذہ القرائن کان ذلک القول معلوم الفساد قبل نزول الوحی۔

اگرچہ تفسیر کبیر کی عبارتوں سے یہ بات یقینی ہوچکی ہے کہ اس قصہ افک سے عدم علم نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر استدلال کرنا سخت بیحیائی ہے اور حضرت کو قبل از نزول وحی علم تھا کہ صدیقہ پاک ہیں پھر حضرت کا ظاہر نہ فرمانا بالکل عقل کے موافق ہے کوئی اپنے قضیہ اور معاملہ کا خود فیصلہ نہیں کرلیتا

سلہ یعنی دوم یہ کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے پیشتر کے حالات سے ظاہر تھا کہ عائشہ مقدمات فجور سے بہت دور اور پاک ہیں اور جو ایسا ہو اسکے ساتھ نیک گمان کرنا چاہیے سوم یہ کہ تہمت لگانیوالے منافق اور ان کے اتباع تھے اور یہ ظاہر ہے کہ مفتری دشمن کی بات ایک ہذیان ہے پس بنابران جمیع قرائن کے یہ قول بدترین بول جس سے مخالفوں نے مدد چاہی ہے نزول وحی سے قبل معلوم الفساد تھا۔ ۱۲ منہ

Marfat.com

حضرت صدیقہ کی پاکی پر حضور کا قسم کھانا

دوسرے وحی کا انتظار کہ فضیلت او ربرارۃ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کی قرآن پاک سے ثابت ہوتا کہ اس تہمت کا جتنا رنج ہوا ہے وہ سب کالعدم ہو کر مسرت تازہ حاصل ہو۔

مگر اب ہم ایک ایسی مضبوط دلیل لائیں جس کے بعد مجال گفتگو نہو حدیث ایک جو بخاری کی کتاب الشہادات باب **تعدیل النساء بعضھن عن بعض** میں ہے اسمیں ہے فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یعذرنی من رجل بلغنی اذاہ فی اھلی فواللہ ما علمت علی اھلی الا خیرا وقد ذکروا رجلا ما علمت علیہ الا خیرا اس سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکی پر یقین تھا اور کفار کی تہمت سے شبہہ تک نہیں ہوا اسی واسطے آپ نے قسم کھا کر فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے اپنی اہل پر خیر کا یقین ہے اب بھی اگر کوئی انکار کرے اور کہے کہ نہیں حضرت کو علم نہ تھا تو اس منکر متعصب کا دنیا میں تو کیا علاج مگر میدان حشر میں انشاء اللہ اس بیباک کو ضرور اس بیباکی کی سزا ملے گی کہ سرور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جس چیز پر قسم کھا کر فرمادیا کہ میں خیر جانتا ہوں۔ یہ دشمن دین اسی کو کہے کہ وہ نہیں جانتے تھے معاذ اللہ۔ مومن کامل کے لیئے تو اتنا ہی کافی تھا کہ جب بدگمانی شرعاً جائز نہیں تو سرور اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو ہرگز شبہہ بھی نہ تھا اس لیئے کہ آپ معصوم ہیں یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا پر یا کسی پر بدگمانی کریں مگر اب تو معاند کے لیئے بھی بحمدہ تعالیٰ حدیث و تفسیر سے ثابت ہوا کہ حضرت کو اس واقعہ سے ناواقفیت نہ تھی نہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت کوئی بدگمانی اور آپ کے پر توفیض سے جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سینوں میں جلوے نظر آئے اور انہوں نے بوقت مشاورت بیان فرمائے۔

اس مختصر میں گنجائش نہیں کہ مذکور ہوسکیں اور حضرت سرور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کی طرف ایک مدت تک توجہ نہ فرمانا بھی ان کی طرف بدگمانی کی دلیل نہیں ہو سکتا بلکہ حالت غم کا منشا بے التفاتی ہے اور اگر خدا حق بین آنکھ عطا فرمائے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف چند روز توجہ نہ فرمانے میں وہ بھید نظر آئیں جو مومن کی روح کے لیئے راحت بے نہایت ہوں۔ انتظار وحی میں محبوبہ کی طرف توجہ نہ فرمانا وحی دیر میں آئی اگر فوراً آجاتی تو کافروں کی اتنی شورش نہوتی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو صبر

Marfat.com

ثواب زیادہ ہوتا رہا اور امتحان بھی ہوگیا کہ کیسی صابرہ ہیں۔ ادھر حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا امتحان کہ علم سے سینہ بھر دیا۔ واقعہ سامنے کر دیا۔ جملہ حالات حق سبحانہ تعالے نے حضرت کے پیش نظر فرما دیئے۔ اُدھر کافروں نے جھوٹی تہمت لگائی۔ اب دیکھنا ہے کہ محبوب رب اپنی محبوبہ یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کی تہمت پر باوجود علم کے صبر کر کے اللہ جل شانہ پر معاملہ تفویض کرتے ہیں جو لایق شان کامل کے ہے یا کفار کے طعن سے بیقرار ہو کر سینہ کا خزانہ کھولڈالتے ہیں شاید بقوت ہی دیر صبر ہونا ممکن ہو اور زیادہ دیر تک صبر نہ کر سکیں اس واسطے عرصہ تک تو وحی ہی نہیں آئی کہ اس میں ایک دوسرا یہ امتحان تھا کہ ان کی محبوبہ پریشان ہیں اُن کی تسکین فرماتے ہیں یا وحی کلام محبوب حقیقی میں دیر ہونے سے بیقرار ہوئے جاتے ہیں۔ اگر حضرت کے معاملہ ظاہر نفرمانے اور وحی دیر میں آنے کی حکمت پر غور کر کے لکھا جائے تو بڑے بڑے دفتر ناکافی ہیں اسلئے اس مختصر میں اسی پر اکتفا کیا گیا۔ سرور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو تو برأت صدیقہ کا یقین ہونا ثابت ہوا مگر اُن حضرات کا مرتبہ دریافت کیجئے جنہوں نے رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر دو بدگمانیاں کیں ایک یہ کہ انکو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بدگمانی تھی اور ایک یہ کہ آپکو واقعہ کا علم نہ تھا عینی شرح بخاری جلد پنجم صفحہ ۳۸۲ میں ہے فی التلویح ظن السوء بالانبیاء کفر یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بدگمانی کرنا کفر ہے تو جس نے دو بدگمانیاں کیں اسکا کیا حال ہوگا۔ چاہیئے کہ وہ توبہ کرے۔

شبہہ ششم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا نے فرمایا کہ جو کوئی یہ کہے کہ محمد صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے یا کسی علم کو چھپایا یا اُن پانچ چیزوں کو جانتے تھے جنکا ذکر اس آیت میں ہے ان اللہ عندہ علم الساعۃ الخ تو وہ شخص بڑا جھوٹا ہے چنانچہ وہ حدیث یہ ہے عن مسروق قال قالت عائشۃ من اخبرک ان محمدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم رای ربہ او کتم شیئا مما امر بہ او یعلم الخمس التی قال اللہ تعالی ان اللہ عندہ علم الساعۃ و ینزل الغیث فقد اعظم الفریۃ رواہ الترمذی **جواب** اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا نے تین باتیں فرمائیں۔ ایک تو یہ کہ آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے اپنے رب کو نہیں دیکھا یہ بات ہرگز قابل قبول نہیں۔ یہ صرف رائے تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰی عنہم اجمعین نے نہیں مانی نہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کوئی

تنبیہ: یعنی رسالہ مطبوعہ ... فتاوی مطبوعہ لاہور صفحہ ... کشف الغطاء صفحہ ... اور فتاوی علماء دیوبند میں ہے اور بجز رسالہ ... اہل حدیث کا ہے ... صفحہ ... میں ہے

(حاشیہ: ... وحی نہ آنے ... دیر ...)

حدیث مرفوع ذکر کی بلکہ صحابہ کرام نے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے مخالف وقوعِ رویت کا اثبات کیا اور اب تک جمہور علمائے اسلام اس کو مانتے چلے آتے ہیں چونکہ بحث سے خارج ہے اس لیئے اس کی بحث نہیں کی جاتی دوم یہ کہ آپ نے کسی علم کو نہیں چھپایا۔ اس سے یہ مراد ہے کہ جنکی تبلیغ کا حکم تھا اُن میں سے کچھ نہیں چھپایا اور جن کے چھپانے کا حکم تھا وہ بیشک چھپائے۔

انوار التنزیل میں ہے قولہ تعالیٰ بلغ ما انزل الیک المراد تبلیغ ما یتعلق بمصالح العباد وقصد بانزالہ اطلاعھم علیہ فان من الاسرار الالٰھیۃ ما یحرم افشائہ۔

روح البیان جلد ۳ میں ہے وفی الحدیث سالنی ربی ای لیلۃ المعراج فلم استطع ان اجیبہ فوضع یدہ بین کتفی بلا تکئیف ولا تحدید ای ید قدرتہ لانہ سبحانہ منزہ عن الجارحۃ فوجدت بردھا فاورثنی علم الاولین والاٰخرین وعلمنی علوما شتی فعلم اخذ عھدہ علی کتمہ اذ ھو علم لا یقدر علی حملہ غیرے وعلم خیرنی فیہ وعلم امرنی بتبلیغہ الی الخاص والعام من امتی وھی الانس والجن والملک کما فی انسان العیون خلاصہ یہ کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے میرے رب نے شب معراج میں کچھ پوچھا میں جواب نہ دے سکا پس اُس نے اپنا دست رحمت و قدرت بے تکیف و تحدید میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اُس کی سردی پائی پس مجھے علم اولین و آخرین کے دیئے اور کئی قسم کے علوم تعلیم فرمائے ایک علم تو ایسا ہے جسکے چھپانے پر مجھ سے عہد لے لیا کہ میں کسی سے نہ کہوں اور میرے سوا کسی کو اُس کے برداشت کرنیکی طاقت نہیں ہے اور ایک ایسا علم جسکے چھپانے اور سکھانیکا مجھے اختیار دیا۔ اور ایک ایسا علم جسکے سکھانیکا ہر خاص و عام اُمتی کی نسبت حکم فرمایا اور انسان اور جن اور فرشتے یہ سب حضرت کے اُمتی ہیں **ھکذا فی مدارج النبوۃ** اب حدیث و تفسیر سے ثابت ہوا کہ امر محقق یہی ہے کہ اسرار الٰہی کا علم جو حضرت کو مرحمت ہوا ہے اُس کا افشا حرام ہے سوم یہ کہ ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت میں جن پانچ چیزوں کا ذکر ہے انھیں حضرت نہیں جانتے اس سے یہی مراد ہے کہ خود بخود نہیں جانتے مگر بتعلیم الٰہی جانتے ہیں

Marfat.com

چنانچہ اس کا بیان گزر چکا مگر یہاں بھی کچھ ذکر کرتے ہیں **تفسیر عرائس البیان میں ہے** وقولہ
ولا یعلمہا الا ھو ای لا یعلم الاولون والاخرون قبل اظہارہ تعالیٰ ذٰلک لھم ولم
یعلم حقائق اقدارہا الا ھو لانہ تعالیٰ عرف قدرہ بالحقیقۃ لا غیر وایضا لا یعرف
طریق وجدانہا والوسیلۃ الیہا الا ھو بذاتہ تعالیٰ عرف طرقہا لاھلہا قال تعالیٰ
عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اس سے ظاہر ہے
کہ مفاتیح غیب کو نہ جاننا قبل اظہار اللہ جل شانہ کے ہے پس روشن ہو گیا کہ نفی علم ذاتی کی ہے
علم قیامت شرح مقاصد صفحہ ٢ جلد ثانی ان الغیب ھھنا لیس علی العموم بل مطلق
او معین ھو وقت وقوع القیامۃ لقرینۃ السیاق ولا یبعد ان یطلع علیہ
بعض الرسول من الملئکۃ والبشر اس سے ظاہر کہ علم قیامت کی اطلاع محال
نہیں نہ آیت میں اس کی تعلیم کا انکار بلکہ علم ذاتی کا انکار ہے **ھٰکذا فی التفسیر الکبیر**
للامام الرازی تحت قولہ تعالیٰ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی
من رسول۔ رہا مینہ برسنے کا علم کہ کب برسیگا تو اس کا ذکر بالتفصیل ماسبق میں گزرا اور
کتاب الابریز میں اس شبہہ کے جواب میں لکھتے ہیں وکیف یخفی علیہ ذٰلک
والاقطاب السبعۃ من امتہ الشریفۃ یعلمونہا وھم دون الغوث فکیف بالغوث
فکیف بسید الاولین والاٰخرین الذی ھو سبب کل شیئ ومنہ کل شیئ انتہی
یعنی علم قیامت سرور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر کیونکر مخفی رہ سکتا ہے جبکہ آپکی امت
شریفہ کے ساتوں قطب اس کے عالم ہیں اور غوثوں کا مرتبہ قطبوں سے بھی بالاتر ہے
پھر وہ کس طرح اس کے عالم نہ ہوں گے اور سید الاولین وآخرین محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ
علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین کے تو نیازمند بھی اس کے عالم ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسے
مخفی رہ سکتا ہے کہ حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تو ہر چیز کا سبب ہیں اور عالم کی ہر شے کا
وجود حضور ہی کی بدولت اور حضور ہی سے ہے **علم ما فی الارحام** اگر یہ معنی ہیں کہ بے تعلیم
الٰہی کسی کو معلوم نہیں کہ پیٹ میں کیا ہے لڑکا یا لڑکی جب تو کچھ کلام ہی نہیں اور موافق آیت
شریفہ کا اور حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہی مطلب ہے لیکن اگر حسب فہم منکرین علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم

حبس سالہ
صفحہ ١٤١ و
کشف الغطاء صفحہ ٦٣
میں علم ساعت
کا انکار کیا ہے
یہاں جواب
ملاحظہ ہو

Marfat.com

یہ مراد ہو کہ تعلیم الٰہی بھی کسی کو علم نہیں یا اللہ جل شانہ کسی کو اس پر اطلاع نہیں دیتا تو قطعاً غلط
کثرت سے احادیث میں آیا ہے کہ ہر شخص کا مادہ پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں بصورت
نطفہ جمع ہوتا ہے پھر وہ علقہ یعنی خون بستہ ہو جاتا ہے پھر مضغہ یعنی پارہ گوشت کی شکل میں
رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ جل جلالہ فرشتہ کو بھیجتا ہے وہ فرشتہ لکھتا ہے کہ کیا عمل کریگا اور اس کی
کتنی عمر ہے اور شقی ہے یا سعید۔ چنانچہ الفاظ حدیث کے جو مشکوٰۃ شریف باب ایمان بالقدر
میں بروایت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ صفحہ۲۰ پر موجود ہیں یہ ہیں ثم یبعث اللہ ملکا باربع
کلمات فیکتب عملہ واجلہ ورزقہ وشقی او سعید اس سے ثابت کہ فرشتہ کو
معلوم ہوتا ہے کہ کب تک زندہ رہے گا اور عمل کیا کرے گا کل تو درکنار تمام عمر کے
احوال سے خبردار ہوتا ہے **طرفہ تر** یہ کہ خود حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے مروی
ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی وفات کے وقت انہیں بتا دیا کہ
بنت خارجہ حاملہ ہیں اور میں اُنکے پیٹ میں لڑکی دیکھتا ہوں چنانچہ تاریخ الخلفا کے صہ۶۹
میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالےٰ لکھتے ہیں واخرج[1] مالک عن عائشۃ
ان ابا بکر نحلہا جداد عشرین وسقا من مالہ بالغابۃ فلما حضرتہ الوفاۃ قال
یا بنیۃ واللہ ما من الناس احد احب الی غنی منک ولا اعز علی فقرا بعدی
منک وانی کنت نحلتک جداد عشرین وسقا فلو کنت جددتہ واحترتہ کان
لک وانما ہو الیوم مال وارث وانما ہو اخواک واختاک فاقتسموہ علی کتاب
اللہ فقالت یا ابت لو کان کذا وکذا لترکتہ انما ہی اسماء فمن الاخری قال
ذو بطن ابنۃ خارجۃ اراہا جاریۃ واخرجہ ابن سعد وقال فی اخرہ قال

[1] عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے ان کو ایک درخت کھجور کا دیدیا تھا جس
سے بیس وسق کھجوریں حاصل ہوتی تھیں جب انکی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضرت صدیقہ رضی اللہ
عنہا سے فرمایا کہ اے بیٹی خدا کی قسم مجھ تیرا غنی ہونا بہت پسند ہے اور غریب ہونا بہت ناگوار اس درخت سے
اب تک جو کچھ تم نے نفع اٹھایا ہے وہ تمہارا تھا لیکن میرے بعد یہ مال وارثوں کا ہے اور وارث تمہارے صرف دو لڑکے بھائی
اور دو نوں بہنیں ہیں اس ترکہ کو موافق حکم شرع کے تقسیم کرلینا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایسا ہو سکتا ہے لیکن میری
تو صرف ایک بہن اسماء ہی ہیں تو دوسری کونسی بتادی فرمایا حضرت صدیق اکبر نے ایک تو اسماء ہیں دوسری بہن اپنی
ماں کے پیٹ میں ہے جسے میں جانتا ہوں کہ وہ لڑکی ہے۔ پس ام کلثوم پیدا ہوئیں ۱۲

Marfat.com

ذات بطن ابنۃ خارجۃ قد القی فی روعی انہا جاریۃ فاستوصی بہا خیرا فولدت ام کلثوم

علامہ کمال الدین دمیری حیوۃ الحیوان میں بیان فرماتے ہیں

وعن[۱] ابی لہیعۃ عن ابی الاسود عن عروۃ قال لقی رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم رجلا من اہل البادیۃ وھو متوجہ الی بدر لقیہ بالروحاء فسأ
لہ القوم عن الناس فلم یجد واعندہ خبرا فقالوا لہ سلم علی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقال افیکم رسول اللہ فقالوا نعم فجاء فسلم علیہ ثم قال ان کنت
رسول اللہ فاخبرنی عما فی بطن ناقتی ھذہ فقال لہ سلمۃ بن سلامۃ بن
وقش وکان غلاما حدثا لا تسئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقبل
علی فانا اخبرک عن ذلک نزوت علیہا ففی بطنہا سخلۃ منک فقال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم افحشت الرجل ثم اعرض عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم فلم یکلم بکلمۃ واحدۃ حتی قفلوا واستقبلہم المسلمون بالروحاء یھنؤنھم
فقال سلمۃ یا رسول اللہ ما الذی یھنونک واللہ ان رأینا الا عجائز صلعا کالبدن المعقلۃ
فنحرنہا فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان لکل قوم فراسۃ
وانما یعرفہا الاشراف رواہ الحاکم فی المستدرک وقال ھذا صحیح مرسل
وحکاہ ابن ھشام فی سیرتہ اس سے ثابت ہوا کہ حضور کے صحابہ کرام میں سے
نوعمر صحابی نے پیٹ کا حال بتا دیا۔ اب جو کوئی کہے کہ ما فی الارحام کا علم کسی کو تعلیم الہٰی
سے بھی نہیں تو وہ بیچارہ ان عبارات مذکورہ کا کیا جواب دیگا علم ما فی غد رسالہ ہذا
میں بہت سی ایسی عبارتیں گزر چکی ہیں جن سے واقعات ما فی غد یعنی کل ہونے والی باتیں انبیاء
علیہم السلام اور صحابہ کرام کو معلوم ہونا ثابت ہوتا ہے مگر پھر ملاحظہ ہو مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۴۳ میں ہے
قال (عمر) ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرینا مصارع اہل بدر بالامس یقول
ھذا مصرع فلان غدا انشاء اللہ وھذا مصرع فلان غدا انشاء اللہ قال عمر والذی بعثہ
بالحق ما اخطئوا الحدود التی حدھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الحدیث

علم ما فی غد

---

[۱] خلاصہ یہ کہ ایک اعرابی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے سلمہ نے کہا کہ ایسی بات رسول کریم
سے نہ پوچھو میری طرف متوجہ ہو میں تجھے خبر دیتا ہوں کہ اسکے پیٹ میں تیری حرکت نالائق کا نتیجہ ہے رسول اللہ نے فرمایا خاموش اور وہ اعرا

خلاصہ یہ کہ بدر میں حضرت نے دست مبارک سے بتا دیا کہ کل کو یہاں فلاں شخص مرا پڑا ہوگا اور یہاں فلاں شخص اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ حضرت کو معلوم تھا کہ کل کو کیا ہوگا دوسرے یہ کہ حضور کو یہ بھی معلوم تھا کہ کون کہاں مریگا یعنی **مافی غد** اور **بای ارض تموت** کا علم اللہ جل شانہ نے مرحمت فرمایا تھا۔ یہ شبہہ کہ اُن جواری کو جو دف بجاکر گاتے ہیں یہ کہتی تھیں کہ ہم میں ایسے نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں حضرت نے منع فرما دیا اور کہدیا کہ پہلے جو کہتی تھیں کہے جاؤ چنانچہ صاحب تقویۃ الایمان نے اس سے استدلال کیا ہے مگر اس سے یہ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت کو مافی غد کا علم نہ تھا یا حسب مزعوم مخالف عنید رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے علم مافی غد ثابت کرنا شرک ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ضرور سرور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ان جواری سے توبہ بلکہ تجدید اسلام کراتے پس جب حضرت نے تجدید اسلام نہ کرائی تو اس سے خود ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد ہرگز شرک نہیں اور اسکا جواب ماسبق میں بوضاحت گزر چکا

زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۲۵ میں حضرت حسان کا ارشاد موجود ہے ؎

نبی یری ما لا یری الناس حولہ — ویتلو کتاب اللہ فی کل مشہد

فان قال فی یوم مقالۃ غائب — فتصدیقہا فی ضحوۃ الیوم او غد

اس کو حضرت حسان سے سنکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ فرمانا اور جس طرح لڑکیوں کو منع فرمایا تھا منع نہ فرمانا صحت مضمون پر دال ہے علم مافی غد کا تو اسمیں بھی اثبات ہے جیساکہ جواری کے کلام میں تھا کہ صاف فرما رہے ہیں فان قال فی یوم الخ یعنی وہ اگر کوئی غیب کی بات فرمائیں تو اس کی تصدیق کل ہو جائے گی یعنی حضور آج اور کل کے آنیوالے واقعات قبل از وقت بتا دیتے ہیں پھر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ تعالی عنہ کو اس سے منع فرمایا۔ اگر یہ مضمون صحیح نہوتا یا حسب مزعوم مخالف شرک ہوتا تو حضور لڑکیوں سے تو اور منع نہ فرماتے۔ اسکا علم کہ کہاں مریگا اور کب مریگا **ماثبت بالسنۃ** میں ہے کہ حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسین میری ہجرت کے ساٹھویں سال قتل کیئے جائیں گے۔ عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقتل الحسین علی رأس ستین سنۃ من مہاجری رواہ الطبرانی فی الکبیر۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم سے خواب سنکر صدیق اکبر نے عرض کیا کہ میں حضور کے بعد ڈھائی برس زندہ رہونگا واخرج
ابن سعد عن ابن شہاب قال رای رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم رؤیا فقصہا علی
ابی بکر فقال رئیت کانی استبقت انا وانت درجۃ فسبقتک بمرقاتین ونصف
قال یا رسول اللہ یقبضک اللہ الی مغفرۃ ورحمۃ واعیش بعدک سنتین ونصفا
از تاریخ الخلفا صلہ حضرت نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام آتریں گے زمین پر پھر نکاح کریں گے
اولاد ہوگی پینتالیس برس ٹھہر کر انتقال کریں گے اور میرے ساتھ قبر میں دفن کئے جائیں گے پس
میں اور وہ ایک قبر سے اٹھیں گے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان میں چنانچہ مشکوٰۃ شریف
میں ہے عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم ینزل عیسیٰ بن مریم
الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمسا واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی
فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا نے خواب دیکھا کہ میرے گھر میں تین چاند گر پڑے ہیں۔ یہ خواب حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ فرمایا کہ آپ کے گھر میں ایسے تین شخص دفن ہوں گے جو تمام زمین
والوں سے بہتر ہیں جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو کہا کہ اے عائشہ یہ
تیرے سب چاند وں میں بہتر ہیں۔ یہ حدیث تاریخ الخلفا صلہ میں ہے اخرج سعید بن منصور عن
سعید بن المسیب قال رأت عائشۃ رضی اللہ عنہا کانہ وقع فی بیتہا ثلاثۃ اقمار
فقصتہا علی ابی بکر وکان من اعبر الناس فقال ان صدقت رؤیاک لیدفنن فی
بیتک خیر اہل الارض ثلاثا فلما قبض النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال یا عائشۃ ہذا خیر
اقمارک اب جو یہ بات یقینی اور بدیہی ہوگئی کہ امور خمسہ مذکورہ آیت ان اللہ عندہ علم الساعۃ
الآیہ کا علم بتعلیم الٰہی انبیاء اور صحابہ و اولیاء کو حاصل ہے تو یہ کہنے والا کہ حضرت کو بتعلیم الٰہی بھی امور خمسہ کا علم
نہ تھا یا کسی کو مخلوقات میں سے ان امور خمسہ کا علم نہیں دیا جاتا۔ جاہل اور مخبوط الحواس اور دین
سے بے بہرہ اور بد نصیب ہے کہ اپنی من گھڑت کے آگے خدا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان
کو بھول گیا پس اس آیت سے یہ مراد لینے والا کہ امور خمسہ کا علم کسی کو حاصل نہ ذاتاً نہ بواسطہ
تعلیم الٰہی آیت کی تفسیر بداہۃ کے خلاف کرتا ہے اور یہ ضلال ہے چنانچہ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر

جلد ۲ مطبوعہ مصریہ (میریہ) صفحہ ۳ پر ہے واذا کان کذلک مشاهد المحسوسا فالقول
بان القرآن تدل علی خلافه مما یجر الطعن الی القرآن وذلک باطل پس یہ کہدینا
کہ خدا کے سوا کوئی غیب کی بات نہیں جانتا نہ خود بخود نہ تعلیم الہٰی سے اور اس کو قرآن سے
ثابت کہنا کفر ہے جیسا کہ امام فخر الدین رازی کے کلام سے ثابت ہوا پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
تعالےٰ عنہا کے قول سے باوجود ٹھیک معنی بننے کے یہ مراد لینا کور باطنی ہے مگر مولوی رشید احمد
گنگوہی نے بعید صریح لکھدیا کہ علم غیب خاصہ حق تعالےٰ ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے
پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں فقط والسلام مورخہ ۴ ر ذی الحجہ بروز جمعہ

رشید احمد ۱۳۰۱

از فتاوی رشیدیہ حصہ اول
صفحہ ۱۲۳

اور مولوی اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان صفحہ ۱ میں لکھا ہے۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات انکو
اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے
قطع نظر اس سے کہ ان صاحبوں کے اس حکم شرک سے اسلام کا کوئی بزرگ اور امت کا کوئی
عالم نہیں بچا اور تمام دنیائے اسلام اسمٰعیلی و رشیدی شرک میں مبتلا نظر آتی ہے لطف کی
بات یہ ہے کہ اس شرک کے پنجہ سے اپنوں کی گردنیں بھی نہ بچ سکیں مولوی اشرف علی تھانوی اور
مرتضیٰ حسن چاندپوری بھی پھنس گئے کیونکہ وہ علم غیب کو نبی کے لیئے لازم بتاتے ہیں چنانچہ توضیح البیان
میں ہے حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرور عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو
علم غیب باعطائے الہٰی حاصل ہے چنانچہ اس عبارت سے کہ نبوۃ کے لیئے جو علوم لازم اور ضروری
ہیں وہ آپ کو تمامہا حاصل ہو گئے تھے الخ اب مولوی مرتضیٰ حسن اور مولوی اشرف علی
تھانوی دونوں مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کے فتوے سے شرک ثابت
ہوئے اور ممکن نہیں کہ وہ اس شرک کو اٹھا سکیں۔ الحاصل اگر ان غیوب خمسہ کے باب میں بسط کیا
جاوے تو غالباً دس گیارہ جزو کا ایک اور رسالہ خاص اسی بحث میں مرتب ہو جاوے اسی لیئے تطویل
سے اعراض کیا۔ اللہ جل شانہ اسی مختصر کو باعث ہدایت مخالفین فرما دے۔
شبہہ ہفتم۔ سفر میں حضرت فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں

Marfat.com

انکا ہار گم ہوگیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہاں ٹھہر گئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ہار ڈھونڈا اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوتا تو کیوں نہ بتاتے ؟

جواب مخالفین کے دلائل کا دارومدار باطل و غلط قیاسوں پر رہ گیا ہے کسی آیت و حدیث سے وہ اپنا دعوٰے کسی طرح ثابت نہیں کر سکتے تو مجبوری و ناچاری اپنی غلط رایوں کو بجائے دلیل کے پیش کر دیتے ہیں نہ معلوم اُنہوں نے اپنی رائے کو دلائل شرعیہ میں سے کونسی دلیل قرار دے رکھا ہے دینی مسائل اور حضور اقدس علیہ الصلٰوۃ والسلام کے اوصاف زید و عمر اور ہر ما و شما کے منتشر خیالات پر موقوف نہیں ہیں جب آیات و احادیث اور کتب معتبرہ سے حضور اقدس علیہ الصلٰوۃ کا عالم جمیع اشیاء ہونا ثابت ہوا تو مخالفین کا وہم کس شمار و قطار میں ہے اپنے خیالات واہیہ کو آیات و احادیث کے مقابلہ میں انکار و رد کرنے کے لئے پیش کرنا مخالفین ہی کی جرأت ہے اس سوال کا دارومدار صرف اس بات پر ہے کہ حضرت نے نہ بتایا اوّل تو اس میں کلام ہے مخالف کو اس پر دلیل لانا تھی، کوئی عبارت پیش کرنا تھی مگر وہاں اسکی ضرورت ہی نہیں جو بات منہ میں آئی کہدی حضور کی جس فضیلت کا چاہا محض بزور زبان انکار کر دیا بخاری و مسلم کی حدیث ہے فبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجالا فوجدھا امام نووی فرماتے ہیں یحتمل ان یکون فاعل وجدھا النبی صلے اللہ علیہ وسلم اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور خود اس کے واجد ہیں وہ ہار خود حضور نے پایا پھر نہ بتایا کیا معنے اور فرض کیجئے کہ نہ بتایا تو نہ بتانا کسی عالم کا نہ جاننے کو کب مستلزم یہ کہاں کی منطق ہے اگر یہی قیاس ہے تو خدا خیر کرے۔ کہیں آپ علم الٰہی کا اسی قیاس سے انکار نہ کر بیٹھیں کفار نے وقت قیامت کا بہتیرا سوال کیا اور ایان یوم القیمۃ کہا کئے مگر اللہ سبحٰنہ نے نہ بتایا معلوم ہوتا تو کیوں نہ بتاتا معاذ اللہ نہ بتانا کسی حکمت سے ہوتا ہے نہ کہ اُس کے لئے عدم علم ضروری ہو اس نہ بتانے میں جو حکمتیں ہیں وہ انکو تو کیا نظر آئینگی آنکھ والوں سے پوچھے شیخ الشائخ قاضی القضاۃ اوحد الحافظ والرواۃ شہاب الدین ابو الفضل ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۱۲۱ میں فرماتے ہیں، واستدل بذلک علی جواز الاقامۃ فی المکان الذی لا ماء فیہا یعنی اس اقامت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جس جگہ پانی نہ ہو وہاں

Marfat.com

ہٹیرنے کا جواز معلوم ہوا اگر حضور فوراً ہی بتا دیتے تو یہ مسائل کیونکر معلوم ہو سکتے معہذا یہ بھی معلوم ہوا کہ امام گو سفر میں ہو مگر اُس کو مسلمانوں کے حفظ حقوق کا خیال کرنا چاہئیے۔ فتح الباری میں ہے وفیہ اعتناء الامام لحفظ حقوق المسلمین وان قلت اس سے علمانے کتنے مسائل نکالے کہ دفن میت کے لیئے اور اس کے مثل رعیت کی ضرورتوں اور مصلحتوں کے لحاظ سے امام کو قیام کرنا چاہیئے فتح الباری میں ہے ویلتحق بتحصیل الضائع الاقامۃ للحوق المنقطع ودفن المیت ونحو ذلک من مصالح الرعیۃ اس میں یہ بھی اشارہ فرمایا کہ مال کو ضائع کرنا نہ چاہیئے وفیہ اشارۃ الی ترک اضاعۃ المال (فتح الباری) اور یہ کیا فرحی بات معلوم ہوتی کہ اس اقامت کی وجہ سے جب پانی نہ ملا اور صحابہ کو نماز کی فکر ہوئی کہ کہاں سے وضو کیا جائے گا کسطرح وضو کیا جائے گا تو وہ بچین ہوئے لا محالہ اُن کو سوال کرنا پڑا تو حضرت صدیق اکبر سے سوال کیا اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو ایسے ضروری سوال کے لئے بھی بیدار کرنے کی کسی کو جرأت نہوئی اور کسی نے گوارا نہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو خواب سے بیدار کرنیکا کسی کو حق نہیں ہے انما شکوا الی ابی بکر لکون النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان نائما وکانوا لا یوقظونہ (فتح الباری) حضرت صدیق اکبر نے اسی فکر میں کہ نماز کیسطرح پڑھیں گے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کوکھ میں (کمر میں) اُنگلیاں ماریں یہ ضرب ایسی ہے کہ انسان بے اختیار اُچھل پڑتا ہے مگر حضور اُنکے زانو پر آرام فرما رہے تھے اسوجہ سے انھیں جنبش نہونے پائی اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا ادب اس درجہ ہونا چاہیئے کہ ایسی طبعی حرکات بھی نہ ہونے پائیں جن سے خواب ناز میں فرق آنیکا اندیشہ ہو وفیہ استحباب الصبر لمن نالہ ما یوجب الحرکۃ ویحصل بہ تشویش لنائم (فتح الباری) فضیلت حضرت صدیقہ کا اظہار وفیہ دلیل علی فضل عائشۃ وابیھا وتکرار البرکۃ منھا حضرت صدیقہ کی کیسی فضیلت و برکت ظاہر ہوئی۔ عمر بن حارث کی روایت میں وارد ہوا لقد بارک اللہ للناس فیکم ابن ابی ملیکہ کی روایت میں خود جناب سید عالم علیہ السلام نے فرمایا ما کان اعظم برکۃ قلادتک کہ اے صدیقہ تمہارے ہار کی کیسی عظیم الشان برکت ہے قیامت تک کے مسلمان اُنکے صدقہ میں سفر اور بیماری اور مجبوری کی حالت میں تیمم سے طہارت

Marfat.com

حاصل کرتے رہیں گے بخاری میں بروایت عروہ وارد ہے فواللہ ما نزل بك من امر تکرھینہ الا جعل اللہ ذلك لك وللمسلمین فیه خیرا اسید ابن حضیر نے فرمایا کہ اے صدیقہ بخدا آپ پر کوئی امر پیش آتا ہے اور آپ پر گراں گزرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اُس میں آپ کے اور مسلمانوں کے لیئے بہتری فرماتا ہے اور عبدالرحمٰن ابن قاسم والی روایت میں ہے ما ھی باول برکتکم یا ال ابی بکر کہ اے آل ابوبکر یہ تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے حضرت صدیق اکبر نے آیت تیمم نازل ہونے کے بعد تین مرتبہ فرمایا انك لمبارکۃ اے صدیقہ تم یقیناً بیشک بڑی برکت والی ہو اہل ایمان کو تو نظر آتا ہے کہ حضرت صدیقہ کے ہار کی وجہ سے لشکر اسلام کو اقامت کرنا پڑے اور پانی نہ ملے تو اُن کی برکت سے اللہ تبارک وتعالےٰ تیمم کو جائز فرمائے اور مٹی کو مطہر کردے لیکن جہاں آنکھیں بند ہوں اور بصیرت کا نور جاتا رہا ہو وہاں سوائے اس کے کچھ نہ معلوم ہو کہ حضرت کو علم نہ تھا ؎

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد عیب نماید ہنرش در نظر

خلاصہ یہ کہ مخالفین کا یہ قیاس فاسد باطل محض اور سراپا لغو ہے اور ان کے مدعائے باطل کو اس سے کوئی تائید نہیں پہنچ سکتی۔

شبہ ہشتم۔ قاضی خان میں ہے رجل تزوج امرأۃ بغیر شھود فقال الرجل والمرأۃ خدائے را و پیغمبر را گواہ کردیم قالوا یکون کفرا لانہ اعتقد ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب وھو ما کان یعلم الغیب حین کان فی الاحیاء فکیف بعد الموت ترجمہ ایک مرد نے ایک عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا پس مرد اور عورت نے کہا خدا اور رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کو ہم نے گواہ کیا کہتے ہیں کہ یہ کفر ہوگا اس لیئے کہ اُس نے یہ اعتقاد کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غیب کو جانتے ہیں اور حال یہ کہ وہ زندگی میں بھی غیب کو نہیں جانتے تھے پس بعد وفات کے کیونکر جان سکتے ہیں؟

جواب۔ معترض کا منشا یہ ہے کہ معتقد علم غیب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تکفیر فقہ سے ثابت کرے مگر ابھی اس کو یہ خبر نہیں کہ اُس نے یہ کفر اپنے ذمے لے لیا ہے کہ قاضی خان کی عبارت سے اگر کفر ثابت ہوتا ہے تو معتقد علم غیب نبی بھی (معاذ اللہ) کافر اور تمام مخالفین یعنے وہابی

بھی کیونکہ وہ قائل ہیں کہ اللہ جل شانہ نے حضرت کو بعض غیوب کا علم عطا فرمایا ہے پس بموجب عبارت قاضی خان کے انکے کفر میں انکی فہم کے موجب شبہ نہیں۔ آپ یہ کہیں گے وہابیوں نے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے بعض غیوب کے علم کا بھی کب اقرار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو اعلاء کلمۃ الحق صلہ اور بہت چیزیں اور امور غیب کے حق تعالے نے آپکو تعلیم فرمائے کہ انکی مقدار حق تعالے ہی کو معلوم ہے اور فیصلہ علم غیب ص۳۱ میں مولوی ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری کے یہ لفظ مسطور ہیں بھلا کوئی مسلمان کلمہ گو اس بات کا قائل ہوسکتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو امور غیبیہ پر اطلاع نہیں ہوتی ہے۔ مسلمان کہلاکر اس بات کے قائل ہونیوالے پر خدا اور فرشتوں اور انبیاء اور جنوں بلکہ تمام مخلوق کی لعنت ہو اور منکرین کے اقرار ابتدائے رسالہ میں مذکور ہوچکے ہیں۔ الحاصل ہمارے مخالفین بھی بعض غیوب کا اقرار کر رہے ہیں اور ہم بھی بعض غیوب ہی کا اثبات کر رہے ہیں[۱] (کیونکہ جمیع اشیاء بھی بعض مغیبات ہیں) تو اگر معاذ اللہ قاضی خان کی عبارت سے ہم پر الزام آئیگا تو ہمارے مخالفین ضرور کافر ٹھہریں گے[۱]

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را — چنداں اماں نہ داد کہ شب را سحر کند

اور اگر وہ کافر نہ ٹھہریں تو کیا ہمنے ہی خطا کی ہے اب عبارت قاضی خاں پر غور فرمایئے کہ اسمیں لفظ قالوا موجود ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور قاضی خان وغیرہ فقہا کی عادت ہے کہ وہ لفظ قالوا اس مسئلہ پر لاتے ہیں جو خود انکے نزدیک غیر مستحسن ہو اور ائمہ سے مروی نہو چنانچہ شامی جلد۱ ص۳۴۵ میں ہے لفظۃ قالوا تذکر فیما فیہ خلاف کما صرح بہ فی غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی بحث قنوت میں ہے وکلام قاضی خان یشیر الی عدم اختیارہ لہ حیث قال واذا صلی علی النبی علیہ الصلوۃ والسلام فی القنوت قالوا لا یصلی علیہ فی القعدۃ الاخیرۃ ففی قولہ قالوا اشارۃ الی عدم استحسانہ لہ والی انہ غیر مروی عن الائمۃ کما قلنا فان ذلک من المتعارف فی عباراتھم لمن استقراھا واللہ تعالی اعلم اب معلوم ہوگیا کہ قاضی خاں کی عبارت خود قاضی خانکے

[۱] فرق اتنا ہے کہ ہم ان بعض کو اتنا وسیع جانتے ہیں کہ جمیع اشیاء کے علوم نہیں داخل ہیں اور مخالفین گنتی کے دو ایک گر یکھتے ہیں حضور کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں معاذ اللہ اور بعض گستاخ تو یہاں تک بکتے ہیں کہ انہیں اپنے خاتمہ کا حال بھی معلوم نہیں استغفر

نزدیک غیر مستحسن اور غیر مروی اور ضعیف و مرجوح ہے سمجھتے کہ اس کے ساتھ حکم کرنا سخت ممنوع
اور جہل ہے در المختار میں ہے ان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جہل وخرق للاجماع در المختار
میں بھی یہی قاضی خان والا مسئلہ ہے وہاں بھی لفظ قیل ضعف کی دلیل موجود ہے در المختار کتاب النکاح
میں ہے تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یجز بل قیل یکفر شامی
میں ہے (قولہ یکفر) لانہ اعتقد ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عالم الغیب قال
فی التاتارخانیۃ وفی الحجۃ ذکر فی الملتقط انہ لایکفر لان الاشیاء تعرض علی روح
النبی صلے اللہ علیہ وسلم وان الرسل یعرفون بعض الغیب قال اللہ تعالیٰ عالم
الغیب فلا یظہر غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول خلاصہ یہ کہ جس نے کفر
بتایا ہے اس کے نزدیک اعتقاد علم غیب سبب ہے تاتارخانیہ اور حجۃ میں ملتقط سے نقل کیا ہے کہ
اس اعتقاد سے آدمی کافر نہیں ہوتا اس لئے کہ روح پاک نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اشیاء پیش
کیجاتی ہیں اور رسول بعض غیب کو جانتے ہیں فرمایا اللہ جل شانہ نے عالم الغیب فلا یظہر الخ
معدن الحقائق شرح کنز الدقائق اور خزانۃ الدوایات میں ہے وفی المضمرات والصحیح
انہ لایکفر لان الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یعلمون الغیب ویعرض علیہم الا
فلا یکون کفرا یعنی مضمرات میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ کافر نہیں ہوتا اس لئے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
غیب کے عالم ہیں اور ان پر اشیاء پیش کیجاتی ہیں۔ پس کفر نہ ہوگا شامی باب المرتد میں مسئلہ بزازیہ ذکر
کرکے فرماتے ہیں حاصلہ ان دعوے الغیب معارضۃ لنص القرآن نکفر بہا الا
اذا اسند ذلک صریحا او دلالۃ الی سبب من اللہ کوحی والہام یعنی غیب کا دعوے
نص قرآن کے معارض ہے پس اس کا مدعی کافر ہو جائے گا لیکن اگر اس نے صریحا یا دلالۃ کسی
سبب کیطرف نسبت کرلی ہے جو اللہ کیجانب سے ہو مثل وحی والہام وغیرہ کے تو کافر نہیں در مختار
میں ہے وفیہا کل انسان غیر الانبیاء لایعلم ما اراد اللہ تعالیٰ لہ وبہ لان ارادتہ
تعالیٰ غیب الا الفقہاء فانہم علموا ارادتہ تعالیٰ بہم لحدیث الصادق المصدوق
من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین غایۃ الاوطار میں اس عبارت کے تحت مسطور ہے
اور اشباہ میں ہے کہ ہر آدمی سوائے انبیاء علیہم السلام کے جانتا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کیا ارادہ ہے

Marfat.com

اس کے ساتھ وارین میں اس واسطے کہ حق تعالیٰ کا ارادہ غیب ہے مگر فقیہ اس کو جانتے ہیں اسواسطے کہ وہ
جان گئے ہیں حق تعالیٰ کے ارادے کو جو ان کے ساتھ ہے رسول صادق مصدوق کی اس
حدیث کی دلیل سے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے خیر کا ارادہ کرتا ہے اسکو دین میں فقیہ کرتا ہے یعنی
امر دین میں فہم سلیم عطا کرتا ہے۔ اب خوب ظاہر ہوگیا کہ فقہ میں بھی جہاں انکار ہوا اسکے یہی معنی ہیں
کہ بے تعلیم الٰہی کے کسی کو عالم غیب بتانا کفر ہے اور بتعلیم الٰہی سے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ سلم کیلئے ثابت

خلاصہ تحریر مولوی اشرفعلی تھانوی حکیم بجنوری

شبہ ہفتم جمیع اشیاء غیر متناہی ہیں پھر حضرت کو غیر متناہی کا علم کیونکر ہو سکتا ہے۔

جواب یہ اعتراض سخت جہالت سے ناشی ہے اس لئے کہ جمیع اشیاء کو غیر متناہی کہیگا مگر
دیہاتی امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں تحت آیہ واحاط بما لدیھم واحصی کل شئی
عددا کے فرماتے ہیں قلنا لاشک ان احصاء العدد انما یکون فی المتناھی فاما
لفظۃ کل شئ فانھا لا تدل علی کونہ غیر متناہ لان الشئ عندنا ھو الموجودات
والموجودات متناھیۃ فی العدد۔ اس عبارت سے موجودات کا متناہی ہونا روشن پھر
خواہ مخواہ اپنی طرف سے بے وجہ علم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کے لئے موجودات کو غیر متناہی کہنا
کونسی عقلمندی ہے۔ اب بعض شبہات عقلیہ کا رد کرنے کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولوی اشرفعلی
تھانوی کی تقریظ ہی نقل کیجائے

مولوی اشرف علی صاحب کی تقریظ کا رد

قولہ بعد الحمد والصلوٰۃ احقر الوریٰ اشرفعلی عفی عنہ بتائید مضمون رسالہ اعلاء کلمۃ الحق عرض
کرتا ہے کہ علم نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے باب میں جو آیات واحادیث وارد ہیں وہ تین قسم کی ہیں ایک
وہ جو یقینا ایجاب جزئی کو مفید ہیں دوسری وہ جو یقینا سلب جزئی کو مفید ہیں اور ان دونوں
قسموں میں کسی کو کوئی کلام نہیں اقول سبحان اللہ یہ فقرہ کہ ان دونوں قسموں میں کسی کو کوئی کلام
نہیں کیسی جرأت ہے مثبتین کا دعویٰ کل شئ معلوم لنبینا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اور یہ موجبہ
کلیہ ہے اسکی نقیض سالبہ جزئیہ ہے یعنی بعض الاشیاء لیس بمعلوم لنبینا جو شخص ایجاب
کلی کا مدعی ہے اس کو کسطرح سلب جزئی میں کلام نہ ہوگا۔ کیا مولوی صاحب کے نزدیک مدعی
کو اپنے دعوے کی نقیض مسلم ہوتی ہے اور اس میں کوئی کلام نہیں ہوتا یہ بھی خوش فہمی ہے

Marfat.com

ایک دوسرے خصم خود کہتا ہے کہ بھلا کوئی ایک آیت یا حدیث تو ایسی سنا دو کہ جسکا یہ مضمون ہو کہ فلاں چیز کا علم سرور اکرم کو دیا ہی نہیں گیا چنانچہ زبدۃ المحققین امام المناظرین جناب الحاج حضرت مولٰنا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام فیضہم نے ابناء المصطفٰے کے صفحہ ۴ پر فرمایا۔

ہاں ہاں تمام نجدیہ دہلوی گنگوہی جنگلی کوہی سب کو دعوت عام ہے اجمعوا شرکاءکم چھوٹے بڑے سب اکٹھے ہو کر ایک آیت قطعی الدلالۃ یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادہ چھانٹ لائیں جس سے صاف صریح طور پر ثابت ہو کہ تمامی نزول قرآن عظیم کے بعد بھی اشیاء مذکورہ ماکان وما یکون سے فلاں امر حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر مخفی رہا جسکا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا فان لم تفعلوا فاعلموا ان اللہ لا یھدی کید الخائنین اب یہ کہدینا کہ ان دونوں قسموں میں کسی کو کلام نہیں کس درجہ کی دیانت اور کیا سچ ہے۔

قولہ۔ تیسری وہ جو محتمل ایجاب کلی اور ایجاب جزئی دونوں کو ہے **اقول** مناسب تھا کہ ان اقسام کی مثالیں لکھی جاتیں نہ معلوم کس مصلحت سے لکھی نہ گئیں یہ حصر جو تھانوی صاحب نے تین قسموں میں کیا ہے غلط ہے اس لئے کہ جو مفید ایجاب کلی ہے رضنا لہ فتجلی لی کل شیء، الحدیث وہ ایک چوتھی قسم ہے تو ان آیات واحادیث کا حصر تین قسموں میں باطل ٹھہرا **قولہ** اور اسی قسم میں کلام ہی **اقول**۔ چہ خوش جو مدعی ایجاب کلی کا ہے وہ چوتھی قسم سے کیوں نہ استدلال کریگا؟ **قولہ** جو لوگ جناب رسول مقبول صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے جمیع مغیبات غیر متناہیہ کے علم کا اثبات کرتے ہیں **اقول**۔ جی ہاں یہ ضرور بتائیے کہ وہ کون لوگ ہیں جو حضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے جمیع مغیبات غیر متناہیہ کے علم کا اثبات کرتے ہیں مثبتین علم نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم حضرت کے لئے ہرگز جمیع مغیبات غیر متناہیہ کے علم کا اثبات نہیں کرتے یہ زبردستی آپنے اپنی طرف سے چپکائی وہ تو جمیع اشیاء کے علم کا دعوی کرتے ہیں اور جمیع اشیاء متناہی ہیں جیسا کہ جواب شبہہ نہم میں مذکور ہوا **قولہ** وہ اس قسم ثالث کو ایجاب کلی پر محمول کرتے ہیں اور اسی ایجاب کلی کو اپنا متمسک ٹھہراتے ہیں۔

اقول۔ غلط۔ انھیں ضرورت ہی کیا ہے کہ قسم ثالث کو اپنا متمسک ٹھہرائیں جبکہ قسم رابع موجود مؤید اور چیز ہے **قولہ** اور جو باوجود تسلیم آپ کے اعلم الخلق ہونے کے اس علم محیط کی نفی کرتے ہیں وہ ایجاب جزئی پر محمول کرتے ہیں **اقول**۔ برا کرتے ہیں اگر بے قرینہ ایجاب جزئی پر محمول

کرتے ہیں اور جو باوجود تسلیم آپ کے اعلم الخلق ہونے کے ایسا کرتے ہیں تو بہت برا کرتے ہیں
قولہ - اب بتوفیقہ تعالیٰ یہ احقر او لا سائلانہ کہتا ہے کہ جب ایجاب کلی بوجہ احد المحتملین ہونے
کے قطعی الدلالۃ نہیں ہے تو مقام اثبات عقائد میں[1] جو کہ دلیل قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ پر موقوف ہے
اس سے کب استدلال صحیح ہو گا - **اقول** کیا خوب! بنار فاسد علی الفاسد حضرت آپ کی
قسم ثالث سے مثبتین کو احتجاج کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے جو ایجاب کلی احد المحتملین ٹھہرے
مثبتین قسم رابع سے استدلال کرتے ہیں جس میں مجال احتمال مخالف اصلا نہیں - اب آپ کی یہ
سب تار و پود کسیج عنکبوت ٹوٹ گئی لہذا اس قسم ثالث کو تھانوی صاحب ایجاب کلی پر حمل کریں
یا ایجاب جزئی پر مبحث سے خارج ہے کہ خصم کا احتجاج اس سے نہیں - البتہ اگر بے قرینہ حمل کریں
گے تو لیاقت علمی کی داد پائیں گے **قولہ** بعض روایات مفیدہ سلب جزئی کہ اس میں
احتمال عقلی بھی نہیں ہو سکتا کہ زمانہ حکم ایجاب کلی کو اس سے تاخر ہو مثلاً یہ حدیث صحاح
کہ قیامت میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم بعض لوگوں کو حوض کوثر کی طرف بلا دیں گے ملائکہ
عرض کریں گے انک لا تدری ما احدثوا بعدک اس میں جملہ لا تدری الخ مفید
ہو رہا ہے سلب جزئی کو اور چونکہ یہ واقعہ قیامت کا ہے اس میں احتمال عقلی بھی
نہیں کہ زمانہ ورود روایات محتملہ ایجاب کلی کو اس سلب جزئی سے تاخر ہو -
اقول - تقدم تاخر کیسا سلب جزئی ہی کہاں ہے - جب مخبر عالم علیہ الصلوٰۃ دنیا میں
خود ہی خبر دے رہے ہیں کہ ہم بعض لوگوں کو حوض کوثر کی طرف بلائیں گے اور
ملائکہ یہ عرض کریں گے انک الخ تو حضور کو اس کا علم ہونا تو اسی حدیث سے ظاہر
واقعہ تو قیامت کو پیش آئے گا اور خبر آج دیدی لیکن تھانوی صاحب کے نزدیک علم ہی نہیں
بغیر علم ہی کے اخبار ہو گیا - اللہ عقل سلیم عنایت فرمائے تو انسان کو یہ سمجھنا کیا دشوار ہے
کہ علم نہ ہوتا تو خبر دینا کیونکر ممکن تھا - پھر حضور کو دنیا ہی میں معلوم ہونا اور اس واقعہ کا
نظر انور سے گزر جانا بخاری شریف کی حدیث میں بھی مروی بینا انا نائم فاذا زمرۃ حتی اذا
عرفتھم خرج رجل من بینی و بینھم فقال ھلم فقلت این قال الی النار واللہ قلت

[1] یہ مقام عقائد ہے یا بحث فضائل تھانوی صاحب کو ابھی یہ اتنا بھی معلوم نہیں جو وہ دلیل قطعی پر موقوف کرتے ہیں

وما شاهم قال انهم ارتدوا بعدك علی ادبارهم القهقری حضور فرماتے ہیں
اس اثنا میں کہ میں خواب میں تھا اچانک ایک جماعت گزری حتے کہ جب میں نے انکو پہچانا
تو ایک شخص نے میرے انکے درمیان سے نکلکر کہا آؤ میں نے کہا کہاں اس نے عرض
کیا بخدا دوزخ کی طرف میں نے کہا ان کا کیا حال ہے اس نے عرض کیا کہ یہ حضور کے
بعد اُلٹے پاؤں پیچھے پلٹ گئے۔ یہ بخاری شریف کی حدیث ہے۔ مولوی اشرفعلی صاحب کو
اب تو معلوم ہوا ہوگا کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن لوگوں کو دنیا میں پہچانتے اور
انکا مآل جانتے تھے پھر سلب کہاں علاوہ بریں جائز ہے کہ انک لاتدری میں ہمزہ استفہام
مقدر ہو جیسا کہ وتلک نعمۃ تمنہا الآیۃ اور ھذا ربی میں مقدر ہے اور اس تقدیر پر صحیح
مسلم شریف کی حدیث جو اسی مضمون میں بدیں الفاظ وارد ہے قرینہ قویہ ہے فاقول یارب
منی ومن امتی فیقال اما شعرت ما عملوا بعدک یعنی پس میں کہونگا اے پروردگار
میرے یہ میرے ہیں اور میرے امتی پس فرمایا جائیگا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے
آپ کے بعد کیا کیا۔ اب تھانوی صاحب فرمائیں کہ وہ سلب کیا ہوا کیا تھانوی صاحب
اتنا بھی نہیں جانتے تھے کہ متعدد احادیث سے حضور پر اعمال امت کا پیش ہونا ثابت ہے
صحیح مسلم و ابن ماجہ میں ہے عرضت علی امتی باعمالها حسنها وقبیحها یعنے مجھ پر میری امت
مع اپنے نیک بد اعمال کے پیش کی گئی۔ دوسری حدیث ابوداؤد و ترمذی میں ہے عرضت
علی اجور امتی حتی القذاۃ یخرجها الرجل من المسجد وعرضت علی ذنوب
امتی فلم ار ذنبا اعظم من سورۃ القرآن وآیۃ اوتیها الرجل ثم
نسیها یعنی مجھ پر میری امت کی نیکیاں پیش کی گئیں یہانتک تنکا جس کو آدمی مسجد سے
دور کرے اور مجھ پر میری امت کے گناہ پیش کیئے گئے۔ پس میں نے اس سے بڑھکر کوئی گناہ
نہ دیکھا کہ آدمی کو قرآن پاک کی کوئی سورت یا آیت دی گئی پھر وہ اس کو بھول گیا جب حضور
اقدس پر امت کے تمام نیک بد صغیر کبیر اعمال پیش کیئے گئے اور پیش ہوتے ہیں پھر کسطرح
حضور کو اُن لوگوں کے اعمال معلوم نہیں۔ تھانوی صاحب نے کسطرح سلب جزئی بھا کہیں
اس کی رمق بھی ہے ابھی ذرا توقف فرمائیے کس کس چیز سے آنکھیں بند کر کے انکار برا رہے

Marfat.com

رہیں گے بخاری و مسلم کی حدیث شریف ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان امتی یدعون یوم القیمۃ غرا محجلین من اثار الوضوء فمن استطاع منکم ان یطیل غرتہ فلیفعل یعنی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا کہ میری امت روز قیامت غر و محجل یعنی اس شان سے بلائی جائے گی کہ انکا سر اور ہاتھ پاؤں آثار وضو سے چمکتے ہوں گے پس تم میں سے جس سے ہو سکے اپنی چمک زیادہ کرے۔ مسلم شریف کی دوسری حدیث میں ہے کہ صحابہ نے عرض کیا کہ حضور کے جو امتی ابھی تک پیدا ہی نہیں ہوئے ہیں انھیں حضور روز قیامت کس علامت سے پہچانیں گے فرمایا کہ اگر کسی کے پنج کلیان گھوڑے سیاہ گھوڑوں میں ہوں تو کیا وہ اپنے گھوڑوں کو پہچان لیگا عرض کیا بیشک پہچان لیگا فرمایا کہ میرے امتی اس شان سے محشر میں آئیں گے کہ انکے پانچوں اعضاء چمکتے چمکتے ہونگے اور میں حوض پر انکا پیشوا ہونگا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں قالوا کیف تعلم من لم یات بعد من امتک یا رسول اللہ فقال ارءیت لو ان رجلا لہ خیل غر محجلۃ بین ظہری خیل دھم بھم الا یعرف خیلہ قالوا بلی یا رسول اللہ قال فانھم یاتون غرا محجلین من الوضوء وانا فرطھم علی الحوض کیا مولوی اشرف علی صاحب کے خیال میں ان مرتدین کے پنج اعضا بھی چمکینگے جس سے حضور کو انکے مومن ہونے کا خیال ہو سکے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کس بنیاد پر تھانوی صاحب سلب ثابت کرنے بیٹھے ہیں؟ بالفرض اگر حضور کو پہلے سے علم نہ ہوتا تو بھی اس علامت سے حضور پہچان سکتے تھے چہ جائیکہ پہلے سے معلوم ہو معرفت ہو چکی ہو جیسا کہ مسلم شریف کی روایت سے معلوم ہو چکا مگر تھانوی صاحب نے سلب کا لفظ سیکھ لیا ہے کتنی ہی حدیثوں کے خلاف ہو انھیں کسی کی پرواہ نہیں ایک حدیث اور سنتے چلئے حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ نے ارشاد فرمایا روز قیامت پہلے مجھی کو سجدہ کی اجازت ملے گی اور پہلے سر اٹھانے کا بھی مجھی کو اذن دیا جائیگا پھر میں اپنے سامنے تمام امتوں کے بیچ میں اپنی امت کو پہچان لونگا اور اسی طرح اپنے پس پشت اور داہنے اور بائیں بھی۔ ایک شخص نے عرض کیا نوح علیہ السلام کی امت سے حضور کی امت تک بہت امتیں ہونگی ان سب میں سے حضور اپنی امت کو کس طرح پہچان لیں گے فرمایا انکے ہاتھ پاؤں چہرے آثار وضو سے چمکتے

Marfat.com

اور دشمن ہونگے اور کوئی دوسرا اس شان پر نہو گا دیکھوں تھانوی صاحب پھر بھی آپکے نزدیک حضور کو ان مرتدین کا پہچاننا ناممکن ہی رہیگا اب فرمائیے آپکے سلب کا کیا مزاج ہے؟ اور میں انکھیں یوں پہچانونگا کہ انکے نامۂ اعمال انکے داہنے ہاتھوں میں ہونگے اور انکی ذریت انکے سامنے دوڑتی ہوگی دیکھوں تھانوی صاحب کیا مرتدین کے اعمال نامے بھی کیا انکے داہنے ہی ہاتھوں میں ہونگے؟ ذرا اپنے سلب کی نبض تو دکھایئے اُسمیں کوئی رمق باقی تو نہیں رہی) حدیث کے الفاظ ملاحظہ ہوں انا اول من یوذن لہ بالسجود یوم القیمۃ وانا اول من یوذن لہ ان یرفع راسہ فانظرا الی مابین یدی فاعرف امتی من بین الامم ومن خلفی مثل ذلک وعن یمینی مثل ذلک وعن شمالی مثل ذلک فقال رجل یا رسول اللہ کیف تعرف امتک من بین الامم فیما بین نوح الی امتک قال ھم غر محجلون من اثر الوضوء لیس احد کذلک غیرھم واعرفھم انھم یؤتون کتبھم بایمانھم واعرفھم تسعی بین ایدیھم ذریتھم رواہ احمد اب فرمایئے استفہام مقدر مانیئے گا یا نہیں اتنی حدیثیں آپکی تسکین کے لیئے کافی ہیں یا وہی کہے جاسکتا۔ کاش ذہول ہی پر حمل کیا ہوتا مگر مجبوری تو یہ تھی کہ آپکو شوق تھا سلب ثابت کرینگا۔ بہرحال اتنا آپکا سلب مسلوب ہوا۔ والحمد للہ فرمایئے تھانوی صاحب اب سالبہ جزئیہ کس کے گھر سے آئیگا؟ **قولہ** دوسرا احتمل یعنی ایجاب جزئی متعین اور حق ٹھہرا اور یہی مذہب نفاۃ کا۔ **اقول** یہ لیاقت علمی سے بیگانگی اور دیانت کی باگی ہے کہ نفاۃ کا مذہب ایجاب جزئی ہے خدا جانے کیا سوچکر لکھا ہے جسکا مذہب ایجاب ہے وہ کیونکر نفاۃ میں شمار کیا گیا؟

ایک عنایت فرما کا شبہہ جب فقیر کو تحریر بالا سے فراغت ملی تو ایک عنایت فرمانے ایک شبہہ اور پیش کر کے فرمایا کہ یہ شبہہ اور اسکا جواب جو تیرے خیال میں آئے اس رسالہ میں شامل کر چنانچہ وہ شبہہ مع جواب حوالہ قلم ہوتا ہے شبہہ بعد معراج کے جب حضرت رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم سے کافروں نے بیت المقدس کا حال دریافت کیا تو حضور متردد ہوئے جب اللہ جل شانہ نے بیت المقدس حضور کے سامنے کیا تب حضور نے کافروں کو اسکا حال بتایا۔ اگر حضور کو پہلے سے معلوم ہوتا تو آپ متردد نہوتے اور فوراً بتادیتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکو ہر چیز کا علم نہیں جواب مسلمان کو صرف

شبہ عدم علم حضور بحال بیت المقدس اور اسکا جواب

Marfat.com

اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ حضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے جمیع اشیاء کا علم قرآن وحدیث سے ثابت ہے (جیسا کہ ابتدائے رسالہ ہٰذا میں مفصل گزرا) تو پھر اپنی طرف سے شبہہ نکالنا اور ہمیشہ اس فکر میں رہنا کہ کوئی اعتراض علم نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر گھڑیں گویا اُس چیز کا انکار ہے جو قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور یہ سخت مذموم وقبیح ہے۔ لہٰذا جب ہم رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا علم جمیع اشیاء پر ثابت کر چکے تو اب کسی کو اعتراض نہیں پہنچتا اور جو کوئی اعتراض کرے وہ آیت یا حدیث کا مقابلہ کرتا ہے۔ اس سے میری یہ مُراد ہے کہ ہر شخص جاہل ہو یا عالم قرآن شریف وحدیث سے جو چیز ثابت ہے اُس پر اپنی عقل ناقص سے اعتراض کر کے اس کی مخالفت نہ کرے بلکہ بسر وچشم تسلیم کرے۔ اب اصل شبہہ کے دفع کیطرف توجہ فرمائیے ہر ذی عقل اگر علم بھی نہ رکھتا ہو تا ہم اتنا تو ضرور جان سکتا ہے کہ کفار نے جو باتیں بیت المقدس کے متعلق حضور سراپا نور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے دریافت کی تھیں وہ ضرور حضور کو معلوم تھیں اس لئے کہ اگر کفار ایسے امر کا سوال کرتے جسکے جاننے کا اقرار حضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے نہ کیا ہوتا تو حضور ہر گز متردد وغمگین نہ ہوتے بلکہ یہ صاف ارشاد فرما دیتے کہ ہمنے اُس کے جاننے کا دعویٰ نہیں کیا پھر تم ہم سے کیوں اُسکو دریافت کرتے ہو مگر حسب بیان سائل حضور نے یہ نہ فرمایا بلکہ متردد ہوئے اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور نے صراحۃً یا اشارۃً اُن باتوں کے جاننے کا اقرار فرمایا تھا جو کافروں نے دریافت کیں اور حضور کا فرمان سراسر حق وبجا ہے تو ضرور حضور کو بیت المقدس کے متعلق اُن باتوں کا علم تھا جو کفار نے دریافت کی تھیں پھر اُنکا نہ بتانا یا متردد ہونا کسی حکمت پر مبنی یا اسطرف التفات نہ ہونے سے ناشی دوم یہ کہ خود حدیث شریف میں موجود ہے حضور بیت المقدس تشریف لے گئے اور یوں نہیں کہ سوار چلے جاتے تھے راستہ میں بیت المقدس پر گزر ہے اُسکو پورے طور پر دیکھا بھی نہیں بلکہ وہاں سواری یعنی بُراق سے اُتر کر مسجد کے اندر تشریف لائے پھر وہاں دو رکعتیں تحیۃ المسجد پڑھیں پھر باہر تشریف لائے پھر جبرئیل علیہ السلام ایک برتن شراب کا ایک دودھ کا لائے حضور نے دودھ پسند فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپنے فطرۃ کو اختیار فرمایا الفاظ اس حدیث کے جو بروایت انس مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۲۸ میں مروی ہیں یہ ہیں عن ثابت البنانی عن انس ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال اتیت بالبراق وھو دابۃ

Marfat.com

ابیض طویل فوق الحمار و دون البغل یقع حافرہ عند منتھی طرفہ فرکبتہ حتی اتیت بیت المقدس فربطتہ بالحلقۃ التی تربط بھا الانبیاء قال ثم دخلت المسجد فصلیت فیہ رکعتین ثم خرجت فجاءنی جبرئیل باناء من خمر و اناء من لبن فاخترت اللبن فقال جبرئیل اخترت الفطرۃ انتھی بقدر الحاجۃ اب کہ حضرت کی سیر اور بیت المقدس کا دیکھنا، وہاں ٹھہرنا سواری سے اُتر آنا، سواری یعنی براق کو باندھ دینا بیت المقدس میں داخل ہو کر دو رکعتیں ادا فرمانا پھر شراب چھوڑنا دودھ اختیار کرنا صاف بتا رہا ہے کہ حضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ و آلہٖ وصحبہٖ وسلم کو وہاں کے حالات پر آگاہی تھی پھر اگر حضور متردد ہوئے ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت ادھر التفات نہ تھا چنانچہ الفاظ حدیث کے اسپر دلالت کرتے ہیں کہ جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد رایتنی فی الحجر و قریش تسئلنی عن مسرای فسالتنی عن اشیاء من بیت المقدس لم اثبتھا فکربت کربا الحدیث از مشکوٰۃ اور اس حدیث کے حاشیہ پر ہے لم اثبتھا ای لم اضبطھا ولم احفظھا ۱۲ - از لمعات بلکہ ایک روایت میں تو یہ وارد ہے کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے اوصاف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دریافت کیئے اور حضرت نے سب بتا دیئے اس حدیث میں تردد و فکر کا نام تک نہیں چنانچہ مدارج النبوۃ جلد اوّل میں ہے پس آمد ابو بکر رضی اللہ عنہ در حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و گفت یا رسول اللہ وصف کن آنرا ابن کہ من رفتہ ام آنجا و دیدہ ام آنرا پس وصف کرد آنرا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پس گفت ابو بکر اشھد انک رسول اللہ الخ ۶ شبہہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ ما ادری، وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم یعنی خدا کی قسم میں نہیں جانتا در اس حالیکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور نہ یہ کہ تمہارے ساتھ کیا کیا جائیگا اور یہ مضمون آیت میں بھی ہے قل ما کنت بدعا من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم جواب آیت و حدیث دونوں میں ادری ہی جو درایۃ سے (پ ۲۶ سورۂ احقاف)

مشتق ہے اور روایت اٹکل اور قیاس سے کسی بات کے جان لینے کو کہتے ہیں رد المحتار صفحہ ۹
میں ہے (والراجح الدرایۃ) بالرفع عطفا عن الاشبہ ای الراجح من جھۃ الدرایۃ
ای ادراک العقل بالقیاس علی غیرہ تو صاف یہ معنے ہوئے کہ میں اپنی
عقل سے نہیں جانتا اور تعلیم الٰہی جاننے کا انکار کسی لفظ سے آیت و حدیث کے نہیں نکلتا
مگر تعجب ہی کہ معترض نے شبہہ کیا اور یہ نتیجہ نکالا کہ حضرت کو نہیں معلوم تھا کہ اللہ جل شانہ
حضرت کے ساتھ کیا کریگا اور اس سادہ لوح نے اتنا نہ سمجھ لیا کہ اللہ جل شانہ خود فرماتا ہے
وللاخرۃ خیر لک من الاولی ولسوف یعطیک ربک فترضی جب حضرت محمد مصطفی صلے اللہ
تعالے علیہ وسلم کو آخرت کی بہتری اور اللہ جل جلالہ کی رضامندی دنیا میں ہی معلوم ہونا آیت
قرآنی سے ثابت ہی اور حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا اس پر یقین فرما کر یہ فرمانا لما نزلت
ھذہ الآیۃ قال اذا لا ارضی و واحد من امتی فی النار از تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۵۶
کہ میری امت کا ایک شخص بھی دوزخ میں ہوگا تو میں راضی نہ ہونگا۔ صاف بتا رہا ہے کہ
حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو خوب معلوم تھا کہ آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا جائیگا۔
الغرض معترض کا شبہہ یا تعصب کی بنا پر ہے یا جہالت سے اس بیچارہ کو ابتک یہ خبر نہیں کہ
یہ آیت جس سے وہ حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا علم ہونا اس معاملہ کی نسبت جو آپکے اور آپکی
امت کے ساتھ کیا جائیگا ثابت کرتا ہے وہ آیت منسوخ ہے ملا عبدالرحمن بن محمد دمشقی رحمۃ اللہ
رسالہ ناسخ و منسوخ میں لکھتے ہیں قولہ تعالی ما ادری ما یفعل بی ولا بکم الآیۃ نسخ
بقولہ تعالی انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و تاخر
الآیہ اور اسی صفحہ میں اس سے کچھ آگے چلکر لکھتے ہیں سورۃ الفتح و فیھا ناسخ ولیس فیھا
منسوخ فالناسخ قولہ تعالے لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر المنسوخ
قولہ تعالی وما ادری ما یفعل بی ولا بکم ان دونوں عبارتوں سے ثابت ہو گیا کہ آیہ کریمہ
ما ادری ما یفعل بی ولا بکم منسوخ ہے اور اسکا ناسخ انا فتحنا لک فتحا مبینا الآیہ ہی
جس میں دنیا میں فتح مبین کا اور آخرت میں غفران کا مژدہ دیا گیا اور یہ بتایا گیا ہی کہ سید عالم
صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کیساتھ انکا رب جل وعلا دنیا و آخرت میں کیا کریگا اب مولوی عبدالعزیز

Marfat.com

کا یہ قول بالکل باطل ہو گیا کہ اس آیت کے اگر یہ معنی لیئے جاویں کہ اپنے خاتمہ اور عاقبت کی آپ کو خبر نہ تھی تو یہ منسوخ ہے اور معاذ اللہ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں اور دوسرے معنے کر یعنی آپ اُن واقعات اور معاملات سے جو دُنیا میں آپ کو پیش آنے والے تھے بے خبر تھے کسی کے نزدیک منسوخ نہیں (علمی رسالہ صـ) ثانیا دوسرے معنے جو معترض نے نکالے بہت ضعیف ہیں صحیح معنے وہی ہیں جن پر وہ خود آیت کو منسوخ مانتا ہے بخاری میں ہے عن خارجة بن زید بن هشام ان ام العلاء امراة من الانصار وكانت بايعت النبي صلى الله عليه وسلم اخبرته انه اقتسم المهاجرون قرعة قالت فطار لنا عثمان بن مظعون فانزلناه في ابياتنا فوجع وجعه الذي توفي فيه فلما توفي وغسل كفن في اثوابه دخل عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت رحمة الله عليك ابا السائب فشهادتي عليك لقد اكرمك الله فقال النبي صلى الله عليه وسلم وما يدريك ان الله اكرمه فقلت بابي انت يا رسول الله فمن يكرمه الله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما هو فقد جاءه اليقين والله اني لارجو له الخير والله ما ادري وانا رسول الله ما يفعل بي قالت فوالله ما ازكي بعده احدا يا رسول الله اور کمالین حاشیہ تفسیر جلالین مطبوعہ مطبع فاروقی صـ میں بسی کریمہ وما ادری الآیہ کی تفسیر کے متعلق لکھتے ہیں قال ابن الجوزی الصحيح في معنى الاية قول الحسن وعن ابن عباس انس وعكرمة وقتادة معناه لا ادري حالي ولا حالكم في الاخرة ثم نزل بعده ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر فقالوا هنالك قد علمناه ما يفعل الله تعالى بك ثم نزل ليدخل المومنين والمومنات جنات اب تو معلوم ہو گیا کہ ابن جوزی (غیر مقلدوں کے مسلم محدث) کے نزدیک بھی آیت کے وہی معنے صحیح نکلے جنکے مراد ہونے پر مولوی عبدالعزیز صاحب نے بھی آیت کے منسوخ ہونے کا اقرار کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ یہ کسی مسلمان کا عقیدہ نہیں اب کیا مجال گفتگو رہی ثالثا اگر مولوی عبدالعزیز صاحب کے وہ ثانی معنے فرض بھی کر لیئے جاویں تو انکا یہ کہنا سراسر باطل ہے کہ کسی کے نزدیک بھی منسوخ نہیں۔ کیونکہ اول تو اس آیت کو جہاں منسوخ لکھا ہے یہ نہیں لکھا کہ اس معنے کے لیئے تو منسوخ ہے

مگر دوسرے معنی کے لئے منسوخ نہیں دوسرے جو آیت اس کی ناسخ ہے وہ خود بتا رہی ہے کہ دوسرے معنی میں بھی آیت منسوخ ہے اس لئے کہ اس میں اس کی بھی صاف بشارت ہے کہ دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا جاویگا اور اس کی بھی کہ آخرت میں کیا تفسیر لباب التاویل (خازن) جلد رابع ص۱۲۴ ملاحظہ کیجئے اس میں ہے وقیل لا ادری الی ماذا یصیر امری وامرکم فی الدنیا اما انا فلا ادری اخرج کما اخرجت الانبیاء من قبلی ام اقتل کما قتل بعض الانبیاء من قبلی واما انتم ایھا المصدقون فلا ادری اتخرجون معی ام تترکون ام ماذا یفعل بکم ولا ادری ما یفعل بکم ایھا المکذبون اترمون بالحجارۃ من السماء ام یخسف بکم ام ای شیء یفعل بکم مما فعل بالامم المکذبۃ ثم اخبرہ اللہ عزوجل انہ یظھر دینہ علی الادیان کلھا فقال تعالی ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وقال فی امتہ وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون فاعلمہ ما یصنع بہ وبامتہ قیل معناہ لا ادری الی ماذا یصیر امری وامرکم ومن الغالب والمغلوب ثم اخبرہ انہ یظھر دینہ علی الادیان وامتہ علی سائر الامم کیوں صاحب کہو اب بھی سمجھے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو اللہ تعالی نے انکی بھی خبر دیدی تھی کہ دنیا میں آپکے اور آپ کی امت کے ساتھ کیا معاملہ کیا جاویگا اور اس معنی میں بھی یہ آیت منسوخ ہی ہے جو اس پر بھی نہ سمجھے وہ تو اس بت کو خدا سمجھے۔ (ذرا کیا) نہایت شرم کی بات تو یہ ہے کہ ہمارے مخالفین باوجود دعوے اسلام کے آج اس آیت سے خوشی خوشی ایسا ہی اعتراض نکال رہے ہیں جیسا کہ عرب کے مشرکوں نے نکالا تھا اور اس کے جواب میں وہی آیت پیش کرنی ہوتی ہے جو ان کفار نابکار کے جواب میں نازل ہوئی۔ ہائے اسلام کا دعوے اور یہ حرکتیں لما نزلت ھذہ الآیۃ فرح المشرکون وقالوا واللات والعزی ما امرنا وامر محمد عند اللہ الا واحد وما لہ علینا من مزیۃ وفضل ولولا انہ ابتدع ما یقولہ من تلقاء نفسہ لاخبرہ الذی بعثہ بما یفعل بہ فانزل اللہ

عز وجل لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر فقالت الصحابۃ ھنیئاً لک
نبی اللہ قد علمت ما یفعل بک فما ذا یفعل بنا فانزل اللہ عز وجل لیدخل المؤمنین
والمؤمنات جنات تجری من تحتہا الانہار الآیہ وانزل وبشر المؤمنین بان لہم من اللہ
فضلا کبیرا فبین اللہ ما یفعل بہ وبہم (خازن) ص۱۲۳ مطبوعہ مصر۔ شبہ قرآن پاک میں
وارد ہے یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ما ذا اجبتم قالوا لا علم لنا انک انت علام الغیوب
یعنی جس دن جمع کرے اللہ رسولوں کو فرمائیگا کہ تم کیا جواب دیے گئے یعنی تمہاری
اُمتوں نے تبلیغ اسلام پر کیا جواب دیا وہ کہیں گے ہمیں علم نہیں تو ہی علام الغیوب
ہے تو اگر رسولوں کو ہر چیز کا علم ہوتا تو وہ ایسا کیوں کہدیتے؟ **جواب** ایسے شبہات
مخالفین کی کوتہ اندیشی اور نادانی سے ناشی ہیں کیونکہ صرف آیت ہی سے اتنا تو ظاہر ہے کہ انبیا
علیہم السلام کو اس چیز کا علم ضروری ہے جس کی نسبت وہ لا علم لنا فرماوینگے کیونکہ سوال یہ ہوگا کہ تمہاری
اُمتوں نے تمہیں تبلیغ کے بعد کیا جواب دیا تو انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو وہی فرمانا اور جواب دینا
چاہئے جو اُن کو انکی اُمت نے دیا تھا بجائے اس کے یہ کہنا کہ ہم نہیں جانتے تو تو عالم الغیب ہے
صاف دلیل اس کی ہے کہ وہ بمقابلہ علم حق سبحانہ تعالیٰ کے اپنے علم کی نفی کر رہے ہیں اور یہی مقتضائے ادب
بھی ہے اور حقیقت میں تمام مخلوقات کا علم خالق جل شانہ کے علم کے سامنے مثل لاشئ کی ہے تفسیر خازن ص۵۳۵
جلد اول میں تفسیر کبیر سے نقل کیا ہے ان الرسل علیہم السلام لما علموا ان اللہ
تعالیٰ عالم لا یجہل وحلیم لا یسفہ وعادل لا یظلم علموا ان قولہم لا یفید خیرا
ولا یدفع شرا فرأوا الادب فی السکوت وتفویض الامر الی اللہ تعالیٰ و
عدالہ فقالوا لا علم لنا جمہور مفسرین اس کے تو مقر ہیں کہ انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم وسلامہ
کو یہ علم تو ضرور ہے کہ ان کی امتوں نے انہیں کیا جواب دیا ہے پس اس سے مخالفین کے شبہ کا تو
قلع قمع ہو گیا اور دم مارنے کی جگہ نہ رہی مگر ہمیں یہاں سے ایک نکتہ حاصل ہوا وہ یہ کہ انبیاء
علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ ہمیں علم نہیں ان کے عدم علم کی دلیل نہیں بلکہ یہ کہ ان کا مقتضائے
ادب ہے کہ حضرت حق سبحٰنہ تعالیٰ کے سامنے وہ اپنے علم کو کچھ شمار نہیں کرتے جیسے لائق شاگرد اپنے
جلیل القدر استادوں کے سامنے تو اب اگر ہمارے مخالفین صاحبان کو کچھ شرم وحیا سے تعلق ہو تو

Marfat.com

آئندہ ایسی عبارات سے ہرگز استدلال نہ کیا کریں کہ ایسے انکار سوءِ ادب پر محمول ہوتے ہیں۔ **شبہہ** ابوداؤد شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو پاپوش مبارک قدم سے اتار دی یہ دیکھ کر صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) نے بھی اپنی اپنی پاپوشیں اتار دیں سرورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد فراغ نماز صحابہ سے دریافت فرمایا کہ تم نے کس سبب سے اپنی اپنی پاپوش کو اتار دیا عرض کیا کہ حضور نے قدم مبارک سے پاپوش مبارک اتار دی ہے لہٰذا ہم نے بھی ایسا ہی کیا فرمایا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام نے خبر دی تھی کہ ان میں نجاست ہے تو اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب داں ہوتے تو کیوں نجاست والی جوتیوں سے نماز پڑھتے؟ **جواب** معترض کا یہ کہدینا کہ نجاست والے جوتے سے نماز پڑھی خلافِ ادب اور اس کی ناسمجھی پر دال ہے پاپوش مبارک میں کوئی ایسی نجاست نہ لگی تھی جس سے نماز جائز نہ ہوتی ورنہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پاپوش مبارک اتارنے پر اکتفا نہ فرماتے بلکہ نماز ہی ازسرِ نو پڑھتے مگر جب ایسا نہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ کچھ ایسی نجاست ہی نہ تھی جس سے نماز درست نہ ہوتی بلکہ جبرئیل علیہ السلام کا خبر دینا اظہارِ عظمت و رفعتِ شانِ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ہے کہ کمالِ تنظیف و تطہیر حضور کے حالِ شریف کے لائق ہے اس سے عدمِ علمِ انسرورِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر استدلال ایک خام خیال ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں[لہ] وقذر

بفتح قاف و ذال معجمہ و در اصل آنچہ کردہ شود از وے طبع و ظاہر آنکہ نجاستے نبود کہ نماز بآں درست نباشد بلکہ چیزے بود مستقذر کہ طبع از آں ناخوش دارد و لہٰذا از سر نگرفت کہ بعضے نماز بآں گذاردہ بود و خبر دادن جبرئیل بہ آوردن از جہت کمال تنظیف و تطہیر بود کہ لائق بحال شریف وے بود۔ **شبہہ** واقعہ بیر معونہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ چند لوگ آپ میرے ساتھ کر دیں جو میری قوم کو دین کی تبلیغ کریں اگر وہ مسلمان ہو جائیں گے تو میں بھی ہو جاؤں گا آپ نے ستر صحابہ جلیل القدر قاری قرآن

لہ اگرچہ حدیث شریف میں جوتے پہنکر نماز پڑھنے کا ذکر آیا ہے مگر صحابہ کے لئے اس وجہ سے درست تھا کہ ان کے جوتے نہایت پاک تھے اور نیز اس وقت تک مسجد میں فرش نہ بنا تھا مگر اب عام طور سے جوتے پہنکر مسجد میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں مسجد کی تلویث ہے اللہ تعالیٰ نے مسجد کی تطہیر کا حکم فرمایا ہے کذا فی رد المحتار ۱۲

اسکے ہمراہ کر دیے راستہ میں وہ سب کے سب غدر اور بیوفائی کے ساتھ شہید کر ڈالے گئے جس پر آپ کو کمال حزن وملال ہوا اگر آپ کو پہلے سے معلوم ہوتا کہ یوں شہید کر ڈالے جائیں گے تو آپ انھیں کیوں روانہ فرماتے۔ جواب اس تمام قصہ کے نقل کرنے سے معترض صاحب کا جو مدعا ہے وہ یہ پچھلا فقرہ ہے کہ اگر آپ کو پہلے سے معلوم ہوتا کہ شہید کر ڈالے جائیں گے تو آپ انہیں کیوں روانہ فرماتے۔ ہائے افسوس اے غریب تم کیا سمجھ گئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باوجود علم کے کیوں انہیں روانہ نفرماتے آخر روانہ نفرمانیکا باعث کیا صرف صحابہ کی حفاظت جان یا اور کچھ بھی۔ اب ذرا ہوش سے سنئے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حوصلے اور ہمتیں معاذ اللہ آپ کی طرح نہ تھیں کہ محض تن پروری مقصود ہوتی، جان کے لالچ میں دینی خدمت سے باز رہ سکتے اور اس خیال سے کہ یہاں جان عزیز نذر اشاعت اسلام ہوتی ہے درگذر کر جاتے ع کار پاکاں را قیاس از خود مگیر۔ اے حضرت وہ تو ہر دم جان نذر کرنیکو تیار رہتے تھے ع جاندادہ ایم ودست سپیدہ ایم دوست۔ ہرچند کہ سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وصحابہ کے پیش آنیوالے جملہ واقعات ظاہر ہوں مگر یہ موقع درگذر نہیں کہ ایک شخص اشاعت اسلام کے لئے عرض کرتا ہے کہ حضور والا نیاز مندوں کو اس کی قوم کی ہدایت کے واسطے بھیجدیں اور اسے یہ جواب دیں کہ ہمیں اشاعت اسلام اور ہدایت خلق سے جان زیادہ محبوب ہے۔ وہاں جو جائیں گے وہ مارے جائیں گے اس لئے بخوف جان اس موقع پر اعلاء کلمۃ اللہ میں ہی کوشش نہیں کی جاتی ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ سب خرافات ہیں وہاں بمقابلہ اعلاء کلمۃ اللہ کے جان کی کچھ پرواہ نہ تھی ادھر خود صحابہ کرام کو شوق شہادت گدگدا رہا تھا اور جوش میں بھرے ہوئے تھے شہادت ایک بڑا رتبہ ہے چنانچہ یہی واقعہ بیر معونہ میں متقاتلہ کرنے والے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جب شہید ہوگئے اور ان میں سے حضرت منذر بن عمرو رہ گئے تو کفار نے ان سے کہا آپ چاہیں تو ہم آپ کو امن دیں مگر آپ کے آرزو مند شہادت دل نے ہرگز نہ مانا اور آپ نے بمقابلہ شہادت کے امن کو قبول نہ فرمایا کذا فی مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۱۵۵ یہ تو عرض کیا گیا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

Marfat.com

صحابہ کرام کو دین پہ جان تصدق کرنے ہی کے لئے ، ورنہ فرمایا تھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم تھا کہ یہ سب شہید ہو جاویں گے مگر جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضور کے اتنے قبل واقعہ علم شہادت صحابہ تسلیم کر لینے سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قتل عمد کی نسبت کرنا پڑیگی تو کیا وہ منذر ابن عمرو صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہ خودکشی کا الزام لگائیگا کہ انہوں نے باوجود امن پانیکی شہادت ہی کو اختیار فرمایا۔ اور اسی طرح حضرت عمرو بن امیہ ضمری اور حارث پہ بھی کہ یہ حضرات اونٹوں کو چراگاہ میں لے گئے تھے جب واپس آئے اور لشکرگاہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ پرندوں کو گرد لشکر کے دیکھا اور گرد وغبار اٹھتا معلوم ہوا اور کافروں کے سواروں کو بلندی پہ کھڑا اور اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شہید دیکھا تو آپس میں مشورہ کرنے لگے اب مصلحت کیا ہے۔ عمرو بن امیہ ضمری کی رائے ہوئی کہ سید کائنات کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ماجرا بیان کیا جائے حارث نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ اب ہم پہنچی ہوئی شہادت بہت غنیمت ہے چنانچہ انھوں نے کفار سے مقابلہ کیا اور اُن میں چار آدمیوں کو قتل کر کے حارث خود بھی شہید ہو گئے کذا فی صحیح مسلم ومدارج النبوۃ اب یہاں سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا شوق شہادت ثابت ہوتا ہے کہ انھوں نے امن و عافیت کو چھوڑ کر شہادت حاصل کرنے میں سعی کی اور کامیاب ہوئے۔ اب جس طرح کوئی مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا کہ صحابہ کرام نے قصداً دیدہ و دانستہ اپنی جان ہلاکت میں ڈالی اور خودکشی کی اس طرح یہ کہنا بھی کسی ایمان والے کا کام نہیں ہے کہ فخر عالم صلی اللہ علیہ تعالیٰ وسلم دیدہ و دانستہ صحابہ کو روانہ فرما کر قتل عمد کے مرتکب ہوئے والعیاذ باللہ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی جانیں راہ خدا میں نذر کیں اور ان جانوں کے اس سے عمدہ مصرف پہ کام آنیکا کوئی موقع نہ تھا۔ جان کی بڑی قیمت یہی تھی کہ راہ خدا میں نثار ہو گئی یہ کہنا کہ اس حادثہ کا آنحضرت کو علم ہوتا تو صحابہ کو نہ بھیجتے اور صحابہ کو علم ہوتا تو وہ نہ جاتے صریح فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پر الزام لگانا ہے کہ جب جان تصدق کرنے کا موقع آتا اور یہ سمجھتے کہ جان جاتی ہے تو وہ گذر کر جاتے اور ہم لوگوں کی طرح خیال کرتے کہ کون مفت خطرہ میں جان ڈالے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم تو بہ کیجئے صحابہ اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ شان نہیں کہ دین پہ جان نثار کرنے میں دریغ کر جائیں جان جاتی دیکھیں تو اسلام کی اشاعت کے پاس تک نہ آئیں بلکہ یہ حضرات جب سمجھ لیں کہ اب جان نذر

کرنیکا موقع ہے تو بڑی خوشی اور شوق سے جان نذر کردیں جیساکہ میں اوپر صحابہ کو واقعات ثابت کرچکا ہوں

اے جان اگر مخبر فواد تہمارا میں پہلے سر شوق ہو تقتل جھکا دوں

تو اس صورت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاملہ سے واقف ہونا کس مانع روانگی صحابہ ہوتا اب بحمد اللہ تعالیٰ معترض کا اعتراض بالکل باطل ہو گیا اور حضور کا صحابہ کرام کو باوجود پیش آنیوالے واقعات پر مطلع ہونے کے روانہ فرما دینا قابل اعتراض نہ رہا پھر حضور کا یہ روانہ فرما دینا اگرچہ کسی طرح قابل اعتراض نہیں مگر اللہ عقل و ایمان نصیب فرما وے تو معلوم ہو کہ حضور کی اسمیں بہت سی مصلحتیں اور حکمتیں تھیں کہ ان سب کا علم بھی خاصان خدا ہی کو ہے اور جسقدر علم ہمیں عنایت ہوا بقدر اس کے لکھدینا بھی اس مختصر رسالہ میں دشوار ہے لہذا کچھ بطور نمونہ پیش کیا جاوے اسی واقعہ بیر معونہ میں صحابہ کا دلیری اور جوانمردی کیساتھ حکم پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعمیل میں پروانہ وار جاں نثار کرنا اور جان دینے میں خوش ہونا عجیب قابل یادگار اور دل پر اثر کرنیوالی بات ہو جس سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی قوت ایمانی اور محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اندازہ ہوتا ہے اور خلق اللہ کو ایسے پر اثر واقعات سے ہدایت ہوتی ہے بخاری شریف میں ہے کہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بیر معونہ پر پہنچے اور انہوں نے حضور سراپا نور محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مکتوب مرغوب حرام بن ملحان کو دیا کہ عامر بن طفیل کے پاس لیجائیں حرام دو شخصوں کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے جب اس قوم کے نزدیک پہنچے ان دونوں شخصوں سے کہا کہ تم یہیں رہو میں جاتا ہوں اگر ان لوگوں نے مجکو امن دی تو تم بھی چلے آنا اور اگر مجھے مار ڈالا تو تم اصحاب کیساتھ جا ملنا پھر حرام ابن ملحان نے ان لوگوں سے کہا امن دو تو میں تمہیں خدا کے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیام پہنچاؤں حرام ابن ملحان گفتگو ہی کر رہے تھے کہ ایک شخص نے جو ان کے پیچھے تھا ان لوگوں کے اشارہ سے ان پر حملہ کیا اور نیزہ مارا کہ وہ حرام کے بدن کے دوسری طرف نکل آیا اس حالات میں حرام بن ملحان کی سے جو کلمے نکلے ہیں رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیساتھ محبت رکھنے والوں کو اس کا کچھ لطف آئیگا حالت تو یہ کہ نیزہ سینے سے پار ہو گیا اب خون چہرہ اور تمام بدن کو رنگین کر رہا ہے اور زبان پر کیا مبارک کلمہ ہے۔ اللہ اکبر

فزت ورب الکعبۃ رب کعبہ کی قسم میری آرزو پوری ہو گئی اور مطلب حاصل ہو گیا مراد مل گئی یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل پورے طور پہ ہوئی رتبہ شہادت ملا۔ سبحان اللہ ایک تو یہ دن تھے جو یوں دیوانہ وار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل جان دے کر کرتے تھے اور ایک یہ زمانہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کی تنقیص اور حضور اقدس کی صفت کمال کے انکار میں رات دن سرگرم ہیں فلما نزلوها قال بعضهم لبعض ايكم يبلغ رسالة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اهل هذا الماء فقال حرام بن ملحان انا فخرج بكتاب رسول الله صلى الله عليه وسلم الى عامر بن الطفيل وكان على ذلك الماء فلما اتاهم حرام بن ملحان لم ينظر عامر بن الطفيل فى كتاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال حرام بن ملحان يا اهل بئر معونة انى رسول رسول الله صلى الله عليه وسلم اليكم انى اشهد ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله فامنوا بالله ورسوله فخرج اليه رجل من كسر البيت برمح فضربه به فى جنبه حتى خرج من الشق الآخر فقال الله اكبر فزت ورب الكعبة كذا فى الخازن ص [illegible] و مدارج النبوة ص [illegible] صحابہ کی ایسی جاں نثاریاں تو ایمان والوں کے دلوں میں محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چنگاری کیلئے اکسیر ہیں علاوہ بریں حضور کی خبر نہ دینے اور تحمل فرمانے میں بہت سی حکمتیں ہیں چنانچہ اسی واقعہ بئر معونہ میں جب حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اپنے شوق سے مقاتلہ کر کے شہید ہو گئے اور عمرو بن امیہ ضمری باقی رہ گئے اور عامر بن طفیل نے ان کو شہید نہ کیا پیشانی کے بال پکڑ کے چھوڑ دیا اور مدینہ منورہ حاضر ہونے کی رخصت دی اور یہ دریافت کیا کہ ان شہداء سے آپ واقف ہیں فرمایا کہ ان واقف ہیں تب وہ اٹھکر شہداء کے مقتل میں اور ہر ایک کا نام و نسب دریافت کرنے لگا اور یہ کہنے لگا کہ کوئی صاحب ایسے تم میں تھے جن کی نعش یہاں نہیں ہے عمرو نے فرمایا کہ ان عامر بن فہیرہ جو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بندہ آزاد کردہ شدہ تھے وہ یہاں نہیں ہیں کہا وہ کیسے آدمی تھے فرمایا کہ وہ بڑے فاضل اور پہلے مسلمان تھے۔ عامر بن طفیل کافر نے کہا کہ ان کی شہادت کے وقت میں نے بچشم خود دیکھا کہ وہ آسمان کی جانب اٹھا لئے گئے۔ (ف) عامر بن طفیل کا ایسا عجیب و غریب واقعہ دیکھنا اور خود اس کو بیان کرنا اور پھر اس جماعت کے قتل سے پشیمان ہونا اور ایمان سے محروم رہنا

Marfat.com

تعجب خیز اور انکی کورباطنی اور شقاوت ازلی کی صاف نظیر ہے مگر پھر بھی وہ تو کافر تھا مسلمان صدہا قرآن کی آیتیں اور حدیثیں اور عجیب عجیب واقعات کتابوں میں دیکھنے کے بعد بھی علم عظیم نبی کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کا انکار ہی کئے جاتا اور بخصوص باکر بھی مطمئن نہ ہوتا بلکہ اپنے قیاسات فاسدہ اور اوہام باطلہ سے اس علم عظیم پر اعتراض کرنا حیرت انگیز ہے اللہ جل شانہ ہدایت فرمائے بنی کلاب میں ایک اور شخص جبار بن سلمی بھی انہی کفار میں تھا اس سے منقول ہے کہ جب میں نے عامر بن فہیرہ کے نیزہ مارا اور وہ دوسری طرف نکل آیا تو میں نے انکی زبان سے یہ کلمہ سنا فزت واللہ اور یہ دیکھا کہ وہ آسمان کی طرف اٹھالئے گئے اس وقت سے مجھے یہ فکر ہوئی کہ اس لفظ سے کیا مراد تھی تو میں ضحاک بن سفیان کلابی کے پاس گیا اور انہیں تمام حال سنایا کہنے لگے کہ ان کی مراد یہ تھی کہ خدا کی قسم میں نے مراد پائی۔ میں نے یہ سنکر ضحاک سے کہا کہ مجھے مسلمان کر لیجئے اور میں مسلمان ہوگیا اور یہ واقعہ میرے اسلام لانے کا باعث ہوا سبحان اللہ سعادتمندوں کو جیسے اس حال کے مشاہدہ سے ایمان نصیب ہوا ویسے ہی اس کے استماع سے بھی صدہا برکات حاصل ہوئے مخالفین اب تو سمجھتے ہوں گے کہ حضور کے اطلاع نہ دینے میں حکمتیں تھیں۔ پھر اطلاع نہ دینا علم نہ ہونے کو مستلزم نہیں۔ ہر چند کفار نے سوال کئے مگر حضرت حق سبحانہ تعالے نے انھیں وقت قیامت پر مطلع نہ فرمایا پھر اگر یہ راز کھلتا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیسے ظاہر فرما دیتے۔ اس سینہ مبارک میں اللہ کے ہزاروں راز مخزون تھے حضور امین تھے یہ شان تحمل کی ہے کہ ایسے ایسے موقعوں پر سکوت فرماویں اور کام اللہ جل شانہ کی سپرد کردیں کہ وہ خود بھی تو عالم میں جو اس کی مرضی۔ مولانا ئے روم فرماتے ہیں ؎

عارفاں کہ جام حق نوشیدہ اند ؛ رازہا دانستہ و پوشیدہ اند ؛ ہر کرا اسرار کار آموختند ؛ مہر کردند و دہانش دوختند
بر لبش قفل است و در دل رازہا ؛ لب خموش و دل پر از آوازہا ؛ گوش آنکس گوشد اسرار جلال ؛ کو چو سوسن صد زبان افتاد لال
تا نگوید سر سلطان را بکس ؛ تا نریزد قند را پیش مگس ؛ سر غیب آنرا سزد آموختن ؛ کہ زگفتن لب تواند دوختن
درخور دریا نشد جز مرغ آب ؛ فہم کن واللہ اعلم بالصواب

باینہمہ سرور اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے اس پیش آنیوالے حادثہ کی طرف صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے روانہ فرمانے سے قبل اشارہ فرما دیا تھا چنانچہ یہ الفاظ صحاح کی کتابوں میں مروی ہیں فقال رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم انی اخشی علیہم

Marfat.com

اہل نجد۔

شبہہ۔ بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اپنے حجرے کے دروازے پر جھگڑے کو سنا آپ نے باہر تشریف لاکر فرمایا کہ سوائے اسکے نہیں کہ میں آدمی ہوں میرے پاس خصم یعنی جھگڑنے والے آتے ہیں شاید بعض تمہارا بعض سے خوش بیان ہو اسکی خوش بیانی سے میں اس کو سچا جانوں اور اس کے حق میں فیصلہ کردوں پس جس کو میں حق مسلمان کا دلاؤں وہ سمجھے کہ جہنم کا ایک ٹکڑا میں دلاتا ہوں۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ رسول خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم غیب داں نہ تھے اگر غیب جانتے تو خلاف فیصلہ کا آپکو کیوں خوف ہوتا۔

جواب ناظرین با انصاف کو مخالفین کے شبہے دیکھتے دیکھتے یہ تو خوب ظاہر ہوگیا ہوگا کہ یہ حضرات اپنے مدعا کے ثابت کرنے سے عاجز ہو کر اب محض زبان درازی پر آگئے ہیں اور صرف اپنے قیاسات فاسدہ سے استدلال کرنے لگے ہیں یہ حدیث جو معترض نے پیش کی ہے اس میں ایک حرف بھی ایسا نہیں کہ جو حضور محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علم جمیع اشیاء کے انکار میں ذرا بھی ممد ہو۔ اسالیب کلام کی معرفت سے تو یہ حضرات بالکل پاک ہیں انکا تو انپر کسی طرح بھی الزام نہیں ہو سکتا فہم مبارک نے اس حدیث سے کیا سمجھا کہ مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو امور غیب کا علم تعلیم نہیں ہوا سبحان اللہ یہ فہم قابل تحسین و آفرین ہے۔ سرور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا مقصود اس تمام کلام سے تہدید ہے کہ لوگ ایسا ارادہ نہ کریں کہ دوسرونکا مال لینے کیلئے زبانی قوتیں خرچ کریں حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں (رواہ الترمذی) فان قضیت لاحد منکم بشیٔ من حق اخیہ فانما اقطع لہ قطعۃ من النار یعنی اگر میں تم میں سے کسی کو دوسرے کی چیز دلادوں تو وہ اسکے لئے آگ کا ٹکڑا ہے مراد تو یہ ہے کہ تم جو باتیں بناؤ تو اس سے حاصل کیا بفرض محال اگر میں تمہاری تیز زبانی اور شیریں بیانی سنکر تمہیں دوسرےکا حق دلادوں تو بھی فائدہ کیا وہ تمہارے کام کا نہیں بلکہ تمہارے ہی لئے وہ دوزخ کی آگ کا ٹکڑا ہے تو تم دوسرے کا حق لینے میں کوشش ہی نکرو مقصود تو یہ تھا معترض صاحب نے اس سے انکار علم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر استدلال کیا۔ اگر حضرت کسی کا حق (معاذ اللہ) کسی دوسرے کو دلادیتے تو بھی کچھ جائے عذر ہوتی کہ اب تو کچھ شبہہ کا موقع ہے کہ حضرت نے کسی کا حق تھا کسی کو دلادیا مگر یہاں شبہہ کو کچھ بھی علاقہ نہیں کہ حضرت

Marfat.com

نے ایک کا حق دوسرے کو دلا نہ دیا بلکہ جو لفظ فرمائے وہ بھی قضیہ شرطیہ جو صدق مقدم کو مقتضی نہیں ایک فرض محال ہے یعنی ایک ناممکن بات کو محض تہدید کی غرض سے فرض کر لیا ہے اگر بالفرض ایسا ہو تو بھی تمہیں کچھ فائدہ نہیں معترض صاحب ذرا مہربانی کیجئے اور اپنے اجتہاد کو زیادہ نہ صرف فرمایئے ورنہ ایسا ہی شرطیہ قرآن شریف میں بھی وارد ہے قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین یعنی فرما دیجئے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ اگر رحمن کے ولد ہو تو میں پہلا عبادت کرنیوالا ہوں کہیں اس اجتہاد کی بنا پر یہ کہنا حضرت کو خدا تعالیٰ کے بیٹا ہونیکا بھی خطرہ تھا (معاذ اللہ) یہ شرطیہ ہے اور شرطیات مقدم کے صدق کو مستلزم نہیں ہوتے بلکہ فرض محال تک بھی ہوتا ہے چنانچہ اس آیت میں ایک محال فرض کیا گیا ہے اور علیٰ ہذا اس حدیث میں بھی جس سے آپ اپنے مدعائے باطل پر سند لانا چاہتے ہیں مقدم میں فرض محال ہے یہ ناممکن کہ سرور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے فیصلہ سے کسی کا حق کسی دوسرے کو پہنچ جائے۔ ادب کرو اور رسول کا مرتبہ سمجھو (صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) اب ذرا شرح مشارق کا مطالعہ کرو وان قولہ علیہ السلام فمن قضیت لہ بحق مسلم الخ شرطیۃ وہی لا تقتضی صدق المقدم فیکون من باب فرض المحال نظرا الی عدم جواز قرارہ علی الخطاء ویجوز ذلک اذ التعلق بہ غرض کما فی قولہ تعالیٰ قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین والغرض فیما نحن فیہ التہدید والتغلیظ علی اللسن والاقدام علی تحلیف الحجۃ فی اخذ اموال الناس شبہ حضرت کو شہد بہت پسند تھا اور آپ حضرت زینب کے پاس اکثر تشریف فرما کر شہد نوش فرماتے تھے حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ نے مشورہ کیا کہ ہم میں سے جسکے پاس اول حضرت تشریف لائیں وہ آپ سے یہ کہدے کہ آپ کے منھ سے مغافیر کی بو آتی ہے آپ فرمائیں گے کہ میں نے تو شہد پیا ہے تو یہ جواب دے کہ شہد کی مکھی مغافیر پر بیٹھی ہوگی۔ پس چونکہ آپکو بد بو سے نفرت ہے آپ شہد پینا ترک فرمادینگے اور حضرت زینب کے پاس نشست کم ہو جائے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سرور عالم نے قسم کھائی کہ اب کبھی شہد نہ پیونگا اسپر یہ آیت اتری یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک اگر حضرت غیب داں ہوتے تو کیوں ایک بنائی ہوئی بات پر شہد چھوڑنے کی قسم کھا لیتے جواب ہزار فکریں کیں اور بیچارے مخالفین لکھتے لکھتے پریشان ہو گئے مگر آجتک اتنا ثابت نہ کر سکے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فلاں چیز کا علم حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ نے مرحمت ہی نہیں فرمایا نہ

شان نزول تحریم پر مخالفین کا شبہ اور ہمارا جواب

یہ شبہ علی رسالہ صفحہ میں ہے

مضمون کی کوئی آیت پیش کرنے کی جرأت ہوئی نہ حدیث دکھانے کی ہمت ہاں قیاس فاسد کر لیا
ایجاد کر ڈالے تو ایسے فاسد قیاس کیا عقلا کے نزدیک قابل التفات ہیں؟ یوں تو شیطانی قیاس
والوں کو کلام الٰہی پر شبہے سوجھیں گے اور وہ یہ کہہ سکیں گے کہ اللہ تعالےٰ کو ہر وقت ہر چیز کا
علم حاصل نہیں ہے جب چاہتا ہے کسی ترکیب سے کسی چیز کا علم حاصل کر لیتا ہے چنانچہ خدا تعالےٰ
کو یہ خبر ہی نہ تھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کون اتباع کریگا اور کون نہ کریگا جب تو اسنے
نماز میں قبلہ بدل دیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے میں پھر گئے اس سے معلوم ہو گیا
کہ جنہوں نے اس میں حضرت کی موافقت کی اور کچھ چون وچرا نہ کیا نہ کوئی بحث کی تو وہ اتباع
کرنیوالے ہیں باقی غیر متبع چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وما جعلنا القبلة التی کنت علیها الا لنعلم
من یتبع الرسول ممن ینقلب علےٰ عقبیه اس آیت میں الا لنعلم کے لفظ سے صاف شبہہ پیدا
ہوتا ہے مگر یہ وہی شیطانی شبہہ ہے کیا قابل التفات ہو ایسے ایسے قرائن عدم علم کے ہرگز نہیں
ہوتے اللہ جل شانہ علیم وخبیر ہے اس نے اب علم حاصل نہیں کیا ہے مگر ایسے لفظوں سے یہ
معنے سمجھ لینا اور انکار علم میں سند لانا کور باطنی اور نابینائی ہے ورنہ قرآن پاک میں ایسے ایسے ہزاروں
شبہے کج طبع لوگوں کی طبیعتیں پیدا کریں گی اور وہ سب انکی کوتہ فہمی کا نتیجہ ہوگا جو ایک مجذوب
کی بڑ یا ہذیان سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا اسی طرح رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علم
عظیم کے انکار میں مخالفین رات دن حیلہ ڈھونڈتے رہتے ہیں اور شبہہ تلاش کرتے ہیں اور
انکو اپنے اس مدعا کی سند بناتے ہیں مگر اس سے کیا نتیجہ یہ سب کوششیں بے سود ہیں یہی شبہہ تحریم
والا جو ہمارے مخالفین نے پیش کیا ہے ایسا لچر ہے جس سے کوئی دانا عدم علم نہیں نکال سکے گا حضور نے
اگر شہد چھوڑ دیا تو اس کو علم سے کیا علاقہ قرآن پاک کے مبارک لفظ یہ ہیں تبتغی مرضات ازواجك
جس سے ظاہر ہے کہ پاس خاطر ازواج مطہرات کا منظور خاطر اقدس تھا اس لئے شہد چھوڑ دیا اس کو
علم سے کیا واسطہ حضور خوب جانتے تھے کہ اس میں بدبو نہیں ہوتی مگر ازانجا کہ طبع شریف میں کمال
تحمل وبردباری تھی اور حضور کے اخلاق کریمہ ایسے تھے کہ کسی کو ناراض اور شرمندہ کرنا گوارا نفرماتے
تھے بنا برعلیہ اسوقت ازواج سے اس معاملہ میں سختی نفرمائی اور انکی رضامندی کے لئے انہیں شہد
چھوڑنیکا اطمینان دلایا پھر اسپر یہ بھی منع فرمادیا کہ اسکا کہیں ذکر نکیا جاوے مدعا یہ تھا کہ حضرت

Marfat.com

زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنکے پاس شہد پیا تھا انھیں شہد چھوڑنیکی اطلاع نہ دیجائے کیونکہ اس سے
انکو ملال ہوگا اور منظور ہی نہیں کہ کسی کی بھی دل شکنی ہو چنانچہ حدیث شریف کے الفاظ جو امام
بخاری و مسلم نے حضرۃ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیئے ہیں یہ ہیں فدخل علی احدھما فقالت له
ذلك فقال لا باس به شربت عسلا عند زینب بنت جحش فلن اعود له وقد حلفت
لا تخبری بذلك احدا یبتغی مرضات ازواجہ یعنی حضرت عائشہ و حفصہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہما میں سے کسی کے پاس جب سرور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور انہوں
نے اپنا منصوبہ کہا کہ ہم حضور کے مُنھ سے مغافیر کی بو پاتے ہیں تو حضور نے فرمایا کچھ مضائقہ
نہیں کیونکہ ہم نے تو زینب بنت جحش کے یہاں شہد پیا ہے۔ ان تقریروں سے صاف ظاہر
ہے کہ حضور کو خوب معلوم تھا کہ ہمارے مُنھ سے بوئے مغافیر کو کوئی علاقہ نہیں مگر یہ بھی
معلوم تھا کہ انکا منشا یہ ہے کہ حضور شہد پینا ترک فرمادیں اسواسطے انکی رضامندی کیلئے ارشاد فرمایا
کہ اب ہم انکی طرف پھر عود نہ کریں گے یعنی قسم کھاتے ہیں پھر شہد نہ پئیں گے اور تم کسی کو اس شہد
چھوڑنے کی خبر نہ دینا یہ اس لیئے فرمایا کہ اگر حضرت زینب کو اس کی خبر پہنچے گی تو انکی دلشکنی ہوگی چنانچہ
علامہ علی قاری رحمۃ الباری مرقاۃ المفاتیح میں اسی لا تخبری کے متعلق فرماتے ہیں الظاھر انه
لئلا ینکسر خاطر زینب من امتناعہ من عسلھا غرضکہ اس حدیث شریف سے انکار
علم مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کچھ مدد نہیں پہنچ سکتی نہیں معلوم کہ معترض کس نشہ میں ہے اور
اس نے کیا سمجھکر اعتراض کیا حدیث میں ایک لفظ بھی تو ایسا نہیں جس سے کسی طرح یہ ثابت ہو سکے
کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فلاں امر کا علم نہیں۔ شبہہ بخاری شریف میں ہے
حضرت جابر کہتے ہیں نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے باپ کے قرضہ کے باب میں
گیا اور دروازہ پر کھٹکا کیا حضور نے فرمایا کون ہے میں نے عرض کیا کہ میں حضور نے فرمایا کہ میں تو
میں بھی ہوں گویا یہ کلمہ حضور کو ناپسند ہوا۔ اگر حضرت غیب داں ہوتے تو کیوں دریافت کرتے کہ تم کون
ہو حضور کو خود ہی معلوم ہو جاتا جواب یہ شبہہ بھی ایسا ہی واہی ہے جیسے اور اوپر گزر چکے۔ کلام کی
مُراد سمجھ لینا کیا معنے معترض کو عبارت کا صحیح ترجمہ کرنا نہیں آتا۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا
من ذا فرمانا یعنی یہ کون ہے حضور کے علم نہونے کی دلیل نہیں ورنہ خود حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیف تحی الموتی کے جواب میں فرمایا اولم تومن کیا تم ایمان نہیں لائے تو معترض یہاں بھی کہدیگا کہ (معاذ اللہ) اگر اللہ جل شانہ عالم الغیب ہوتا تو یہ کیوں فرماتا کہ کیا تم ایمان نہیں لائے ہر جگہ سوال کی علت بے علمی نہیں ہوتی مگر جو حکمتیں نہ سمجھتے ہوں اور کلام کی مراد سے ناواقف ہوں وہ ایسے ہی واہی شبہے بیان کر سکتے ہیں ورنہ کسی مسلمان کو تو ہمت نہیں ہو سکتی علیٰ ہذا احادیث میں جا بجا مذکور ہے کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت فرماتا ہے کہ میرے بندے کیا کرتے ہیں تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا ہے۔ ہمارے معترض صاحب سے قبل آج تک کسی نے ایسے سوالات کو عدم علم کی دلیل نہ سمجھا مگر عجیب الفہم معترض صاحب عجیب عجیب ایجادیں کرتے ہیں

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا　　پر ترے عہد کے آگے تو یہ دستور نہ تھا

یہاں تو حضور کے دریافت فرمانے میں جو حکمت ہے ایمان والوں کی آنکھیں اس سے بند نہیں صاف معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جواب تعلیم فرمانا مقصود تھا کہ تم کسی کے مکان پر جاؤ اور وہ دریافت کرے کہ تم کون ہو تو (میں) نہ کہدیا کرو بلکہ نام بتلایا کرو اور ایک لفظ میں کہدینا جس سے تمیز نہ ہو سکے کہ کون صاحب ہیں ناپسند ہے۔ آپ کو ابھی آ ہمیں ہی شبہہ ہے کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ علم نہ تھا کہ دروازہ پر کون ہے۔ استغفر اللہ۔ اے حضرت انکے صحابہ کو انکے آل اطہار کو انکے اولیاء امت کو انکے ملازمان بارگاہ کو یہ سب علوم روشن ہیں مگر ہماری آنکھیں کھلی ہوں تو ہمیں کچھ خبر ہو سنئے (۱) جب حضرت مولیٰ شاہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے کوفہ سے لشکر طلب فرمایا اور بہت سی قیل و قال کے بعد وہاں سے لشکر بھیجا گیا۔ لشکر کے آنے سے قبل حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خبر دی کہ کوفہ سے بارہ ہزار مرد آتے ہیں آپ کے ہمراہیوں میں سے ایک صاحب لشکر کی گزرگاہ پر جا بیٹھے جب لشکر آیا ایک ایک آدمی کو گننا شروع کیا ایک بھی تو کم بیش نہ تھا (از شواہد النبوۃ مولانا عبد الرحمن الجامی قدس سرہ السامی) صـ۲۲۲ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بعض سفروں میں جب کربلا ہو کر گزرے اور وہاں کچھ دیر ٹھہرے داہنے بائیں دیکھا اور واقعہ کربلا کی خبر دی (شواہد صـ۱۶۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مسجد کوفہ میں نماز فجر سے فارغ ہو کر ایک شخص سے فرمایا کہ فلاں مقام پر ایک مرد اور ایک عورت باہم لڑتے ہیں انکو بلا لاؤ وہ بلا لایا جب وہ حاضر ہوئے فرمایا کہ آج رات تم میں بہت نزاع رہا جوان نے

Marfat.com

حضرت علی مرتضیٰ کا عجیب و غریب فیصلہ آپکو مخفی حالات کی خبر تھی

عرض کیا کہ میں نے اس عورت سے نکاح کیا اور جب سے میں اس کے سامنے گیا مجھے اس سے نفرت آنے لگی اور اس عورت نے مجھ سے لڑنا شروع کیا جب حضور نے طلب فرمایا تھا اُس وقت تک نزاع ہو رہا تھا۔ حضرت مولانا شاہ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے اہل مجلس سے فرمایا کہ بہت باتیں ایسی ہیں جنکا سُننا غیر کے سامنے ناپسند ہوتا ہے۔ سب چلے گئے صرف وہ جوان اور عورت رہ گئے آپ نے اس عورت سے فرمایا کہ تو اس جوان کو جانتی بھی ہے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ میں تجھے اسکی معرفت کراتا ہوں مگر تو منکر نہ ہو جانا۔ عرض کرنے لگی میں ہرگز امر واقعی سے انکار نہ کرونگی فرمایا کیا تو فلاں شخص کی بیٹی نہیں ہے عرض کیا ہاں فرمایا کیا کوئی تیرے چچا کا بیٹا تھا جسکو تجھ سے محبت تھی اور تجھے اُس سے عرض کیا بیشک ایسا ہی تھا فرمایا کہ تو ایک رات ضرورت کیلئے باہر گئی تھی اُس نے تجھے پکڑ لیا اور تیرے ساتھ مشغول ہوا تو حاملہ ہوگئی تو نے ماں کو اسکی خبر کی باپ سے چھپایا جب وضع حمل کا وقت آیا تیری ماں تجھے گھر سے باہر لیگئی جب لڑکا پیدا ہوا تو نے اسکو کپڑے میں لپیٹ کر گھورے پر ڈالدیا پھر ایک کتا اسکو سونگنے لگا تو نے کتے کے پتھر مارا اور بچہ کے سر پر لگا۔ اسکا سر پھٹ گیا تیری ماں نے ایک کپڑا پھاڑ کر اسکے سر پہ باندھا اور پھر تم دونوں چلی گئیں اور تمہیں اُس بچہ کا حال نہ معلوم ہوا اس عورت نے کہا بیشک ایسا ہی واقعہ ہوا اور میرے اور میری ماں کے سوا اسکی کسی کو خبر ہی نہ تھی۔ پھر فرمایا کہ جب صبح ہوئی فلاں قبیلہ نے اُس بچہ کو لیکر اسکی پرورش کی یہانتک کہ وہ بڑا ہوگیا اور اس قبیلہ کے ساتھ کوفہ میں آیا اور تیرے ساتھ نکاح کیا یہ وہی جوان ہے۔ پھر جوان کو حکم دیا کہ سر کھولے اُس نے سر کھولا سر پھٹنے کا نشان موجود تھا فرمایا کہ لیجا یہ تیرا بیٹا ہے اللہ نے حفاظت فرمائی اور اسے حرام سے بچایا (شواہد النبوۃ ص ۱۶۱)

امام حسن رضی اللہ عنہ کا حبشی کی خبر دینا

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ بارادۂ حج مکہ مکرمہ کو پیادہ روانہ ہوئے راہ میں چلتے چلتے پائے مبارک ورم کر آئے ایک غلام نے عرض کیا کہ حضور تھوڑا سا سفر تو سواری پر طے فرمادیں کیونکہ آپکے پائے مبارک پر ورم آگیا ہے فرمایا کہ نہیں منزل پر پہنچکر ایک حبشی ملیگا اسکے پاس روغن ہے اس سے خرید لینا غلام نے عرض کیا کہ حضور ہمنے تو کبھی کسی منزل میں نہیں دیکھا کہ کسی کے پاس ایسی دوا ہو۔ اس منزل میں کہاں سے آئے گی۔ منزل پر پہنچکر (!) حبشی نظر آیا فرمایا کہ یہ وہی ہے جس کو ہم نے کہا تھا جاکر اس سے روغن خرید اور قیمت دے غلام نے جاکر اُس حبشی سے

Marfat.com

روغن مانگا اُس سے دریافت کیا کہ کس لیئے درکار ہے کہا کہ امام حسن بن علی رضی اللہ تعالے عنہما کے لیئے اُس نے کہا کہ مجھے آنکی خدمت میں لیچل میں اُنکا نیازمند ہوں جب اُن کی خدمت میں پہنچا عرض کرنے لگا کہ آپ میرے آقا ہیں کیا آپ سے قیمت لے سکتا ہوں لیکن میری خاتون کے درد زہ ہے دعا فرمایئے کہ خدا تعالے صحیح و سالم لڑکا عنایت فرمائے آپ نے فرمایا اللہ تعالی نے تجھے ویسا ہی بچہ دیا جیسا تو چاہتا ہے اور یہ بچہ ہمارا نیازمند ہوگیا جب وہ اپنی فرودگاہ پر پہنچا تو حسب ارشاد لڑکا پایا (شواہد النبوۃ صـ۱۷۳) سلف میں سے ایک صاحب نے فرمایا کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا مجھے حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کی زیارت کا شوق ہوا چنانچہ میں آن ہی کی قدمبوسی کے ارادہ سے مدینہ منورہ حاضر ہوا جس شب میں مدینہ منورہ پہنچا ابر غلیظ چھایا ہوا تھا اور مینہ زور سے برس رہا تھا سردی سخت تھی آدھی رات کا وقت تھا جب میں در دولت پر پہنچا اسوقت مجھے یہ فکر ہوئی کہ میں ابھی اپنی اطلاع کروں یا صبح جب امام رضی اللہ عنہ خود باہر تشریف لاویں اسوقت تک صبر کروں میں اسی فکر میں تھا کہ امام کی آواز میرے کان میں آئی کہ باندی سے فرماتے ہیں کہ فلاں شخص بھیگا ہوا آیا ہے اور اُسے سردی معلوم ہوتی ہے دروازہ پر متفکر بیٹھا ہے۔ دروازہ کھولدے چنانچہ اُس نے دروازہ کھولدیا اور میں مکان میں چلا گیا (شواہد النبوۃ صـ۱۸۳) یہاں تو امام علی ابیہ و علیہ السّلام کو معلوم ہوگیا کہ دروازہ پر کون ہے مـ ایک اور شخص سے منقول ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ میں نے امام باقر رضی اللہ تعالی عنہ کے دروازہ پر کھٹکا کیا۔ ایک کنیز باہر آئی میں نے اسکی چھاتی پر ہاتھ رکھکر کہا کہ اپنے آقا سے جاکر عرض کر کہ فلاں شخص در دولت پر حاضر ہے امام باقر رضی اللہ عنہ نے مکان میں سے آواز دی کہ یہاں آ تیری ماں مرے میں نے اندر جاکر عرض کیا کہ حضرت میری نیت میں بدی نہ تھی فرمایا سچ ہے لیکن تمہارا یہ خیال ہے کہ دیواریں ہماری نظروں کے لیئے بھی پردہ و حجاب ہیں جس طرح تمہاری نظروں کے لیئے اگر ایسا ہو تو پھر ہم میں تم میں فرق کیا رہا۔ خبردار ایسی حرکت نکرنا (شواہد النبوۃ صـ۱۸۳) ایک شخص نے کہا کہ ایک روز امام باقر رضی اللہ عنہ سوار ہوئے اُن کے ساتھ میں بھی سوار ہوا راہ میں او ر شخص ملا امام باقر نے فرمایا کہ اِن دونوں کو باندھ لو یہ چور ہیں غلاموں نے باندھ لیا پھر امام نے اپنے معتمدوں میں سے ایک شخص سے فرمایا کہ اس پہاڑ پر آؤ یہاں ایک غار ہے اس میں جو کچھ ہے وہ لے آؤ وہ گئے وہاں دو جامہ دان ملے وہ لے آئے اور ایک جامہ داں ایک اور

امام حسن کا ایک شخص کو لڑکا ہونے کی خبر دینا

حضرت امام باقر کا ایک شخص کے دروازہ پر ہونے کی خبر دینا

حضرت امام باقر کے لیے دیواریں حجاب نہیں

حضرت امام باقر کا چوروں کی خبر دینا۔

جگہ سے علاوہ بھی لیا امام نے فرمایا ان جامہ دانوں کے مالکوں میں سے ایک موجود ہے اور ایک غائب ہے جب مدینہ میں پہنچے اس جامہ دان والے نے ایک اور جماعت پر تہمت لگائی تھی اور وہ ماخوذ تھے حاکم نے انھیں گرفتار کیا تھا۔ امام باقر نے فرمایا کہ انکو سلامت دو وہ دونوں جامہ دان اس کے مالک کو دیئے چوروں کے ہاتھ کٹوائے انمیں سے ایک نے کہا کہ الحمد للہ میری توبہ اور قطع دست رسول صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے فرزند کے ہاتھ پر ہوا۔ امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تیرا ہاتھ تجھ سے بیس سال قبل جنت میں گیا۔ وہ شخص صرف بیس سال زندہ رہا۔ تین روز کے بعد دوسرے جامہ دان کا مالک بھی آیا امام باقر نے فرمایا کہ تیرے جامہ دان میں ہزار دینار تو تیرے ہیں اور ہزار دینار اور شخص کے اور سطرح کے کپڑے ہیں وہ عرض کرنے لگا کہ اے حضور اس ہزار دینار والے کا نام بھی بتائیں تو درست ہے فرمایا کہ اسکا نام محمد ہے اور اس کے باپ کا نام عبدالرحمن ہے وہ ایک نیک مرد ہے صدقہ بہت دیتا ہے نماز بہت پڑھتا ہے اور اب باہر تیرے انتظار میں ہے یہ سنتے ہی اس شخص نے امام کی تصدیق کی اور وہ نصرانی تھا فوراً اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہدان محمداً عبدہ ورسولہ پڑھکر مسلمان ہوگیا (شواہد النبوۃ ص۲۰۱) ۔ کوفیوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں کوفہ سے بارادہ خراسان باہر آیا میرے لڑکے نے حلہ مجھے دیا کہ اس کو فروخت کرکے میرے لئے فیروزہ خریدتے لانا جب میں مرد کے مقام پر پہنچا تو حضرت امام رضا رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے غلام آئے اور کہنے لگے کہ انکا ایک خادم فوت ہوگیا ہے جو حلہ تمہارے پاس ہے ہمارے ہاتھ فروخت کرو تاکہ ہم اسکا کفن بنا دیں میں نے کہا کہ میرے پاس کوئی حلہ نہیں ہے وہ چلے گئے اور پھر آکر کہنے لگے کہ ہمارے مولا نے تمہیں سلام کہا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ تمہارے پاس حلہ ہے جو تمہارے لڑکے نے تمہیں فروخت کرنیکے لئے دیا ہے اور فیروزہ خریدنے کو کہا ہے تو یہ اسکی قیمت ہے پھر میں نے وہ حلہ انھیں دیدیا اور اپنے دلمیں کہا کہ ان سے چند مسئلے دریافت کر دیکھوں کہ کیا جواب دیتے ہیں وہ مسئلے میں نے لکھ لئے اور صبح کو دریافت کرلے کی نیت سے انکے دردولت پر گیا لوگوں کا اژدحام تھا مجھے میسر نہوا کہ میں آپکی زیارت کر لیتا چہ جائیکہ مسائل دریافت کرتا متحیر کھڑا تھا کہ انکا ایک غلام میرا نام لکھکر لے گیا اور تھوڑی دیر میں ایک رقعہ مجھے دیگیا اسمیں تحریر تھا کہ اے فلاں شخص تیرے سوالوں کے یہ جواب ہیں جب میں نے دیکھا تو فی الحقیقت میرے تمام مسائل کے

موت کے وقت کا علم

غیب اور غیب حالات کا علم

امام رضا رضی اللہ عنہ کا علم غیب اور بیان کرنا سائل کے سوالوں کا اور مولانا کا جواب دینا

Marfat.com

جواب تھے د شواہد النبوۃ ص۱۹۹ ۹ مولانا جلال الدین رومی نے مثنوی معنوی میں فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ ایک روز مع اپنے مریدوں کے جنگل میں گشت کر رہے تھے کہ ناگاہ آپ کو خوشبو آئی اور آپ پر آثار مستی نمودار ہوئے ایک مرید نے عرض کیا کہ اس وقت کیا حال ہے جو حضور کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل رہا ہے کبھی زرد کبھی سرخ کبھی سفید فرمایا کہ مجھے اس طرف سے ایک یار کی بو پہنچ رہی ہے کہ اتنے سال کے بعد یہاں ایک دین کا بادشاہ پیدا ہوگا کہ آسمان پہ اس کے خیمے ہوں گے مریدوں نے نام دریافت کیا فرمایا نام ان کا ابوالحسن ہوگا اور حلیہ وقد ورنگ اور تمام باتیں بیان فرمائیں اور یہ بھی فرمایا کہ وہ میرے ہی سلسلہ میں مرید ہوگا اور میری تربت سے اس کو فیض ہوگا۔ مریدوں نے اس کی تاریخ لکھ لی چنانچہ ابوالحسن اسی تاریخ کو پیدا ہوئے اور جو علامات حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ نے بیان فرمائے سب ان میں موجود تھے۔ چنانچہ مثنوی شریف کے اشعار یہ ہیں ؎

آن شنیدی داستان بایزید	که ز حال بوالحسن از پیش دید	روزی آن سلطان تقوی میگذشت	با مریدان جانب صحرا و دشت
بوی خوش آمد مر او را ناگهان	در سواد ری ز سوی خارقان	پس و را آنجا ناله مشتاق کرد	بوی را از باد استنشاق کرد
بوی خوش را عاشقانه میکشید	جان او از باده باد میچشید	چون درو آثار مستی شد پدید	یک مرید او را از آن دم بر رسید
پس بپرسیدش که این احوال خوش	که برون است از حجاب پنج و شش	گاه سرخ و گاه زرد و گه سفید	میشود رویت چه حال است و نوید
گفت بوی بوالعجب آمد بمن	همچنان که مر نبی را از یمن	که محمد گفت بر دست صبا	از یمن می آیدم بوی خدا
از اویس و از قرن بوی عجب	مر نبی را مست کرد و پر طرب	پیرهن در مصر رهن یک حریص	پر شده کنعان ز بوی آن قمیص
گفت زین سو بوی یاری میرسد	کاندرین ده شهریاری میرسد	بعد چندین سال میزاید شهی	میزند بر آسمان از خرگهی
چیست نامش گفت نامش بوالحسن	حلیه‌اش وا گفت ز ابرو و ذقن	قد او و رنگ او و شکل او	یک بیک وا گفت از گیسو و رو
کو حسن باشد مرید و امتم	درس گیرد هر صباح از تربتم	نوبتش از گلشن حق گلگون بود	از دمن او ز مد مقام افزون بود
بر نوشتند آن زمان تاریخ را	از کتاب آنچه اشتنا آن شیخ را	نیم رسید آنوقت و آن تاریخ راست	زان زمین آن شاه پیدا او نما
همچنان آمد که او فرموده بود	بوالحسن از مردمان آن را شنود	هر صباحی تیز رفتی بی فتور	بر سر گورش نشستی با حضور
تا که سال شیخ پیشش آمدی	تا کرا گفتی مشکلش حل شدی	تا کی روزی بیامد با سرور	گور را از برف لو پوشیده بود
نو تو بر نو تو تنها همچو علم	نیم قبه دید جانش بعلم	بانگ آمد از حظیره شیخ حی	ها انا ادعوک کی تسعیٰ الی
حال از ادوار و ز قحط و کم	آن عجائب که از اول می‌شنید	لوح محفوظ است پیش اولیا	از چه محفوظ است محفوظ از خطا
	نے تو هم استاد اهل حساب	وفی حق و الله اعلم بالصواب	

اب جناب کو کچھ پتہ چلا کہ حضرت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خدام کے کیسے وسیع میں تشبیہ رسول اللہ صلی اللہ تعا[lیٰ]

علیہ وسلم سے صحابہ نے دریافت کیا کہ حضور قیامت میں اپنی امتیوں کو کیسے پہچانیں گے فرمایا آثار وضو سے انکو ہاتھ پاؤں اور چہرے چمکتے ہونگے اگر حضرت غیب داں ہوتے تو کیوں یہ فرماتے جواب یہ شبہہ بھی محض لچر ہے اور مخالفین کو ایسے تشبیہ کرنے شرعاً جائز نہیں کیونکہ یہ حضرات انہی باتوں سے اسی مسئلہ علم نبی کریم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم میں راندن کہتے رہتے ہیں کہ حوض کوثر پر کچھ لوگ وارد ہونگے حضور انہیں اپنے صحابی کہہ کر پکارینگے اور بلاوینگے تب حضرت سے عرض کیا جائیگا کہ یہ آپکے بعد مرتد ہو گئے آپکو ان کا حال معلوم نہیں چنانچہ اس کا جواب بھی اوپر گذر چکا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جو آپنے یہ زبان سے نکالا کہ حضور نبی امت کو آثار وضو سے پہچانینگے تو ان مرتدوں کے بھی ہاتھ پاؤں اور پیشانی چمکتی اور روشن ہوگی جو حضور یہ فرمائینگے کہ یہ میرے صحابی ہیں اور اگر یہ چمکتی ہوئی تو کیسے بلاتینگے جبکہ آپ یہ کہتے ہیں کہ حضور کو وہاں آثار وضو معرفت کا ذریعہ ہے سوچو اور نادم ہو اس موقعہ پر حضور کو بیان فضیلت وضو منظور تھا اسواسطے یہ فرمایا کہ ہماری امت کو اوپر خاص کرم الٰہی ہیکہ اس روز وہ سب سے ممتاز ہوگی۔ آپ یہ سمجھے کہ حضور کی معرفت اس پر موقوف ہے آفریں ہے آپ کی سمجھ پر آپ کو ابھی یہ خبر نہیں کہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر فتح العزیز پارہ الم صفحہ ۶ میں فرماتے ہیں ا۔ و دیلمی از ابو نافع روایت میکند کہ آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمودند مثلت لی امتی فی الماء والطین یعنی تصویرات امت من در آب و گل ساختہ بمن نمودند یعنی دیلمی نے ابو نافع سے روایت کی ہے کہ سرور کرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے میری امت کی تصویر پانی اور مٹی میں بناکر دکھائی گئی میں کہتا ہوں کہ حدیث اور مختلف الفاظ سے بھی حدیث کی کتابوں میں مروی ہے اور ایک روایت میں معرفت جنہا دیبھا بھی آیا ہے یعنی میں نے ان کے نیک و بد کو پہچان لیا اب کیا جائے شبہہ ہے شبہہ درود وسلام حضور پر بواسطہ فرشتوں کے پیش ہوتا ہے کہ اگر حضرت غیب داں ہوتے تو بواسطہ فرشتوں کے پیش کرنیکی کیا ضرورت تھی جواب کیا خوب یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے عدم علم کی دلیل ہے یا رفعت شان کی مگر یہ آپ کیوں سمجھنے لگے سمجھے کہ بواسطہ فرشتوں کے پیش کرنا حضور کی رفعت شان ظاہر کرتا ہے اگر یہی ذہن رسا ہو تو کیا عجب ہے کہ جو حضرت حق سبحانہ تعالٰی پر بھی اعتراض کر ڈالے کیونکہ اللہ فرشتے بھجاتے ہیں اور اعمال حق بھی فرشتے ہی پیش کرتے ہیں جیسا کہ حدیث صحیح سے ثابت ہو تو اگر یہی ذہانت ہے تو یہ بھی کہہ بیٹھیگا کہ اللہ تعالٰی اگر عالم ہوتا تو فرشتے کیوں عمل بھجاتے حضرت ایسے واہی شبہات سے توبہ کیجئے گا حضرت حق سبحانہ تعالٰے بیشک عالم ہے مگر یہ امور انتظام و حکمت پر مبنی ہیں اگر کوئی شبہہ پیدا ہوا کرے تو علما کی خدمت میں عرض کرکے صاف کرلیا کرو یہ بھی نہ ہو سکے تو اپنے قصور علم کا اعتراف کرکے اس کو اپنی نادانی سمجھکر خدا ورسول پر اعتراض کرنیسے زبان روکو سمجھانے سے کام ہے سرکار اب مان نہ مان تو ہے مختار

وصلی اللہ تعالٰی علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ وبارک وسلم ہ **تمت بالخیر**

Marfat.com

فہرست مضامین کتاب مستطاب الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صفحہ	مضمون
۱	دیباچہ
۲	مخالفین کے رد رسالے اور فتوی جنکا اس کتاب میں جواب ہے
۳	تقریر مسئلہ علم نبی صلے اللہ علیہ وسلم
۳	حضور کیلئے جمیع اشیاء کے علم کا اثبات قرآن پاک سے
۳	اہل سنت کا عقیدہ متعلق علم حضور علیہ الصلوٰۃ
۳	تو ضیح اور بیان کے تنویرات کا رد
۳	حضور کے علم عظیم کا ثبوت آیات سے
۵	حضور کیلئے جمیع اشیاء کے علم کا ثبوت احادیث سے
۶	حضور نے منبر پر قیام فرما کر قیامت تک کے وقائع و حوادث کی خبر دی
۷	مولوی محمد سعید بنارسی کی دیانت و دیانت
۷	مخالفین کے اہل حق کے کرشمے
۷	بخاری و مسلم کی حدیث کہ حضور نے قیامت تک ہونے والی کوئی چیز نہ چھوڑی سب کا بیان فرمادیا
۷	حدیث حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو سمیٹ کر شامل کف دست کر دیا جس سے اسکے مشارق و مغارب کو دیکھا
۸	حدیث حضور نے فرمایا مجھے آسمانوں اور زمینوں کی تمام کائنات کا علم حاصل ہو گیا۔
۹	ملائکہ اشجار وغیرہ جمیع کائنات کا علم حضور کو حاصل ہوا

صفحہ	مضمون
۹	حضور پر غیبوں کے دروازے کھول دیئے گئے تمام علوم جزوی و کلی کا علم احاطہ
۱۰	آسمان و زمین کے جملہ ذوات صفات ظواہر و باطن سب کا معائنہ فرمانا
۱۱	حضور پر جمیع اشیاء کا منکشف ہونا
۱۲	درندوں کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عالم ماکان و مایکون ہونے کی گواہی دینا
۱۲	حضور نے قیامت تک ہونیوالا ہر امر بیان فرمادیا یہانتک کہ کوئی پرندہ ایسا نہیں جو پر ہلائے اور حضور نے اسکا ذکر نہ فرمایا ہو
۱۳	حضور نے ایکدن میں دنیا کے تمام حالات کیسے بیان فرمادیئے
۱۳	حضرت داود علیہ السلام کا سواری پر زین کسنے کا حکم دینا اور زبور شروع کرنا زین کھینچنے سے قبل زبور ختم فرمالینا۔
۱۳	ابتداء سے انتہا تک مخلوقات کے جمیع احوال کی ایک مجلس میں خبر دینا حضور علیہ الصلوٰۃ کا معجزہ ہے
۱۳	حضرت علی مرتضیٰ کا ایک رکاب میں قدم رکھکر دوسری میں قدم رکھنے تک پورا قرآن پاک ختم فرمالینا
۱۳	بعض مشائخ کا حجر اسود سے باب الکعبہ تک پہنچتے پہنچتے تمام قرآن شریف ختم کر لینا اور ابن شیخ شہاب الدین سہروردی کا دلدل آ اسکا جواب نہ سننا
۱۳	حضور علیہ السلام پر عالم کی کوئی شے مخفی و محجوب نہیں

Marfat.com

صفحہ	مضمون
۱۵	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسعت علم پر جناب آفتاب اوہیر کی نفیس تقریر
۱۶	انبیاء کو ایک ایسی صفت عطا فرمائی جاتی ہے جس سے وہ غیب پر مطلع ہوتے ہیں
۱۷	نصیحۃ المسلمین کے اس قول کا رد کہ غیب کی بات پیغمبر خدا کو بھی معلوم نہ تھی
۱۷	مجلوبان خدا کے سینوں کی نورانیت سے لوح محفوظ کے نقوش ان میں منعکس ہو جاتے ہیں
۱۸	صاحب براہین کی تقریر پر شیطان لعین کا اللہ تعالیٰ کے احباب میں سے ہونا لازم آتا ہے
۲۰	لوح و قلم کے علوم آپ کے علوم کے سمندروں کی ایک لہر ہیں
۲۰	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلم و افضل خلق ہونے پر اجماع
۲۰	حضور علیہ السلام کا دنیا میں و دین کے تمام امور مصالح کا عالم
۲۱	اللہ تعالیٰ کا حضور علیہ السلام کو اولین و آخرین عطا فرمانا
〃	حضور کو تین طرح کے علم عطا ہوئے
〃	انسان و جن و فرشتے سب حضور کے امتی ہیں
۲۲	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام دنیا و ما فیہا کا علم مرحمت ہوا
〃	حضور کا علم انسانوں جنوں فرشتوں سب سے وسیع ہے
۲۳	وسعت علوم اولیاء کا ذکر
〃	اولیاء کے لئے تمام عالم کے علوم
۲۴	مولوی اسمٰعیل دہلوی کا اپنے مریدوں کے لئے جمیع اشیاء کا علم ثابت کرنا اور حضور کے لئے شرک بتانا
۲۵	مولوی اسمٰعیل دہلوی کا صاحب شغل دورہ کی وسعت علمی کا اقرار حضور کے لئے انکار
۲۶	بزرگوں کے علم بالغیب کی نسبت مصنف نصیحۃ المسلمین کا قول مولوی کوچینی کا اقرار
۲۷	مخالفین کے قول سے تھوڑی دیر کیلئے شرک کا جائز ہونا لازم آتا ہے
۲۸	حضور اقدس علیہ السلام کے جسم اقدس پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا مولوی واحد نور صاحب کے رسالہ اعلاء کلمۃ الحق کا رد ہو الاول والآخر والظاہر والباطن ثنائے الٰہی و نعت رسالت پناہی دونوں کو شامل ہو
۳۰	علم غیب کے متعلق مقربین کے اعتقاد
〃	براہین میں شیطان و ملک الموت کی وسعت علم کا اقرار اور فخر عالم کی وسعت علمی کا انکار
۳۱	صاحب براہین کا شرک کو نص سے ثابت ماننا جانب مخالف کا اقرار کہ حضور اعلم الخلق ہیں صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک حضور کے لئے علم ثابت کرنا خواہ ذاتی ہو یا عطائی ہر طرح شرک ہے اور اس کا جواب

Marfat.com

صفحہ	مضمون
۳۲	مخالفین کے قول سے لازم آتا ہے کہ علام الغیوب تعلیم پر قادر نہیں
۳۲	صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک علم الٰہی بھی ذاتی نہیں
〃	صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کو بھی تمام
〃	چیزوں کا ہر وقت علم نہیں
۳۳	علم نبی علیہ السلام کی نسبت اہل سنت کا اعتقاد جانب
〃	مخالف کا غیب کی تعریف میں غلطی کرنا فتوے
〃	مولوی غلام محمد اور کشف الغطاء ور نصیحۃ المسلمین
〃	اور ردالسیف کا اس قول کا رد کہ جو بتایا گیا غیب نہیں کہلاتا
۳۴	غیب کے معنی کی تحقیق میں تفسیروں کی عبارتیں
〃	آیت وعندہ مفاتح الغیب سے مخالفین کا تمسک اور اس کا جواب۔
〃	جس غیب پر دلیل ہو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص نہیں
۳۵	غیب کا علم بتعلیم الٰہی انبیاء و اولیاء کو حاصل ہے
〃	جتنی آیتوں میں یہ مذکور ہو کہ کوئی غیب نہیں جانتا سب میں یہی مراد ہو کہ بے تعلیم الٰہی نہیں جانتا
۳۶	شرح فقہ اکبر کی عبارت میں جانب مخالف و دیگر وہابیہ کی غلط فہمی اور اس کا جواب
〃	ملا علی قاری کی شرح شفا سے حضور کیلئے علم ما کان و ما یکون کا اثبات۔

صفحہ	مضمون
۳۷	حضرت کا ایک مجلس میں جمیع احوال مخلوقات دنیا و آخرت کی خبر دینا بڑا معجزہ ہے۔
〃	شرح فقہ اکبر کی عبارت میں علم ذاتی کے اعتقاد پر تکفیر کی ہے نہ عطائی کے
۳۸	جانب مخالف کے کلام میں تناقض یہ بھی کہتا ہے کہ غیب وہ ہے جو بتایا نہ جائے اور یہ بھی کہ بعض غیب بتائے گئے۔
۳۹	کل اشیاء کا علم علم الٰہی کے حضور قلیل ہے
〃	حضور کا علم ملکوت سمٰوٰت و ارض سے افضل ہے
۴۰	براہین قاطعہ کا اتہام کہ حضرت کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں اور اس کا رد
۴۱	حضور علیہ السلام کے علم پر محیط کا اطلاق درست ہے
〃	حضور علیہ السلام کا علم کائنات وغیرہا کے کلیات و جزئیات پر محیط ہے
۴۲	آیہ لا یحیطون بشیٔ سے جانب مخالف کی غلط فہمی اور اس کا جواب
۴۳	آسمانوں اور زمینوں کے تمام غیوب دریائے علم الٰہی کا ایک قطرہ ہیں۔
〃	مخالفین نے علم باری تعالیٰ کو بھی تھوڑا ہی سمجھ لیا ہے

Marfat.com

صفحہ	مضمون
٤٣	علم باری تعالیٰ کے سامنے تمام مخلوقات کے علم قلیل ہیں۔
٤٤	علم شعر کی نفیس بحث
٤٥	علم بعض ملکہ علوم میں شرائع وذرائع سے قرآن وحدیث وکتب علوم سے اس کے نشوونما اور نفاسیر سے ثبوت
٤٧	ہر بشری کمال حضور علیہ السلام کو علم جامع کے تحت میں ہے حضور کا شعر کے جید وردی موزوں وغیرہ موزوں میں امتیاز فرمانا
٤٨	شعر کے معنی عرفی ومنطقی۔
"	قرآن پاک میں شعر کے معنی عرفی مراد نہیں ہوسکتے
٤٩	نفی شعر تعلیم قرآن ہے۔
٥٠	بحث شعر میں حضرت شیخ اکبر کی نفیس وجلیل تفسیر
٥١	علم سحر کی بحث اور مخالفین کا رد
"	کوئی علم فی نفسہ مذموم نہیں
٥٢	شاہ عبدالعزیز صاحب کی تفسیر سے ثابت ہے کہ انبیا علیہم السلام ریاضیات وجدیات وغیرہ علوم فلسفہ کو بھی جانتے ہیں
٥٣	عالم غیر مجتہد کو صریح آیتوں اور حدیثوں سے استدلال جائز ہے۔
٥٤	آیہ وعلمکم مالم تکن تعلم پر مخالفین کا اعتراض اور اس کا جواب
"	آیہ وعلم الانسان مالم یعلم میں انسان سے حضور مراد ہیں
٥٥	آیہ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون پر مخالفین کا شبہہ اور اس کا جواب
٥٧	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم تمام معلومات غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہے
٥٨	مخالفین کا یہ عذر کہ آیت سے علوم دینیہ مراد ہیں اور اس کا جواب
٥٩	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا وآخرت کے جملہ احوال کی ایک مجلس میں خبر دینا۔
"	علم بالغیب حضور کا معجزہ ہے
٦٠	تمام مخلوقات کا علم علم الٰہی کے حضور قلیل ہے
٦١	جملہ انبیاء کے علوم آسمانوں زمینوں کے غیوب اور علم الٰہی کا ایک قطرہ ہیں
"	تمام مخلوقات کے علم کا بمقابلہ انبیا اور جملہ انبیا کے علم کا بمقابلہ سید الانبیا علیہم السلام اور سب کے علم کا بمقابلہ علم الٰہی قلیل ہونا
	حضور کا علم اگرچہ علم الٰہی کے سامنے قلیل ہو مگر تمام ماکان ومایکون الیٰ یوم القیامۃ کو حاوی ہے۔

Marfat.com

صفحہ	مضمون
٦٢	تفسیر آیہ وعلمک سے حضور علیہ السلام کے لئے علم ماکان وما یکون کا ثبوت
٦٣	آیہ ویکون الرسول علیکم شہیدا پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
〃	آیہ ویکون الرسول علیکم شہیدا کی بحث
٦٦	اجماع امت خطا پر ممکن نہیں
〃	جیسا پیغمبر معصوم کا حکم واجب القبول ہے ایسا ہی اس امت کے اجماع کا
٦٧	غوث اعظم کا ارشاد کہ لوح محفوظ میرے سامنے ہے اور میں علم الٰہی کے سمندر میں غوطہ زن ہوں
٦٨	اولیا کے سامنے زمین مثل روئے ناخن ہے
〃	امام اعظم کی روایت کہ حضرت زید نے فرمایا کہ میں عرش الٰہی کو صاف دیکھتا ہوں اور جنتی دوزخی سب میری نظر کے سامنے ہیں
٦٩	اولیا کا علم جو اصلاب آباء میں مریدوں کے احوالات ملاحظہ فرماتے ہیں
〃	آیہ وما ہو علی الغیب بضنین کی بحث
٧٠	آیہ وما کان اللہ لیطلعکم کی بحث
٧١	صاحب روح البیان کے نزدیک حضور کا علم جمیع معلومات غیبیہ لکونیہ پر محیط ہے
٧١	حضور کو اپنی امت کے ہر مومن کافر کی اطلاع ہے
〃	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعوت سے فرمانا کہ اب سے قیامت تک کا ہم سے سوال کر لو اور پھر حضور سے سوال کیا جانا اور حضور کا جواب دینا
٧٢	آیہ قل لا اقول لکم پر مخالفین کا اعتراض اور اس کا جواب
٧٣	جانب مخالف کا حضور کے لئے بدء الخلق سے لیکر قیامت تک کے ماکان وما یکون کے علم کا اقرار
٧٤	لطیفہ ماکان وما یکون کی بحث۔
٧٥	کان کے معنی کی نفیس بحث
〃	کان محدثین کے نزدیک مفید دوام واستمرار ہو
٧٦	جانب مخالف کی خوش فہمی اور سیکون کے قرب پر دلالت کرنے کی بحث
٧٧	صیغہ مضارع پر سین کیا معنی دیتا ہے
٧٨	آیہ وعلمک ما لم تکن تعلم پر مخالفین کا اعتراض اور اس کا جواب
٧٨	نزول وحی کیلئے ضرور نہیں کہ اس سے قبل اس کا علم ہو
٧٩	مسئلہ اظہار کے متعلق جانب مخالف کا شبہ اور اسی کے قول سے اس کا جواب
	مخالفین کا یہ قول کہ ہر عام مخصوص البعض ہو اور اس کا جواب تحقیق ذیشان کہ عام افادہ عموم میں قطعی ہے

Marfat.com

صفحہ	مضمون
۸۵	قاعدہ ما من عام الخ نہ حنفیہ کے نزدیک درست نہ شافعیہ کے نزدیک صحیح
۸۶	جانب مخالف کے اس قاعدے سے لازم آتا ہے کہ بعض چیزیں خدا کی ہوں بعض غیر کی اور اللہ کو بھی بعض کا علم نہ ہو (معاذ اللہ)
۸۷	حدیث فتجلی پر مخالفین کا شبہہ اور اس کا جواب حضور کو دنیا و دین کا علم مرحمت ہوا
۸۸	جانب مخالف کی دیانت
۸۹	ما کے عموم پر جانب مخالف کا اعتراض اور اسکا جواب
۹۰	آیہ قل لا یعلم پر مخالف کا شبہہ اور اس کا جواب
"	جتنی آیتوں میں غیب کی نفی ہے سب میں یہ مراد ہے کہ بے تعلیم الٰہی کوئی نہیں جانتا
۹۱	امور خمسہ کا علم اور آیہ کی بحث
۹۲	قیامت کا علم
۹۳	مینہ کا بیان
۹۴	اس کا علم کہ پیٹ میں کیا ہے
۹۵	کل کی بات
۹۶	حضرت نے منبر پر قیام فرما کر قیامت تک ہونیوالی ہر بات بتائی
	حضرت کا کل کی بات بتانا
۹۷	اس کا جواب کہ جب حضرت نے سنا کہ یہ لڑکیاں یہ گاتی ہیں کہ ہم میں ایسے نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں تو حضور نے انہیں کیوں منع فرمادیا
۹۷	اس کا علم کہ کہاں مریگا
۹۸	آیہ وعندہ مفاتح الغیب سے نفی علم عطائی کی ثابت کرنا ظلم ہے
۹۹	باب دوم۔ آیہ قل لا اقول لکم اور آیہ ولو کنت اعلم الغیب پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
۱۰۰	آیہ منہم من قصصنا پر مخالفین کا اعتراض اور اس کا جواب
۱۰۱	آیہ لا تعلمہم نحن نعلمہم پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
۱۰۲	ویسئلونک عن الروح پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
۱۰۳	حضرت عائشہ صدیقہ پر کفار کی تہمت سے وہابیہ کا استدلال اور اس کا جواب۔
"	انبیا کی بیبیاں بدکار نہیں ہوسکتیں۔
۱۵۰	حضرت صدیقہ کی پاکی پر حضور کی قسم۔
۱۰۶	وہابیہ کی حضور پر دو بدگمانیاں۔
"	انبیا پر بدگمانی کفر ہے
"	حضرت صدیقہ کی حدیث من اخبرک سے وہابیہ کا استدلال اور اس کا جواب۔

Marfat.com

صفحہ	مضمون
۱۰۷	شبِ معراج میں حضور علیہ السلام کو تین طرح کے علوم عطا ہوئے، ایک وہ جس کے چھپانے کا حکم ہوا دوسرے کے چھپانے اور ظاہر فرمانے کا اختیار تیسرے ہر خاص وعام کو پہنچانے کا ارشاد
۱۰۷	اسرار الٰہیکا علم جو حضرت کو مرحمت ہوا اسکا نشانہ اہم ہو
۱۰۸	علم قیامت
"	اس کا علم کہ پیٹ میں کیا ہے
۱۰۹	حضرتِ صدیق رضی اللہ عنہ کا حمل میں صاحبزادی کی خبر دینا۔
۱۱۰	ایک اعرابی کا حضور سے دریافت کرنا کہ میری اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے اور ایک نوعمر صحابی کا حیرت انگیز جواب
۱۱۰	کل کی بات کا علم
۱۱۱	گانیوالی لڑکیوں کو حضور نے یہ کہنے سے کیوں منع فرمادیا کہ ہم ایسے نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں
"	اس کا علم کہ کہاں مریگا
۱۱۲	حضرت صدیق اکبر کا حضور سے عرض کرنا کہ میں حضور کے بعد ڈھائی برس زندہ رہوں گا
"	آیت کے ایسے معنی بیان کرنا جائز نہیں جو شاذ و نصوص کے خلاف ہو بلکہ یہ درحقیقت معنی و تحریف ہو تفسیر

صفحہ	مضمون
۱۱۳	مولوی اسمٰعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے نزدیک مولوی اشرف علی اور مرتضیٰ حسن وغیرہ سب مشرک۔
۱۱۳	بار گم ہونے پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب قاضی خان کی عبارت متعلق تزوج بشہادت خدا و رسول پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
۱۱۷	فقہا لفظ فالو کا استعمال کس موقع پر فرماتے ہیں
۱۱۸	علم بالغیب کے اثبات میں فقہی عبارات
۱۱۹	وہابیہ کا اعتراض کہ جمیع اشیاء غیر متناہی ہیں۔ اور اس کا جواب۔
"	مولوی اشرف علی کی تقریظ کا رد
۱۲۱	قیامت میں حضور بعض لوگوں کو حوض کوثر کی طرف بلائیں گے اس پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
۱۲۲	قرآن شریف یاد ہونے کے بعد بھولنا گناہ عظیم ہے
۱۲۳	کفار کے احوال بیت المقدس دریافت کرنے پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
۱۲۶	آیہ ان کنت بدعا من الرسل اور حدیث واللہ ادری پر وہابیہ کا اعتراض کہ معاذ اللہ حضور کو اپنے خاتمہ کی بھی خبر نہ تھی اور اس کا جواب
۱۳۰	آیہ یوم یجمع اللہ پر وہابیہ کا اعتراض

Marfat.com

صفحہ	مضمون
	اور اس کا جواب
١٣١	نماز میں پاپوش مبارک کے اتارنے پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
"	واقعہ بیر معونہ پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
١٣٧	حدیث اعمیٰ تجہ پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
١٣٨	شان نزول سورہ تحریم پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
١٤٠	حضرت جابر کا نام دریافت فرمانے پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
١٤١	حضرت علی مرتضیٰ کو لشکر کوفہ اور اس کی تعداد کی خبر دینا
"	حضرت علی مرتضیٰ کا واقعہ کربلا کی خبر دینا
١٤٢	حضرت علی مرتضیٰ کا ایک عجیب و غریب فیصلہ اور مخفی رازوں کی اطلاع

صفحہ	مضمون
١٤٣	حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا لڑکا پیدا ہونے کی خبر دینا
"	حضرت امام باقر کا اندھیری رات میں دروازے پر آنے والے کی خبر دینا
١٤٣	حضرت امام باقر کا ارشاد کہ دیواریں ہمارے لئے حجاب نہیں۔
"	حضرت امام باقر کا چوروں کی خبر دینا۔
١٤٤	حضرت امام باقر کا ایک چور کے وقت موت کی خبر دینا اور عجیب و غریب حالات بیان فرمانا۔
"	امام رضا رضی اللہ عنہ کا بغیر بیان کے سائل کے تمام سوالوں کے جواب دینا۔
١٤٥	حضرت بایزید بسطامی کا حضرت شیخ ابو الحسن کی ولادت و دیگر حالات کی خبر دینا۔
١٤٦	آثار وضو سے حضرت کے امت کو پہچاننے پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
١٤٩	درود و سلام پیش کئے جانے پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب.

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی

کا رسالہ النظامیہ فرنگی محل لکھنؤ بابت جنوری ۱۹۱۸ء میں شائع شدہ خط جو رسالہ الامداد تھانہ بھون بابت صفر ۱۳۳۵ھ میں اول
چھپ چکا ہے ذیل میں اسلئے درج کیا جاتا ہے کہ ناظرین کرام مولوی صاحب تھانوی کے کمالات کا اندازہ خود ہی کر لیں شائع کردہ مضمون حسب

الخطوب المذیبہ - للقلوب المنیبہ

برادرم عزیزم سلمہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ آنعزیز کے استفساری خط کی رسید اور تعجیل جواب نہ ہو سکنے کا عذر خط کے آنیکے
ساتھ ہی جسکو آئے ہوئے تقریباً پچیس روز ہو گئے ہونگے ایک کارڈ پر لکھ چکا ہوں گو مجھکو بفضلہ تعالے بخار سے نجات ہو گئی ہے
لیکن ضعف و نقاہت سے کسی معمولی سے معمولی کام کی بھی ہمت نہیں ہوتی مگر ساتھ ہی آنعزیز کے انتظار کے تصور سے اضطراب
اور خود اس جواب کا بھی غایت بنا بعض مضامین مفیدہ کو متضمن ہونا یہ دونوں امر متقاضی ہیں کہ بنام خدا جواب شروع تو کر ہی دوں اتمام تفضل
الٰہیہ ہے اسلئے اختصار کے ساتھ مگر قدرے ضروری تفصیل کے ساتھ جواب خط لکھتا ہوں آنعزیز نے لکھا ہے کہ اتنا معلوم ہوا
کہ جب یہ تعلق سے بھابی صاحبہ کی حالت میں بہت تغیر ہو گیا ہے اور آپکو بھی کچھ باعث مسرت ہے اعزیز من یہ دونوں امر صحیح ہیں
اس تفصیل کی تو حاجت نہیں کہ کیا تغیر ہوا اور اس تغیر کے سبب سے مجھکو کیا تکدر ہوا کیونکہ اول تو اسکی حقیقت معلوم ہونا مشاہدہ پر
موقوف ہے دوسرے کم شخص ایسے ہونگے جنہوں نے اسکے نظائر کا مشاہدہ نہ کیا ہو اسلئے یہ تفصیل بیکار ہے البتہ نتیجہ خیز بات اس
تغیر کے اسباب کی تحقیق ہے جسکی تقریر سے خود نتیجہ تک ذہن پہونچ جاویگا اور ممکن ہے کہ اخیر میں اسکی کچھ تصریح بھی کر دی جاوے
سو ان اسباب کا مجموعہ راجع ہے دو امر کیطرف ایک حد سے زیادہ جاہل ہونا طبقہ اناث کا خواہ جہل علمی یعنی ناواقفی شرائع خواہ جہل
عملی جسکو ہمارے محاورہ میں جہالت کہتے ہیں جسکے شعبوں میں سے زیادہ تر بد خلقی بد گمانی و بدزبانی و کبر و حسد و حب دنیا و نسیان آخرت
کو ہے دوسرا حد سے زیادہ محبت ہے نانیہوں کو شوہروں سے اور اولاد کا خصوص جو منکوحہ اولی سے ہو زیادہ جو کہ خاص معاملہ ہے دوسری
عورتوں میں معلوم ہوا چنانچہ ایسے موقع پر جو اقوال ان جہلا کے سننے میں آئے وہ اسکی بین دلیل ہیں نمبر ۱ ہائے
بادشاہی چھن گئی نمبر ۲ - ہائے ایسا ظلم نمبر ۳ - بس جی مولویوں کا بھی اعتبار نہ رہا نمبر ۴ بھلا بدوں اجازت منکوحہ
اولی کے یہ دوسرا نکاح جائز کب ہو سکتا ہے نمبر ۵ بھلا اگر عورت بھی دوسرے مرد کو ڈھونڈھ لے تو مرد پر کیسی
گذرے نمبر ۶ - ہائے بیٹی بیٹی کہا کرتے تھے جورو بنا کر بٹھا لیا نمبر ۷ - بیٹی کیا نواسی کی جگہ تھی نمبر ۸ - ارے بھائی
بھانجا تو بیٹا ہوتا ہے پھر اسکو بیٹا بنایا بھی تھا بیٹے کی بیوی کو بے بیٹھے یہ غضب نمبر ۹ بس جی ایسی عورت کا
کیا اعتبار اسکا تو اگر نانا حقیقی زندہ ہوتا کیا اسکو بھی کر بیٹھتی نمبر ۱۰ - تو اور پڑھاؤ لڑکیوں کو - ہائے استاد ہو کر شاگردنی کو

کر بیٹھے نمبر ۱۱- اور مرید نی بھی تو تھی پیرنی اور باپ میں کیا فرق ہوتا ہے نمبر ۱۲- اجی معلوم ہوتا ہے ان میں پہلے سے ساز باز ہوگا نمبر ۱۳- بس جی اب تو سب مرید ایسا ہی کرینگے نمبر ۱۴- اجی لڑکی نے بھی ظلم ہی کر دیا جو کرنا ہی تھا اور دس تھے بھلا جسکے پاس بچپن میں ہی لکھا پڑھا اسکی چھاتی پر مونگ دلنا تھا نمبر ۱۵- خدا کرے ان کو آرام ہی نصیب نہو نمبر ۱۶- اجی ایسی بیحیا ہے تو ستر کرے گی ستر جو نگی نمبر ۱۷- بس اب یہ بیچاری غریب کا حصہ رزق میں بھی بانٹ لے گی۔ نمبر ۱۸- اگر اتفاق سے کوئی حادثہ پیش آگیا مثلاً معاش کی کمی یا بیماری تو یہ رائے قائم کی جاتی ہے کہ اس کا ایسا منحوس قدم آیا تھا کہ رزق اڑ گیا صحت اڑ گئی ونحو ذلک من الخرافات جن میں بعض اقوال تو صاف شریعت کا رد اور کفر کے قریب ہیں اس واقعہ میں معلوم ہو گیا کہ بڑی بڑی لکھی پڑھی تسبیح نفلوں کی پابند مگر تمام تر ان کا ملمع ثابت ہوا نہ یہ تمیز تھی کہ ہم منہ سے کیا بکتے ہیں اسمیں کفر ہو جاویگا یا گناہ ہو جاویگا نہ یہ ہوش کہ خیر نتیجہ ان خرافات کا کیا ہے اپنے نزدیک تو صاحب معاملہ کے ساتھ ہمدردی کیجاتی ہے مگر یہ سلیقہ نہیں کہ اس سے تو اور دونا غم کو اشتعال ہوتا ہے ایسے وقت میں سخت ضرورت تسلی دینے کی ہوتی ہے جسکا طریقہ عام عقلاء کے نزدیک تو صبر دلانا ہے اور جو شبہات آئندہ کے متعلق صاحب معاملہ کو واقع ہوں مثلاً یہ کہ میرے ساتھ التفات نہ رہیگا میرے حقوق ضائع کر دئے جاویں گے جدیدہ کی چغلیوں سے مجھکو تکلیف دیجاوے گی ان سب شبہات کو خوبصورتی سے رفع کرنا اور میرے نزدیک ایسے موقع پر تسلی کا طریقہ یہ ہے کہ اسکو مصیبت ہی تسلیم نہ کیا جاوے کہ صبر کی ترغیب دیجاوے بلکہ اسکا نعمت و مصلحت ہونا ثابت کیا جاوے اور شکر کی ترغیب دیجاوے اور یہ جو میں نے کہا کہ ایسے موقع پر تسلی کا طریقہ یہ ہے مراد ایسے موقع سے وہ موقع ہے جہاں اسکا ظاہراً نعمت ہونا بھی ثابت کر سکے جیسے بفضلہ تعالیٰ اس نا کارہ کی حالت ہے وہ یہ ہے کہ میں نے قدیمہ کی دلجوئی میں پیش بندی کر دی گو میں نے کوئی گناہ کا یا عیب کا کام نہ کیا تھا لیکن ان کے عین شوران شکایت میں ان کے تجاوز عن التہذیب کو غلبہ حال پر محمول کر کے ان کو معذور قرار دیا اور اسی طرح سکون و سکوت و ضبط سے کام لیا جیسے کوئی معیب کر کے تحجل و شرمندہ ہوتا ہے اور تمام تر جوش و خروش کا جواب ان الفاظ سے دیا کہ خیر میں نے سب دل سے معاف کیا اللہ تعالیٰ تمہاری اصلاح فرمائے اور میں ان کی توجہ بیجی سن و کثرت مشاغل خدمت خلائق ان سے بالکل بے فکر ہو گیا تھا۔ بعض اوقات دن دن بھر گھر جانے کی نوبت نہ آتی تھی عشاء کی نماز پڑھکر فوراً سو رہتا تھا بات کی بھی فرصت نہ ملتی تھی مگر اب ان کی دلجوئی کا خاص اہتمام شروع کر دیا ذرا ذرا بات میں انکی رعایت ملحوظ کرنے لگا چونکہ مزاج میرا فطرۃً تیز ہے اور عورتوں میں کجی لازم ہے کسی میں کم کسی میں زیادہ اگر جب کوئی ایسا موقع پیش آتا تھا میں تحمل نہ کرتا تھا۔

۵ منحوس تو نہیں ہے ۱۲ ۶ عقیدہ کا احتمال ہو جاتا ہے ۷ حکم بگاڑا پیرو دال ۱۲ محشی

۸ واقعہ کا صحیح نہ ہونا ۱۲ محشی

۹ الکلام [illegible] ۱۲ محشی

۱۰ [illegible] ۷ محشی

۱۱ [illegible] ۱۲ محشی

۱۲ [illegible] ۱۲ محشی

Marfat.com

قولاً بھی تیز الفاظ کہتا تھا اور عملاً بھی بعض وقات کھانا چھوڑ کر گھر سے مدرسہ میں چلا آتا تھا ایسا اتفاق بکثرت ہوتا تھا جب سے یہ واقعہ ہوا اس برتاؤ کا نام و نشان نہیں رہا اُدھر سے کتنی ہی کجی ہوئی اِدھر سے بہت زیادہ نرمی و راستی برتی گئی خلاصہ یہ کہ اس قدر نرم برتاؤ اختیار کیا گیا کہ بعض لوگ تو مجھکو بے غیرت کہنے لگے بعضے بیوی سے ڈرنیوالا دبنیوالا کہنے لگے بعض نے یہ رائے قائم کی کہ یہ نرمی ہی سبب ہے دوسری جانب کی دلیری کا البتہ یہ تو ہوا کہ جب کبھی شریعت پر اعتراض کا اثر پہونچنے لگا گو صاحب اعتراض کو اسکا احساس نہیں ہوا یا یہ کہ بیہودگی کو زیادہ امتداد ہونے لگا اول تو نرمی سے فہمایش کردی اگر پھر اصرار ہوا تو دوبارہ فہمایش میں قدرے آواز بلند ہو گئی مگر اس میں بھی الفاظ خشن اور تیز سے زبان کو نہایت تکلف کے ساتھ روکا غرض یہ خلاصہ تھا دوسرے میری حالت کا تو اس میں غور کر کے ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کہ میرا برتاؤ پہلے سے زیادہ اچھا ہو گیا اور سبب اسکا وہی دل شکنی کے احتمال پر دلجوئی اور اس دلجوئی کا سبب بھی واقعہ جدیدہ تو اس صورت میں کیا شک رہا کہ اس واقعہ کا قدیمہ کے حق میں نعمت ہونا بھی نہایت آسانی سے ثابت کیا جا سکتا ہے پس طریق تسلی کا یہ تھا اور اگر یہانتک ذہن نہ پہونچتا تو خیر صبر ہی کی تعلیم کیجاتی اگر دو چار عاقل عورتیں بھی اس طرف توجہ کرتیں تو ان کے رنج و غم کی یہانتک نوبت نہ پہونچتی مگر جو آئی ان کے خیالات کی جنمیں اکثر بلکہ کل کے کل لغو اور بے بنیاد تھے تصدیق ہی کرتی آئی کسی نے تکذیب نہیں کی الا ماشاء اللہ اور تصدیق بھی صرف خوشامد میں اور اس مصلحت سے کہ یوں نہ کہیں کہ فلانی کو میرے ساتھ ہمدردی نہیں بس اس تصدیق سے اُن کے اوہام اور خیالات اور پکے ہو گئے اور وہ مثال ہو گئی جیسے کسی میانجی کو اس کے مکتب کے لڑکوں نے باہم متفق ہو کر بیمار ڈالدیا تھا کہ جو آتا یہی خبر ہے چہرہ اداس کیوں ہے آخر بیچارہ بیمار پڑ گیا میں نے اس دلجوئی کے علاوہ اصلاح باطن کے طریقوں سے اس قدر کام لیا کہ شاید میں پچیس برس کی مدت میں کسی کیلئے نہ لیا ہو گا اُن میں بعضے طریقے منقول تھے اور بعضے بزرگوں کے کلام سے مستنبط کئے ہوئے اور ایسے لطیف لطیف کہ اگر کوئی ان کی قدر کرتا تو ضبط کرنے سے ایک بے نظیر رسالہ سلوک کا بنتا اور عمل کرنے سے انسان کامل بنجاتا مگر تجربہ سے معلوم ہوا اور پہلے سے بھی معلوم تھا مگر اب اور زیادہ معلوم ہو گیا کہ جو شخص اپنی اصلاح نہ چاہے اسکی اصلاح کوئی مخلوق نہیں کر سکتا حتیٰ کہ نبی بھی دوسرے یہ تجربہ سے معلوم ہوا کہ اصلاح کیلئے مصلح کے ساتھ اعتقاد اور عظمت کا ہونا شرط ہے اور شوہر کے ساتھ یہ دونوں امر ضعیف ہیں بہر حال میں نے تھک کر حق تعالے سے التجا اور دعا شروع کی ہے اور حضرت ذکریا علیہ السلام کے قول کے موافق ولم اکن بدعائك رب شقیا

Marfat.com

امید قبول رکھتا ہوں، اور غالباً پہلے کی نسبت سکوت و سکون دونوں کی رفتار ترقی پر ہے اور جس مرض میں روزانہ انحطاط ہو امید قوی وہاں صحت ہی کی ہوتی ہے، یہ تو خلاصہ تھا ان کے غم اور اس غم میں ان کے ساتھ میرے معاملہ کا آنعزیز کے اس سوال کا جواب بھی معلوم ہو گیا کہ آپ کو بھی کچھ باعث مسرت نہوا۔ ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں کیا مسرت ہو سکتی جبکہ اسباب مسرت پر اسباب کلفت کے غالب ہوں مگر یہ نفی مسرت کی جو میں نے تسلیم کر لی یہ ظاہری مسرت کے اعتبار سے ہے ورنہ باطناً تو اگر اللہ تعالےٰ معرفت نصیب کرے یہ کلفت بھی مسرت ہی ہے کیونکہ مسرت کے جو منافع ہیں اس کلفت میں اُس سے کم نہیں بلکہ بہت کچھ زیادہ حاصل ہیں گو اس زیادت پر نظر کرکے نہ اس کلفت کی تمنا کرے اور نہ اس کے رفع کی دعا کو ترک کرے حق تعالےٰ سے برابر عافیت مانگتا رہے لیکن جب تک عافیت ظاہری نہو اس میں مصلحتیں و حکمتیں سمجھکر دل سے راضی اور ثواب کا متوقع رہے چنانچہ الحمد للہ اس پر کچھ عمل ہے جس سے زخم پر مرہم رکھا جا رہا ہے ورنہ

ع بلا بودے اگر ایں ہم نبودے

ہاں میں نے اسباب تغیر میں ایک امر کل تبلایا تھا دوسرا امر محبت بی بی کو شوہر کے ساتھ مسرت کے جواب سے اس کو ترتیب میں مقدم لکھنا چاہئے تھا مگر خیر امر اول کا ذکر بھی دور نہیں ہوا گویا یہ دوسرا اس اول کے ساتھ ہی مذکور ہے اس امر ثانی کی حقیقت اس طرح ہے کہ چونکہ بی بی کو شوہر سے خصوص ہندوستان میں یہاں کی آب و ہوا کی خاصیت سے محبت زیادہ ہوتی ہے اور خاصہ محبت کا یہ ہے ؎

عشق ست و ہزار بدگمانی باسایہ ترا نمی پسندم

بس اس سے یہ شرکت کہ اس کے شوہر میں دوسری آکر حصہ دار ہو جاوے سخت ناگوار ہوتی ہے اور گو یہ شرکت بی بی کو بھی کسی قدر ناگوار ضرور ہے لیکن پھر دونوں میں یہ فرق ضرور ہے کہ دوسری تو اول ہی سے شرکت کو گوارہ کرکے آتی ہے اور پہلی مدت تک انفراد و اختصاص کی حالت میں رہ چکتی ہے اسکو خلاف ارادہ و خلاف توقع و خلاف رضا یہ شرکت پیش آجاتی ہے اسلئے اُسکو زیادہ صدمہ ہوتا ہے اور اسکا خلاف ارادہ و خلاف رضا ہونا تو ظاہر ہی باقی خلاف توقع اسلئے کہ ہندوستان میں اسکا رواج اسقدر کم ہے گویا کہ ہے ہی نہیں اور رسم کو جذبات میں بہت دخل ہوتا ہے اور یہاں تک دخل ہوتا ہے کہ جو امر خلاف ارادہ و خلاف رضا بھی نہو مگر خلاف رسم ہونیکے سبب خلاف ارادہ اور رضا نہونیکا بھی اثر نہیں رہتا چنانچہ بعض جگہ نباگیری

نعیمی کتب خانہ

۵ الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ ۴۰ اُردو بازار، لاہور۔
فون: 042-37248927

Marfat.com